



محبوب کائنات ﷺ کی سیر اور شان و مقام اور عظیموں کا ایمان افروز تذکرہ

# معارف نبوی ﷺ

قدم بقدم



از افادات

محبوب العلماء و الصالحا حضرت مولانا حافظ پیر و الفقار احمد نقشبندی صاحب مدظلہ

جمع و ترتیب

مولانا محمد زوح اللہ نقشبندی غفوی

بیت اشاعت کراچی



محبوب کائنات ﷺ کی سیر اور شان و مقام اور عظمتوں کا ایمان افروز تذکرہ

# معارفِ نبوی ﷺ

قدم بقدم

از افادات

محبوب العلماء و الصالحا حضرت مولانا حافظ پیر و الفقار احمد نقشبندی صاحب مدظلہ

جمع و ترتیب

حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب شجاع آبادی صاحب مدظلہ

پیشہ الاشاعت کراچی

2017-2021

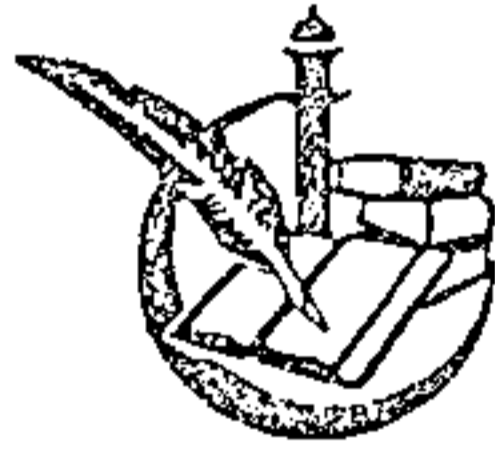
م 7 و  
۱۳۱۵۵۲

جُمْلَةُ حُقُوقِ بَحَقِ نَاشِرِ مَحْفُوظِ بَيْنِ

نام کتاب ■ معارف نبوی ﷺ

ازفادات ■ حضور لانا فاطمہ بیروا نقار احمد نقشبندی صاحبہ عظامہ

جمع و ترتیب ■ حضور لانا ثناء اللہ شجاع آبادی صاحبہ عظامہ



بیتُ الاِشاعتِ کراچی

0321-7556284

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۸	انتساب	☆
۱۹	مقدمہ	☆
۲۱	پہلا باب	☆
۲۱	شانِ نبی کریم ﷺ قرآن کریم کے آئینہ میں	☆
۲۲	اندازِ مخاطب میں محبت کا پہلو	☆
۲۲	محبوب ﷺ کا براہِ راست دفاع	☆
۲۳	محبوب ﷺ کا وجد آفرین تذکرہ	☆
۳۲	انبیائے کرام سے حضور ﷺ پر ایمان لانے کا عہد	☆
۲۳	اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمتیں	☆
۲۵	خلقِ عظیم کا تذکرہ	☆
۲۵	سارے جہانوں کے لئے رحمت	☆
۲۶	وجودِ نبوی (ﷺ) کی برکات کا فروں پر بھی	☆
۲۶	اطاعتِ نبوی (ﷺ) کی عظمت کا تذکرہ	☆
۲۷	نصرتِ خداوندی کا تذکرہ	☆
۲۷	مذاق اڑانے والوں کا انجام	☆
۲۸	مجنوں کہنے والے کی سرزنش	☆
۲۹	تسلی آمیز پیغامات	☆
۳۰	نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کا تذکرہ	☆

صفحہ نمبر

۲۵۵

- ☆ محبوب کے زیر نظر رہنے کا مزہ ۳۰
- ☆ سب سے بڑی خوش خبری ۳۱
- ☆ بروزِ محشر عزتوں کے مستحق کون ہوں گے؟ ۳۲
- ☆ معراجِ نبوی (ﷺ) کا تذکرہ ۳۳
- ☆ انعاماتِ الہی کا تذکرہ ۳۴
- ☆ جسمِ مبارک کے اعضاء کا ذکر ۳۴
- ☆ چہرہٴ انور کا تذکرہ ۳۵
- ☆ مبارک آنکھوں کا تذکرہ ۳۶
- ☆ مبارک کانوں کا تذکرہ ۳۶
- ☆ زبانِ مبارک کا تذکرہ ۳۶
- ☆ سینہ مبارک کا تذکرہ ۳۶
- ☆ پیٹھ مبارک کا تذکرہ ۳۸
- ☆ مبارک ہاتھوں کا تذکرہ ۳۸
- ☆ مبارک قدموں کا تذکرہ ۳۹
- ☆ لباسِ مبارک کا تذکرہ ۳۹
- ☆ کاشانہٴ نبوت کا تذکرہ ۴۰
- ☆ اہلِ خانہ کا تذکرہ ۴۰
- ☆ اہلِ خانہ کی پاک دامنی کا تذکرہ ۴۰
- ☆ بناتِ اربعہ کا تذکرہ ۴۱
- ☆ بیٹوں کا تذکرہ ۴۱
- ☆ اہلِ بیت کا تذکرہ ۴۱
- ☆ مسجدِ نبوی کا تذکرہ ۴۱

- |    |   |                                   |
|----|---|-----------------------------------|
| ۴۲ | ☆ | مسجد کے نمازیوں کا تذکرہ          |
| ۴۲ | ☆ | مہمانوں کی دعوت کا تذکرہ          |
| ۴۲ | ☆ | اقربائے نبوی کا تذکرہ             |
| ۴۳ | ☆ | علمِ نبوی کا تذکرہ                |
| ۴۳ | ☆ | حسنِ بیان کا تذکرہ                |
| ۴۴ | ☆ | نرم رُوئی کا تذکرہ                |
| ۴۴ | ☆ | صبر و تحمل کا تذکرہ               |
| ۴۴ | ☆ | حیا کا تذکرہ                      |
| ۴۵ | ☆ | آدابِ نبوی (ﷺ) کا تذکرہ           |
| ۴۵ | ☆ | تربیتِ نبوی (ﷺ) کا تذکرہ          |
| ۴۶ | ☆ | عفو و درگزر کا تذکرہ              |
| ۴۷ | ☆ | مقامِ تفویض کا تذکرہ              |
| ۴۸ | ☆ | جہاد کا تذکرہ                     |
| ۴۸ | ☆ | مقاصدِ بعثت کا تذکرہ              |
| ۴۸ | ☆ | حزن و غم کا تذکرہ                 |
| ۴۸ | ☆ | نمازِ تہجد کا تذکرہ               |
| ۴۸ | ☆ | دائرہٴ عمل کا تذکرہ               |
| ۴۹ | ☆ | فارغِ اوقات کا تذکرہ              |
| ۴۹ | ☆ | امتِ نبوی (ﷺ) کا تذکرہ            |
| ۴۹ | ☆ | محبتِ الہی کے حصول کا قرآنی طریقہ |
| ۵۰ | ☆ | محبوبِ کل جہاں کی محبت کا تذکرہ   |
| ۵۰ | ☆ | پرانوار زندگی کی قسم              |
| ۵۱ | ☆ | مبارک شہر کی قسم                  |

- ☆ ۵۱ محبوب ﷺ کا ذکر
- ☆ ۵۲ چار دانگِ عالم میں ذکرِ نبوی کی گونج
- ☆ ۵۳ رضائے نبوی کی تکمیل
- ☆ ۵۴ آیاتِ قرآنی اور حیاتِ نبوی کی حیران کن تطبیق
- ☆ ۵۵ اللہ تعالیٰ کی حفاظت
- ☆ ۵۶ جنگِ احزاب کا واقعہ
- ☆ ۵۸ خاتم الانبیاء ﷺ اور حفاظتِ خداوندی
- ☆ ۵۹ نبی علیہ السلام کی حفاظت
- ☆ ۶۰ حضور ﷺ غار ثور میں
- ☆ ۶۱ ثانی اثنین کا لقب
- ☆ ۶۲ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک تین راتوں کا مقام
- ☆ ۶۲ ایک غلط استدلال کی وضاحت
- ☆ ۶۳ نبی رحمت ﷺ کے لئے حزن کا لفظ
- ☆ ۶۶ فراق کا غم
- ☆ ۶۶ حضرت مجدد الفِ ثانی رحمہ اللہ اور مدحتِ نبوی ﷺ
- ☆ ۶۶ خواجہ مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ اور نعتِ نبوی ﷺ
- ☆ ۶۷ ظاہری حسن بے مثال
- ☆ ۶۹ باطنی صفات بے مثال
- ☆ ۷۰ اور مدح باقی ہے
- ☆ ۷۱ حروفِ تجلی کی مدحت
- ☆ ۷۵ دوسرا باب
- ☆ ۷۵ محبوب کائنات ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کے ایمان افروز مناظر



- ۷۶ ☆ بعثت نبوی ﷺ سے پہلے جزیرہ عرب کی حالت
- ۷۷ ☆ جزیرہ عرب میں بعثت کی حکمتیں
- ۷۸ ☆ کھلی کتاب جیسی زندگی
- ۷۹ ☆ قیمتی چیز طلب سے ملتی ہے
- ۸۰ ☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دود عائیں
- ۸۰ ☆ مہمانِ خصوصی کی آمد کا اعلان
- ۸۱ ☆ حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب پر آزمائش
- ۸۳ ☆ حضور ﷺ کے والد عبد اللہ پر آزمائش
- ۸۴ ☆ حضور ﷺ کی والدہ پر آزمائش
- ۸۶ ☆ حضور ﷺ کی ولادت سے پہلے علامات کا ظہور
- ۸۹ ☆ جس کا رب اسی کا سب
- ۹۱ ☆ حلیمہ سعدیہ کی سعادت مندی
- ۹۱ ☆ حضور ﷺ کا حسن بے مثال
- ۹۲ ☆ والدہ کی دعاؤں کا ثمرہ
- ۹۳ ☆ حضور ﷺ کو پیچھے بٹھا کر اونٹنی چلنے پر راضی نہیں
- ۹۴ ☆ بنو سعد کے ہر گھر میں خوشبو پھوٹ پڑی
- ۹۴ ☆ بکریوں کے سوکھے تھن دودھ سے لبریز ہو گئے
- ۹۵ ☆ غریب گھرانے میں پرورش کرانے میں اللہ کی حکمت
- ۹۵ ☆ حضور ﷺ کا دودھ پینے میں بھی انصاف کا معاملہ
- ۹۶ ☆ بکریاں چرانے کے دوران پیش آنے والے چند واقعات
- ۹۷ ☆ حضور ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ کی وفات
- ۹۸ ☆ حضور ﷺ کو ہر ظاہری سہارے سے محروم کرنے کا مقصد
- ۹۹ ☆ رضاعی بہن کے ساتھ حضور ﷺ کا سلوک

- ☆ ۱۰۰ نبی ﷺ کے اجداد بہترین
- ☆ ۱۰۱ نبی ﷺ کی زبان بہترین
- ☆ ۱۰۲ شہرِ ولادت بہترین
- ☆ ۱۰۲ مکہ مکرمہ امن کا شہر
- ☆ ۱۰۳ مکہ مکرمہ وسطِ عالم
- ☆ ۱۰۴ مکہ مکرمہ کا موسم بہترین
- ☆ ۱۰۴ مکہ مکرمہ کے اوقات بہترین
- ☆ ۱۰۴ نبی علیہ السلام کا قبیلہ بہترین
- ☆ ۱۰۵ دادا کا انتخاب بہترین
- ☆ ۱۰۵ والد ماجد کا بہترین انتخاب
- ☆ ۱۰۶ ابنِ ذبیحین
- ☆ ۱۰۷ والدہ ماجدہ کا انتخاب بہترین
- ☆ ۱۰۸ نبی ﷺ کے نام کا انتخاب بہترین
- ☆ ۱۱۰ پرورش کے لئے بہترین عورت کا انتخاب
- ☆ ۱۱۱ ازواجِ مطہرات کا بہترین انتخاب
- ☆ ۱۱۳ بیٹوں کا بہترین انتخاب
- ☆ ۱۱۳ بیٹیوں کا بہترین انتخاب
- ☆ ۱۱۴ یاروں کا بہترین انتخاب
- ☆ ۱۱۴ بہترین کتاب کا انتخاب
- ☆ ۱۱۵ بہترین کتاب کا انتخاب
- ☆ ۱۱۷ تیسرا باب
- ☆ ۱۱۷ محبوب دو جہاں ﷺ کی امتیازی شان اور خصوصیات کا ایک تذکرہ

- |     |   |  |
|-----|---|--|
| ۱۱۸ | ☆ | شانِ نبوت ﷺ کی امتیازی خصوصیات کا ایک جائزہ            |
| ۱۱۸ | ☆ | جسمانی معراج   |
| ۱۱۸ | ☆ | عالمی دعوت   |
| ۱۱۹ | ☆ | جہانوں کے لئے رحمت                                     |
| ۱۱۹ | ☆ | تمام انسانوں کے لئے ہادی                               |
| ۱۲۰ | ☆ | ظاہری اور باطنی علوم کے حامل                           |
| ۱۲۰ | ☆ | تمام نمازوں کے جامع                                    |
| ۱۲۰ | ☆ | پوری زمین مصلیٰ  |
| ۱۲۱ | ☆ | اول و آخر کے علوم کے حامل                              |
| ۱۲۱ | ☆ | ختم نبوت کے حام  |
| ۱۲۱ | ☆ | انبیاء ﷺ کے نبی  |
| ۱۲۲ | ☆ | امام الانبیاء بنے                                      |
| ۱۲۲ | ☆ | ازل سے نبی تھے   |
| ۱۲۳ | ☆ | سببِ تخلیق کائنات                                      |
| ۱۲۳ | ☆ | اول المقر بین  |
| ۱۲۳ | ☆ | غلبہء دین اور حفاظتِ دین                               |
| ۱۲۴ | ☆ | عملی اور علمی معجزے                                    |
| ۱۲۵ | ☆ | مبتوع الانبیاء   |
| ۱۲۶ | ☆ | شفاعتِ کبریٰ کے حامل                                   |
| ۱۲۶ | ☆ | نبی ﷺ کے معجزات اور انبیائے سابقین کے معجزات کا موازنہ |
| ۱۲۷ | ☆ | حضرت آدم ﷺ کے معجزات سے موازنہ                         |
| ۱۲۸ | ☆ | حضرت نوح ﷺ کے معجزات سے موازنہ                         |

- ۱۳۰ ☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ
- ۱۳۱ ☆ حضرت یوسف علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ
- ۱۳۳ ☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ
- ۱۳۳ ☆ یوشع بن نون علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ
- ۱۳۵ ☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ
- ۱۳۶ ☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ
- ۱۳۶ ☆ نبی ﷺ تمام انبیاء کے کمالات کے جامع
- ۱۳۹ ☆ روزِ محشر نبی ﷺ کی شانِ امتیاز
- ۱۳۹ ☆ کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا
- ۱۴۰ ☆ امتِ محمدیہ میں انبیائے کرام والے تیس اوصاف
- ۱۴۲ ☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام والے اوصاف
- ۱۴۲ ☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام والے اوصاف
- ۱۴۷ ☆ حبیبِ کبریا حضرت محمد ﷺ والے اوصاف
- ۱۴۸ ☆ دس انبیاء کو دس علوم ملے
- ۱۴۸ ☆ نبی اکرم ﷺ کی برکات
- ۱۴۸ ☆ وضو کے پانی کی برکات
- ۱۴۹ ☆ لعابِ رسول اللہ ﷺ کی برکات
- ۱۵۱ ☆ نبی ﷺ کے مبارک خون کی برکات
- ۱۵۲ ☆ موئے مبارک کی برکات
- ۱۵۲ ☆ بچے ہوئے پانی اور کھانے کی برکات
- ۱۵۳ ☆ ناخن مبارک کی برکات
- ۱۵۴ ☆ لباس مبارک کی برکات

- ۱۵۴ ☆ لمسِ نبوی ﷺ کی برکات
- ۱۵۷ ☆ ایک سچے جانشین کی برکات
- ۱۵۹ ☆ چوتھا باب
- ۱۵۹ ☆ حضور نبی کریم ﷺ کی انقلابی پالیسی اور اس کا مختصر جائزہ
- ۱۶۰ ☆ اہل عرب کی مثال
- ۱۶۰ ☆ ایک حیرت انگیز انقلاب
- ۱۶۱ ☆ اعلانِ نبوت سے پہلے معاشرے کی پسندیدہ شخصیت
- ۱۶۱ ☆ دعوتِ توحید
- ۱۶۲ ☆ نبوت کی کھلی دلیل
- ۱۶۳ ☆ کردار سب سے بڑا ہتھیار
- ۱۶۳ ☆ انوکھا فاتح
- ۱۶۴ ☆ اخلاقی فتوحات
- ۱۶۴ ☆ اسلام تلوار سے نہیں کردار سے پھیلا
- ۱۶۵ ☆ دل کو مسخر کر دینے والے اخلاق
- ۱۶۷ ☆ انقلابِ نبوی ﷺ کے عجائب
- ۱۶۸ ☆ (۱) کم وقت میں انقلاب
- ۱۶۸ ☆ (۲) کم وسائل سے انقلاب
- ۱۶۸ ☆ (۳) کم نقصان سے انقلاب
- ۱۶۹ ☆ کامیاب اور مکمل انقلاب
- ۱۷۰ ☆ نبی علیہ السلام کی انقلابی پالیسی محبت اور نرمی
- ۱۷۰ ☆ اصحابِ رسول ﷺ کی صفاتِ حمیدہ کا ایک جائزہ

۱۷۱	☆	انفرادی صفات
۱۷۱	☆	(۱) طلب علم
۱۷۱	☆	(۲) با مقصد زندگی
۱۷۲	☆	(۳) صدق و صفا
۱۷۲	☆	(۴) نیکو کاری
۱۷۲	☆	(۵) تواضع
۱۷۲	☆	(۶) تحمل مزاجی
۱۷۳	☆	(۷) مٹھاس
۱۷۴	☆	(۸) اخلاص
۱۷۴	☆	اجتماعی صفات
۱۷۴	☆	(۱) مساوات
۱۷۴	☆	(۲) انصاف
۱۷۵	☆	(۳) عفو و درگزر
۱۷۵	☆	(۴) ایثار
۱۷۶	☆	(۵) اخوت
۱۷۶	☆	(۶) ستر پوشی
۱۷۷	☆	(۷) برائی کا خاتمہ
۱۷۷	☆	(۸) ازدواجی زندگی
۱۷۷	☆	(۹) نفع رسانی
۱۷۷	☆	(۱۰) خدمتِ خلق
۱۷۸	☆	(۱۱) محاسبہ
۱۷۸	☆	(۱۲) اخلاقِ حمیدہ

- ☆ ۱۷۹ تعمیر انسانیت فکری تبدیلی کا ایک واقعہ
- ☆ ۱۸۰ سرزمینِ عرب بہیروز کی نرسری
- ☆ ۱۸۱ اسلامی لیڈرشپ کی کیس سٹڈی
- ☆ ۱۸۱ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی
- ☆ ۱۸۲ دو پیغمبروں کی دودعا میں
- ☆ ۱۸۲ قبل از اسلام طبیعت کی سخت گیری
- ☆ ۱۸۳ قبولِ اسلام
- ☆ ۱۸۳ تعلیماتِ نبوی کا اثر
- ☆ ۱۸۴ تعلیماتِ نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) نے امیر المؤمنین بنا دیا۔
- ☆ ۱۸۵ صفہ تعلیماتِ نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کا مرکز
- ☆ ۱۸۵ گلشنِ نبوت (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے پھولوں کا تعارف
- ☆ ۱۸۸ سیرت النبی انسانیت کے لیے آسمان کے مانند
- ☆ ۱۸۹ بحیثیتِ خاوند
- ☆ ۱۹۰ بحیثیتِ والد
- ☆ ۱۹۰ بحیثیتِ دوست
- ☆ ۱۹۰ بحیثیتِ امیر
- ☆ ۱۹۱ بندگیِ خدا
- ☆ ۱۹۳ پانچواں باب
- ☆ ۱۹۳ عہدِ نبوی ﷺ میں ایک یادگار مجلس کا تذکرہ
- ☆ ۱۹۴ ایک یادگار مجلس کا تذکرہ

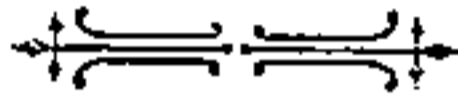
- ۱۹۴ ☆ نبی علیہ السلام کی تین محبوب چیزیں
- ۱۹۴ ☆ ظاہر اور باطن کی پاکیزگی مقصود ہے
- ۱۹۶ ☆ احکام شریعت انسان کے ظاہر و باطن کو پاک کرنے کے لیے ہیں
- ۱۹۶ ☆ نماز اللہ کے خزانوں کی چابی -
- ۱۹۷ ☆ نماز، محبوب کا تحفہ
- ۱۹۸ ☆ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں
- ۱۹۸ ☆ (۱) نبی ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھنا
- ۱۹۹ ☆ شوق زیارت کی فضیلت
- ۲۰۰ ☆ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے مثال سعادت
- ۲۰۱ ☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رشک
- ۲۰۲ ☆ (۲) نبی ﷺ پر اپنا مال خرچ کرنا
- ۲۰۲ ☆ صدیق رضی اللہ عنہ کو خدا کا رسول بس
- ۲۰۳ ☆ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت کا سلام
- ۲۰۳ ☆ (۳) بیٹی کا نبی ﷺ سے نکاح میں ہونا
- ۲۰۴ ☆ توجہات کا مرکز نبی ﷺ کی ذات
- ۲۰۴ ☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں
- ۲۰۴ ☆ (۱) امر بالمعروف کرنا
- ۲۰۵ ☆ (۲) نہی عن المنکر کرنا
- ۲۰۶ ☆ (۳) سادہ لباس پہننا
- ۲۰۸ ☆ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں
- ۲۰۸ ☆ (۱) بھوکوں کو کھانا کھلانا
- ۲۰۹ ☆ (۲) ننگوں کو کپڑا پہنانا



- ۲۱۰ ☆ (۳) قرآن مجید کی تلاوت کرنا
- ۲۱۱ ☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں
- ۲۱۱ ☆ (۱) مہمان نوازی کرنا
- ۲۱۲ ☆ (۲) گرمی کے روزے رکھنا
- ۲۱۳ ☆ (۳) اللہ کے راستے میں جہاد کرنا
- ۲۱۳ ☆ جبرئیل علیہ السلام کی تین محبوب چیزیں
- ۲۱۳ ☆ (۱) عبادت گزار غریبوں سے محبت کرنا۔
- ۲۱۵ ☆ (۲) کثیر العیال تنگ دستوں سے محبت کرنا۔
- ۲۱۵ ☆ (۳) گمراہ کو راستہ دکھانا۔
- ۲۱۶ ☆ اللہ تعالیٰ کی تین پسندیدہ چیزیں
- ۲۱۶ ☆ (۱) فاقے پر صبر کرنے والا
- ۲۱۷ ☆ (۲) نیکی میں سبقت کرنے والا
- ۲۱۸ ☆ اللہ کے تین پسندیدہ بندے
- ۲۱۹ ☆ (۳) گناہوں پر نادم ہونے والا بندہ
- ۲۱۹ ☆ ندامت کے آنسو میزانِ عمل میں نہیں تل سکتے
- ۲۲۰ ☆ ندامت کے آنسو اپورٹڈ مال ہے
- ۲۲۱ ☆ پلکوں کے بال کی شفاعت
- ۲۲۲ ☆ عجیب محفل
- ۲۲۳ ☆ چھٹا باب
- ۲۲۳ ☆ محبت رسول ﷺ اور اس کے تقاضے
- ☆ اور اتباع رسول ﷺ کی اہمیت

- ۲۲۲ ☆ حضور ﷺ سے کامل محبت کئے بغیر ایمان نامکمل
- ۲۲۵ ☆ حضور ﷺ سے محبت کا انعام
- ۲۲۶ ☆ صحابہ رضوان اللہ عنہم کے دلوں میں حضور ﷺ کی محبت
- ۲۲۷ ☆ محبت کا پہلا تقاضا: عزت و اکرام
- ۲۲۸ ☆ آدابِ احادیث کے چند سبق آموز نمونے
- ۲۲۹ ☆ محبت کا دوسرا تقاضا انسان تقدّم اور آواز بلند نہ کرے
- ۲۳۱ ☆ محبت کا تیسرا تقاضا: آپ کی ہر شے سے محبت
- ۲۳۳ ☆ محبت کا چوتھا تقاضا: اہل بیت اور صحابہ کرام سے محبت
- ۲۳۵ ☆ محبت کا پانچواں تقاضا: سنت کی پیروی
- ۲۳۵ ☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضور ﷺ کی مکمل اطاعت کے چند نمونے
- ۲۳۹ ☆ محبت کا چھٹا تقاضا دشمن رسول (ﷺ) سے بغض رکھنا
- ۲۴۰ ☆ محبت کا ساتواں تقاضا: ذکر نبی ﷺ کرتے رہنا
- ۲۴۱ ☆ محبت کا آٹھواں تقاضا: ملاقات کی تمنا رکھنا
- ۲۴۲ ☆ محبت کا نواں تقاضا: امر بالمعروف و نہی عن المنکر
- ۲۴۷ ☆ محبت کا دسواں تقاضا: درود و سلام کا پڑھنا
- ۲۴۹ ☆ محبت کا گیارہواں تقاضا: نبی ﷺ سے آواز بلند نہ کرنا
- ۲۴۹ ☆ محبت کا بارہواں تقاضا: نبی ﷺ کی نسبتوں کا احترام کرنا
- ۲۵۰ ☆ محبت کا تیرہواں تقاضا: اہل بیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت ہونا
- ۲۵۲ ☆ محبت کا چودھواں تقاضا: تعلیمات نبوی ﷺ پر عمل کرنا
- ۲۵۳ ☆ حضور ﷺ کی زندگی تمام انسانوں کے لئے نمونہ
- ۲۵۵ ☆ محبت رسول ﷺ قرآن و حدیث کی روشنی میں
- ۲۵۷ ☆ کامیابی کا مدار سنت کی اتباع پر ہے

۲۵۹	☆ اختتام بردعا
۲۶۱	☆ ساتواں باب
۲۶۱	☆ عشق رسول ﷺ عربی اور اردو شعراء کی نظر میں
۲۶۲	☆ شان ختم الرسل ﷺ عربی شعراء کی نظر میں
۲۶۳	☆ عظمت رسول اور محبت رسول ﷺ فارسی شعراء کی نظر میں
۲۶۶	☆ محبت رسول ﷺ اردو شعراء کی نظر میں
۲۶۹	☆ عظمت رسول ﷺ
۲۷۲	☆ اتباع رسول ﷺ



## انتساب

احقر راقمِ اشم کتاب بنام ”معارفِ نبوی ﷺ قدم بہ قدم“ کو

بطور ایصالِ ثواب

محترم و مکرم حاجی ظفر صاحب کے والد محترم

حضرت حاجی شیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ کی نذر کرتا ہوں

اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے ہوئے

ان کے درجات بلند فرمائے اور مغفرت کاملہ عطا فرمائیں۔ آمین

محتاجِ دعا

محمد روح اللہ نقشبندی عفورمی

## مقدمہ

اس لئے نبی کریم ﷺ کی سیرت کی مثال سمندر کی مانند ہے، جیسے سمندر کی گہرائیوں کو ناپنا انسان کے بس میں نہیں اسی طرح نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ کا بیان کرنا انسان کے بس کی بات ہی نہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت آسمان کی مانند ہے، انسان شہر میں ہو، جنگل میں ہو، وادی میں ہو، پہاڑ کی چوٹی پر ہو، جہاں بھی ہو، سر اٹھا کر دیکھے اسے آسمان نظر آتا ہے، اسی طرح انسان اپنی زندگی کے جس موڑ پر بھی ہو، لڑکپن میں ہو، جوانی میں ہو، بڑھاپے میں ہو، ازدواجی زندگی ہو، کام کاروبار ہو، اجتماعی زندگی ہو، جس سمت سے بھی ہو، ذرا سا سر اٹھا کر جو دیکھے تو اس کو نبی ﷺ کی سیرت آسمان کی طرح نظر آتی ہے اور اس کو ہدایت مل جاتی ہے۔

چنانچہ سیرت بیان کرنے کے لئے علماء نے انوکھے انداز اختیار کئے مگر سچی بات یہ ہے کہ حق ادا کوئی بھی نہ کر سکا۔

چنانچہ کہنے والوں نے بھی یہی کہا ہے

یا صاحب الجمال ویا سید البشر  
من وجہک المیر لقد نور القمر  
لا یمن الثنا کما کان حقہ  
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

انسان، بدن اور روح سے مرکب ہے۔ بدن کو روح سے حیات ملتی ہے اگر روح نہ ہو تو یہ بے کار ہے اور روح کو سیرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ سے حیات ملتی ہے اگر یہ حیات طیبہ روح کو حاصل نہ ہو تو روح مردہ اور بے کار ہے۔ لہذا سیرت طیبہ کو ”روح الروح“ کا مرتبہ اور مقام حاصل ہے۔

بہر حال یہ بات عیاں ہے کہ محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اور آپ کے اصلاحی بیانات سے ایک عالم سیراب ہو رہی ہے۔

آپ کے ان پُر اثر بیانات میں حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کو ایک انوکھے انداز میں پیش فرمایا ہے، جو یقیناً روح کی حیات جاودانی بخشنے والی ہے، جن کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ لوگوں کو تعلیمات و سنت نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہونے میں معاون و مددگار بن رہے ہیں۔ اور یہ مبارک موضوع بنام ”معارف نبوی ﷺ قدم بہ قدم“ کے نام سے مرتب کرنے کی بندہ عاجز و ناچیز نے ایک ناکام سعی کی کوشش کی ہے۔ مگر ہر ایک مسلمان کی سعادت اور خوش بختی اسی میں ہے کہ اسے طریقہ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق زندگی گزارنی چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں سیرت طیبہ کی روشنی میں زندگی گزارنے کا ایک کامیاب ذریعہ بنائے، اور بارگاہ رب ذوالجلال میں التجا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنا اور اپنے حبیب ﷺ کا ہر حال میں مطیع فرماں بردار رکھے اور رحمت دو عالم ﷺ کی محبت و اطاعت کا جذبہ صادق عطا کرے، اور ایمان پر خاتمہ عطا کرے۔ آمین ثم آمین

طالب دُعا

محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

رابطہ نمبر: 0342-2001115, 0300-3554308

## پہلا باب

شہانِ نبی کریم ﷺ

قرآن کریم کے آئینہ میں

## اندازِ مخاطب میں محبت کا پہلو

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں مختلف انبیاء ﷺ کو خطاب فرمایا تو ان کا نام لے کر ان سے خطاب کیا۔ چنانچہ فرمایا: ..... یا آدم ... یانوح ... یازکریا ... یا ابراہیم ... یاموسی ... یاعیسی ... یاداود ... ییحیی ... سب انبیاء ﷺ کا نام لے کر خطاب کیا، لیکن جہاں بھی نبی ﷺ کا تذکرہ آیا، اللہ رب العزت نے ان کا نام لے کر تذکرہ نہیں کیا، بلکہ ان کی صفات کے ذریعے سے ان کو مخاطب فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

یا ایہا النبی ... یا ایہا الرسول ... یا ایہا المزمّل ... یا ایہا المدثر  
(اے کہ آراستہ بہ لباس پیغمبری)

یہ اندازِ مخاطب ہی بتاتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو کیا شان عطا فرمائی!

## محبوب ﷺ کا براہِ راست دفاع

انبیاء ﷺ جب بھی دنیا میں تشریف لائے تو کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے تھے جن کے دل پتھر کی طرح سخت ہوتے تھے۔ وہ مخالفت پر کھڑے ہو جاتے، وہ انبیاء کرام ﷺ پر طرح طرح کے الزامات لگاتے تھے۔ جب بھی قوم نے الزام لگایا، اللہ رب العزت نے اس نبی ﷺ کی زبان میں اس کا جواب دلوایا، قوم نے کہا کہ آپ تو گمراہ ہیں تو اس نبی ﷺ نے جواب میں فرمایا:

﴿يَقَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ﴾ ... (الاعراف: ۶۱)

”اے میری قوم! میں گمراہ نہیں ہوں“

قوم نے کہا: آپ بے وقوف ہیں تو اس نبی ﷺ کی زبان سے جواب دلوایا گیا:

﴿يَقْوَاهُ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ﴾ (الاعراف: ۶۲)

”اے میری قوم! میں بے وقوف نہیں ہوں“

۱۵۵۲



نبی ﷺ پر بھی قوم کے کچھ لوگوں نے الزامات لگائے، مثال کے طور پر ایک شخص نے کہا: یہ مجنون ہے، تو اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے جواب دلوانے کی بجائے براہِ راست خود جواب عطا فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

”ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ. مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ“ (القلم: ۱-۲)

”اے میرے حبیب! آپ اللہ کی نعمت سے مجنون نہیں ہیں یہاں محبت کا اندازہ لگائیے کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کی طرف سے خود براہِ راست جواب عطا فرمایا۔

### محبوبِ ﷺ کا واحد آفرین تذکرہ

نبی اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں انبیائے کرام کا تذکرہ فرمایا تو گو نبی ﷺ ترتیب میں سب سے آخر میں تشریف لائے، مگر اللہ رب العزت نے تذکرہ کرتے ہوئے آپ کا ذکر مبارک ان سے پہلے فرمایا، قرآن عظیم الشان میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ

وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ۔“ (الاحزاب: ۷)

باقی انبیاء کا تذکرہ بعد میں کیا اور نبی ﷺ کا ذکر مبارک پہلے فرمایا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی تو وجد میں آ کر کہنے لگے: اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ نے آپ کو کیا شان عطا فرمائی کہ اگرچہ آپ دنیا میں خاتم النبیین بن کر سب سے آخر میں تشریف لائے لیکن جب اللہ رب العزت نے انبیائے کرام کا تذکرہ فرمایا تو آپ کا تذکرہ سب سے پہلے فرمایا۔

انبیائے کرام سے حضور ﷺ پر ایمان لانے کا عہد

آپ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اللہ رب العزت نے انبیائے کرام سے ایک عہد لیا، اس عہد و پیمانہ کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں کیا:

”وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ  
وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ  
وَلَتَنْصُرُنَّهُ“۔ (ال عمران: ۸۱)

”اور جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تم کو  
کتاب اور حکمت دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہاری  
کتابوں کی تصدیق کرے تو (تم پر لازم ہے کہ) تم ضرور اس پر ایمان  
بھی لانا اور اس کی مدد بھی کرنا۔“

”قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ“ (فرمایا: کیا تم نے اس بات کا اقرار کیا؟)  
”وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ إِصْرِي“ (اور اس پر میرا عہد قبول کیا؟)  
سب انبیاء ﷺ نے جواب دیا۔

”قَالُوا أَأَقْرَرْنَا“ (سب نے عرض کیا، ہم نے اس بات کا اقرار کیا؟)  
”قَالَ فَاشْهَدُوا“ (اور انا معکم من الشہدین)۔ (ال عمران: ۸۱)  
”ارشاد فرمایا: تم بھی اس ملت پر ایک دوسرے کے گواہ رہو اور  
میں بھی اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔“

## اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمتیں

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اتنی نعمتیں بخشی ہیں کہ جن کو ہم گن بھی نہیں سکتے،  
چنانچہ ارشاد فرمایا:

”وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا“۔ (النحل: ۱۸)

”اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو تم گن بھی نہیں سکتے۔“

گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان گنت نعمتیں عطا فرمائی مگر کسی نعمت پر اللہ تعالیٰ  
نے بندوں پر احسان نہیں جتدایا، یہ کہیں بھی نہیں کہا گیا کہ میرے بندو! میں نے تمہیں  
آنکھیں دیں، میں نے تمہیں عقل کی نعمت دی، میں نے تمہیں پانی دیا، ہوا دی، اللہ

تعالیٰ نے کسی نعمت کا تذکرہ نہیں کیا مگر ایک نعمت ایسی تھی کہ جس نعمت کو دے کر یوں لگتا ہے کہ خود دینے والے کو مزہ آگیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے احسان جتلا یا اور فرمایا:

”لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا“۔

(آل عمران: ۱۶۴)

”تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا کہ ان میں اپنے محبوب کو بھیج دیا“۔

## خُلُقِ عَظِيمِ كَا تَذَكْرَه

نبی ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی تذکرہ قرآن میں فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

”وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا“ (النساء: ۱۱۳)

”اے میرے پیارے محبوب! آپ پر اللہ رب العزت کا بڑا فضل ہے“۔

## سارے جہانوں کے لئے رحمت

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔  
ارشاد فرمایا:

”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ (النساء: ۱۰۴)

”اے میرے حبیب ﷺ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا“

جو عاصی کو کھلی میں اپنی چھپالے  
جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے  
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ  
وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

## وجودِ نبوی (ﷺ) کی برکات کافروں پر بھی

اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کی برکات کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا:  
چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ“ (انفال: ۳۳)

”اے میرے پیارے حبیب ﷺ! اللہ تعالیٰ ان کو اس وقت

تک عذاب نہیں دے گا جب تک آپ ان میں موجود ہیں۔“

پس منظر یہ تھا کہ کافر آ کر کہتے تھے کہ ہم آپ کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے،

اور اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہمارے اوپر اللہ کا عذاب کیوں نہیں آ جاتا، مگر ان پر

اللہ تعالیٰ کا عذاب نبی ﷺ کی موجودگی میں نہیں آیا، اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ

فرما رہے ہیں کہ اے میرے پیارے حبیب ﷺ! اللہ تعالیٰ ان کو اس وقت تک

عذاب نہیں دے گا جب تک کہ آپ ان میں موجود ہیں۔ آپ ﷺ کے وجودِ مسعود کی

برکت اتنی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں سے بھی عذاب کو ٹال دیا تھا، اور آج بھی جس

شخص کی زندگی میں نبی ﷺ کی سنتیں موجود ہوں گی، اور جس قوم کے اندر نبی ﷺ

کی تعلیمات زندہ ہوں گی، ان کی برکت سے اللہ اس فرد کو اور اس قوم کو اپنے عذاب

سے نجات عطا فرما دیں گے۔

## اطاعتِ نبوی (ﷺ) کی عظمت کا تذکرہ

نبی ﷺ کی عظمت دیکھئے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

”مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ“ (النساء: ۸۰)

”جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ رب

العزت کی اطاعت کی۔“

مرتبہ اور مقام دیکھیے کہ نبی ﷺ کی اطاعت کرنے کو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں

کہ گویا تم نے میری اطاعت کی ہے۔

اطاعت نبی کی ہے اطاعت خدا کی

منزل من اللہ پیام اللہ اللہ

نصرتِ خداوندی کا تذکرہ:

اللہ رب العزت اپنے پیارے حبیب ﷺ کے مددگار تھے اور ان کے کاموں

کو سنوارنے والے تھے۔ ارشاد فرمایا:

”وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا“ (الاحزاب: ۳۸)

”اور آپ اللہ پر توکل کیجئے، اور آپ کے لئے اللہ ہی وکیل کافی

ہے۔“

آج دنیا میں کوئی آدمی مقدمہ جیتے تو وہ کہتا ہے کہ میرا وکیل بڑا سمجھدار تھا، اور جس

کا وکیل اللہ رب العزت بن جائے، پھر تو کامیابیاں اس کے قدم چومتی ہیں۔ اس لئے

فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”الحمد لله وحده نصر عبده وهزم الاحزاب وحده“

”تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے کی

مدد کی اور لشکروں کو اکیلے ہی شکست دی۔“

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿هُوَ الَّذِي آتَاكَ بِنَصْرِهِ﴾... (انفال: ۶۲)

”وہ ذات جس نے اپنی مدد سے آپ کو مضبوط کیا۔“

مذاق اڑانے والوں کا انجام

جو لوگ نبی ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ

قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے پیارے حبیب ﷺ!

﴿إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ﴾ (الحجر: ۹۵)

”ہم آپ کا مذاق اڑانے والوں کے لئے کافی ہیں“

آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے، ہم آپ کی طرف سے ان لوگوں سے ہم نہیں گے، چنانچہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے، ابو جہل کا انجام دیکھئے، ابولہب کا انجام دیکھئے، عتبہ بن شیبہ کا انجام دیکھئے، ولید پلید کا انجام دیکھئے، یہ وہی لوگ تھے جو نبی ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے۔ بالآخر اللہ نے ان کا کیا ہی بڑا انجام کیا!

## مجنوں کہنے والے کی سرزنش

ایک شخص نے نبی ﷺ کو مجنون کہا، اس پر اللہ رب العزت کو اتنا جلال آیا کہ اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: بالکل یوں لگتا ہے جیسے کسی ماں کے بیٹے کو کچھ کہہ دیا جائے تو جواب میں ماں ایک لفظ ہی نہیں کہتی بلکہ شروع ہی ہو جاتی ہے، اس کا غصہ ٹھنڈا ہی نہیں ہوتا، اس کا جی چاہتا ہے کہ میں اس کو اتنا کچھ کہوں کہ اس کو سمجھ آ جائے کہ اس نے ایسی بات کیوں کی، اور آئندہ اسے ایسی بات کہنے کی جرأت ہی نہ ہو۔  
چنانچہ جس شخص نے آپ ﷺ کو مجنون کہا، اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا:

﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ﴾

”اور آپ اطاعت نہ کیجئے قسمیں کھانے والے بیچ قسم کے انسان کی“

﴿هَبَاذَ مِشَاءَ بَنِي مِثْمِ﴾ (چغلی لے کر پھرنے والی کے)

﴿مَتَّاعٍ لِلْخَيْرِ﴾ (خیر کے کاموں میں رکاوٹیں ڈالنے والے کے)

﴿مُعْتَدٍ آثِيمٍ﴾ (حد سے بڑھنے والے گناہگار کی)

﴿عُتْلٌ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ﴾ ”یہ سب کہنے کے بعد یہ کہ وہ سخت مزاج بھی ہو

اور بدنام زمانہ بھی ہو یعنی ولد الزنا ہو“۔

اللہ اکبر! آخر میں فرمایا: وہ تو زنا کی اولاد ہے، ایک لفظ کے جواب میں اللہ رب العزت نے کتنا طویل کلام فرمایا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ کے اعداء پر اللہ رب العزت کا کس قدر غصہ ہوتا ہے۔

## تسلی آمیز پیغامات

دوسری طرف اللہ رب العزت اپنے حبیب ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے، فرمایا: اے میرے پیارے حبیب ﷺ! آپ کے دشمن مکر کرتے ہیں جس سے آپ کا دل دکھتا ہے، آپ ان کی باتوں سے رنجیدہ نہ ہوں بلکہ:

”وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ. إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ“۔ (النحل: ۱۲۸-۱۲۷)

جو لوگ آیات کے ترجمے سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں ان کو یہ آیات پڑھ کر لطف اور مزہ آتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو اتنے پیارے انداز میں تسلی دی کہ پڑھ کر دل کو سکون ملتا ہے، اس لئے قرآن مجید کو آہستہ آہستہ اتارا گیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ﴾ (الفرقان: ۳۲)

”اس لئے کہ میرے محبوب! آپ کے دل کو تسلی مل جائے“

چنانچہ مخالفین جو مکر و فریب کرتے تھے اللہ تعالیٰ اس کو ختم فرما دیتے تھے۔ قرآن عظیم الشان..... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ“ (الانفال: ۳۰)

”اور جب آپ کے ساتھ تدبیر کی کافروں نے کہ وہ آپ کو قید میں رکھیں۔“

”أَوْ يَقْتُلُوكَ“

”یا آپ کو شہید کریں“

”أَوْ يُخْرِجُوكَ“

”یا آپ کو دیس سے نکال دے دیں۔“

”وَمَكْرُؤًا وَّمَكْرَ اللَّهِ“

”اور انہوں نے بھی تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی“

”وَاللَّهُ خَيْرٌ الْمَكْرِيَيْنِ“

”اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔“

## نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کا تذکرہ

نبی علیہ السلام کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا، قرآن مجید میں اس کا بھی ذکر فرمایا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَاللَّهُ يَعْصِيكَ مِنَ النَّاسِ“ (المائدہ: ۶۷)

”اے میرے پیارے حبیب ﷺ! اللہ رب العزت

آپ کو تمام انسانوں سے محفوظ رکھیں گے“

یعنی جو دشمن شر کی نیت سے آپ کے قریب آنے کی کوشش کرے گا تو آپ کا

پروردگار آپ کی حفاظت کرے گا۔

فانوس بن کر جس کی حفاظت خدا کرے

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

### محبوب کے زیر نظر رہنے کا مزہ

پھر اللہ رب العزت فرماتے ہیں: اے میرے پیارے حبیب ﷺ آپ ہر



وقت ہماری نگاہوں میں رہتے ہیں، یہ اتنی بڑی بات ہے کہ جن کو محبت سے واسطہ پڑا ہو وہ سمجھتے ہیں کہ ہر وقت محبوب کے زیر نظر رہنا، کس قدر لطف اور سرور کا باعث ہوتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا“۔ (النجم: ۴۸)

”اے میرے پیارے حبیب ﷺ! آپ اللہ کے لئے صبر

کیجئے، آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں“

جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت سنی تو کہنے لگیں:

”اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا مقام دیا کہ اللہ

تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں“

آنکھوں میں بھر گئی ہیں قیامت کی شوخیاں

دو چار دن رہے تھے کسی کی نگاہ میں

نبی علیہ السلام تو پوری زندگی اللہ رب العزت کی نظر میں رہے، اس کو کہتے ہیں:

نگاہِ یار جسے آشنائے راز کرے

وہ اپنی خوبی و قسمت پہ کیوں نہ نا زکرے

## سب سے بڑی خوش خبری

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو کیا مرتبہ عطا فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد

فرماتے ہیں: اے میرے پیارے حبیب ﷺ!

”وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى“ (الضحیٰ: ۴)

”اور آپ کا آنے والا وقت آپ کے گزرے ہوئے وقت سے

زیادہ بہتر ہوگا“۔

یہ اتنی بڑی خوش خبری ہے کہ اس سے بڑی خوش خبری کوئی نہیں ہو سکتی، دنیا میں

بڑے بڑے لوگوں کو عروج ملتا ہے لیکن عروج ملتے ہی ان کا زوال شروع ہو جاتا ہے، مگر نبی علیہ السلام کو یہ خوشخبری ملی کہ:

”اے میرے پیارے حبیب ﷺ! جو عروج آپ کو مل رہا ہے اس عروج کا زوال کبھی نہیں ہوگا، ہر آنے والا وقت آپ کی عزت کو، شرف کو، مقام کو پہلے سے بلند تر کرتا چلا جائے گا“

## بروزِ محشر عزتوں کے مستحق کون ہونگے؟

اللہ رب العزت اپنے حبیب ﷺ کا قیامت کے دن کے بارے میں بھی تذکرہ فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

”يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ“ (التحریم: ۸)

”قیامت کے دن اللہ رب العزت اپنے پیارے نبی ﷺ کو رسوا نہیں کریں گے اور ان کے ساتھ جو ایمان والے ہوں گے ان کو بھی (رسوا نہیں کریں گے)“

ماں لوگوں کے سامنے اپنے بچے کو کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہتی کہ جس کی وجہ سے بچے کو سبکی ہو، اللہ رب العزت کو اپنے حبیب ﷺ سے محبت تھی، اس لئے آپ کو ایک تسلی دے دی گئی کہ آپ کو بھی قیامت کے دن عزتیں ملیں گی اور جو آپ کے ساتھ ایمان لانے والے ہیں ان کو بھی اس دن عزتیں ملیں گی۔

اب یہاں ایک چھوٹی سی بات سمجھ لیجئے! اگر ماں کے پاس اس کے بچے کا فوٹو ہو، جو اس نے شناختی کارڈ یا پاسپورٹ کے لئے بنوایا ہو۔ آپ اس ماں سے کہیں کہ جی! آپ اس فوٹو کو چولہے میں ڈال دیں، تو وہ ماں ایسا کرنے سے انکار کر دے گی، وہ کہے گی کہ میں اپنے بیٹے کو آگ میں کیوں ڈالوں؟ ماں کو اپنے بیٹے سے اتنی محبت ہوتی ہے کہ وہ اس کی تصویر کو بھی آگ میں ڈالنا پسند نہیں کرتی، اسی طرح اللہ رب العزت کو اپنے حبیب ﷺ کی صورت اور سیرت سے اتنی محبت ہے کہ جو شخص ان کی طرح

سنت کا لباس اور مسنون اعمال اپنائے گا اللہ تعالیٰ اس ”تصویر“ کو بھی قیامت کے دن جہنم کی آگ میں نہیں ڈالیں گے۔

## معراجِ نبوی (ﷺ) کا تذکرہ

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو ملاقات کے لئے بلایا۔ اس کو معراج کہتے ہیں۔ اس کی مستقل تفصیلات ہیں۔ فرمایا کہ اتنا قرب ملا کہ:

”ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ“۔ (النجم: ۸، ۹)

”پھر آپ ﷺ اتنے قریب سے قریب تر ہوئے کہ دو کمانوں

سے بھی کم فاصلہ رہ گیا“

اللہ کے حبیب ﷺ نے تمام مدارج طے کئے، بالآخر آپ ﷺ کو ایسا مقام

ملا جو ادراک سے پرے ہے اور قاب قوسین سے کم نہیں ہے۔

”لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ“۔ (النجم: ۱۸)

”تحقیق اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کو بڑی نشانیاں دکھائیں“

تو نبی ﷺ کو معراج جسمانی نصیب ہوئی، یہ نبی ﷺ کی خصوصیت تھی کہ

اللہ رب العزت نے ان کو معراج عطا فرمائی، ان کو بلا کر جنت بھی دکھائی اور جہنم بھی

دکھائی..... اس کی وجہ کیا تھی؟ اس کی بہت ساری وجوہات میں ایک وجہ یہ ہے کہ

نبی ﷺ کو قیامت کے دن شفاعت کرنی ہے، جس بندے نے جن مراحل کو پہلے نہ

دیکھا ہو وہ ان مراحل میں دوسرے بندے کی صحیح مدد بھی نہیں کر سکتا۔ یہ عام

مشاہدے کی بات ہے کہ لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ ماں باپ کو حج کروانا ہو تو ایک سال

پہلے خود جا کر حج کرتے ہیں تاکہ انہیں پورے پر اس کا پتہ چل جائے، چنانچہ پھر وہ

بڑے اطمینان کے ساتھ ماں باپ کو لے جاتے ہیں اور انہیں اچھی طرح مناسک حج

کرواتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے معراج اس لئے کروائی کہ اللہ رب العزت اپنے

محبوب ﷺ کو بتانا چاہتے تھے کہ اے میرے پیارے محبوب ﷺ! آپ جنت

اور جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے، پل صراط کو دیکھیں گے، پھر جب قیامت کا دن ہوگا اس وقت آپ کو اپنی امت کی شفاعت کرنے میں کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی۔

سبحان اللہ!

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا  
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

## النعاماتِ الہی کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو انعامات عطا فرمائے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

”إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ“۔ (الکوثر: ۱)

”بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی“

کوثر سے مراد ”خَيْرٌ كَثِيرٌ“ ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو خیر کثیر عطا فرمائی، اس خیر کثیر کے موضوع پر علماء نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں کہ اس خیر کثیر کی تفسیر کیا ہے؟

وجل مقدار ما ولیت من رتب

وعذا ادرك ما اولیت من نعم

”اللہ کے حبیب ﷺ کو جو رتبے ملے ہیں وہ بہت عظیم الشان ہیں۔ آپ ﷺ کو جو نعمتیں ملی ہیں ہماری عقلیں ان کا ادراک نہیں کر سکتیں۔“

یہ تو ایسی باتیں تھیں جو قرآن مجید میں ذرا نمایاں انداز میں موجود ہیں۔

## جسمِ مبارک کے اعضاء کا ذکر

قرآن مجید میں نبی ﷺ کے جسمِ مبارک کے مختلف اعضاء کا بھی تذکرہ فرمایا، جیسے ماں کبھی اپنے بیٹے کی آنکھ کی بات کرتی ہے، کبھی اس کے بولنے کی بات کرتی ہے، کبھی اس کے سننے کی بات کرتی ہے، اللہ رب العزت نے بھی اسی طرح اپنے پیارے حبیب ﷺ کے جسمِ اطہر کے مختلف اعضاء کے تذکرے بھی قرآن مجید میں

ارشاد فرمائے، کیسی وہ ذات ہوگی، جس سے اللہ رب العزت نے اتنی محبت فرمائی؟! آئیے! آپ ﷺ کے ان اعضاء کا تذکرہ قرآن میں دیکھئے! جن کو اللہ تعالیٰ نے عجیب حسن عطا فرمایا، کہنے والے نے کہا:

بات میں سناواں اک ایسے ماہِ جبین دی  
جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی

## چہرہ انور کا تذکرہ

﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾ (البقرة: ۱۳۴)

”اے میرے پیارے حبیب ﷺ! ہم آپ کے منہ کا بار بار

آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں“

اب ذرا اس کی تفصیل دیکھئے! جہاں محبت ہوتی ہے وہاں جی چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ بار بار رابطہ ہو۔ بندہ رابطے کے بہانے ڈھونڈتا ہے، جتنی ملاقات ہو وہ تھوڑی نظر آتی ہے۔ چنانچہ مختلف انبیاء پر جبرئیل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر آئے، کسی پر ایک درجن مرتبہ، کسی پر چند درجن مرتبہ اور کسی پر چند سو مرتبہ، لیکن نبی علیہ السلام کی طرف جبرئیل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر چوبیس ہزار مرتبہ نازل ہوئے، اور جبرئیل علیہ السلام کا اترنا نبی علیہ السلام کو اتنا اچھا لگتا تھا (چونکہ اللہ کی طرف سے مسیح آتا تھا) کہ آپ ان کے انتظار میں کئی مرتبہ آسمان کو دیکھتے رہتے تھے۔ جب نبی علیہ السلام ان کے انتظار میں شوق سے آسمان کو دیکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی کیفیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے میرے پیارے حبیب ﷺ! آپ آسمان کی طرف جب چہرہ فرماتے تھے تو ہم اس وقت آپ کے چہرے کو محبت کے ساتھ دیکھ رہے ہوتے تھے۔

﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾

## مبارک آنکھوں کا تذکرہ

نبی ﷺ کی مبارک آنکھوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ - (النحل: ۸۸)

اس طرح نبی ﷺ کی مبارک آنکھوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں کیا گیا کہ اے پیارے حبیب ﷺ! جو کچھ کافروں کو عطا کیا گیا ہے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے، مگر اس آیت مبارکہ میں آنکھوں کا تذکرہ تو ہو گیا ہے نا، یہ محبت کی وجہ سے تھا، ویسے بھی جو عضو اچھا لگتا ہے اسی کا تذکرہ کیا جاتا ہے، لوگ کہتے ہیں:

”تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے“

## مبارک کانوں کا تذکرہ

آپ ﷺ کے مبارک کانوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ یہ کافر لوگ کہتے ہیں:

﴿وَيَقُولُونَ هُوَ أذُنٌ قُلُّ أذُنٌ﴾ (التوبة: ۶۱)

اس طرح نبی ﷺ کے کانوں کا بھی تذکرہ فرمایا،

## زبان مبارک کا تذکرہ

نبی ﷺ کی زبان مبارک کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، فرمایا:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ (القیمة: ۶۱)

## سینہ مبارک کا تذکرہ

نبی ﷺ کے سینہ مبارک کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، چنانچہ فرمایا:

”الْمَنْ نَشَرَ حَلَاكَ صَدْرَكَ“ (الانشراح: ۱)

”کیا ہم نے آپ کے سینے کو کھول نہیں دیا“

اب یہاں ایک نکتہ سن لیجئے! محبت کا ایک پہلو یہ ہوتا ہے کہ کوئی بندہ کسی سے محبت کرے، ایسی صورت میں اس کے ساتھ رویہ کچھ اور ہوتا ہے اور ایک پہلو یہ ہے کہ بندہ خود کسی سے محبت کرے۔ پھر محبوب کے ساتھ رویہ کچھ اور ہوتا ہے، اس کے لئے دو لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ سالک اور مجذوب، آپ نے دیکھا ہوگا کہ آپ کے دوستوں میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں، چنانچہ آپ ان کو اپنا ایڈریس دے دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اچھا بھی گھر آ کر مل لینا، لیکن اگر آپ کو اپنا بہت ہی پیارا اور قریبی دوست مل جائے اور وہ ملے بھی مدتوں بعد تو آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ چلو بھی! میں آپ کو اپنے گھر لے جاتا ہوں، پہلے دوست کو ایڈریس بتا دیا اور دوسرے دوست کو ہاتھ سے پکڑ کر گھر پہنچا دیا، یہ فرق ہوتا ہے سالک اور مجذوب میں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ رب العزت سے ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ اس کا تذکرہ

کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا﴾... (الاعراف: ۱۳۳)

”اور جب موسیٰ علیہ السلام آئے ہماری ملاقات کے لئے (کوہ طور پر)“

یہاں موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر آنے کا تذکرہ فرمایا، اور جہاں نبی علیہ السلام کی

ملاقات کا تذکرہ ہو۔ وہاں یہ نہیں کہا کہ وہ آئے، بلکہ فرمایا:

”سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اِلٰی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا“... (الاسراء: ۱)

”پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ

تک (اپنی رحمت سے) لے کر گئی“

گویا کہ نبی علیہ السلام کو لے جانے کے عمل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے دعا مانگی:

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي﴾... (طہ: ۲۵)

”اے پروردگار! میرے سینے کو کھول دیجئے“

وہ بھی اللہ کے نبی ہیں۔ کلیم ہیں۔ مگر ان کو دعائمانگنی پڑ رہی ہے، اور یہاں دعا کا تذکرہ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿الْمَنْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾

”اے میرے پیارے محبوب! کیا ہم نے آپ کے سینے کو کھول نہیں دیا؟“

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت کے ہاں نبی ﷺ کا کیا مقام ہے۔

## پیٹھ مبارک کا تذکرہ

نبی ﷺ کی پیٹھ مبارک کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ“ (الانشراح: ۲۰۲)

”اور ہم نے آپ کے اوپر سے آپ کا وہ بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی“

## مبارک ہاتھوں کا تذکرہ

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے مبارک ہاتھوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

”إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ. يَدُ اللَّهِ فَوْقَ

أَيْدِيهِمْ“ (الفتح: ۱۰)

”اے پیارے حبیب ﷺ! جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں

ان لوگوں کی بیعت اللہ سے ہو رہی ہے اور ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے“



ظاہر میں تو نبی ﷺ کا ہاتھ اوپر تھا، مگر اندازہ لگائیے کہ یوں فرمایا کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ رب العزت کا ہاتھ ہے۔ خوش نصیب تھے وہ لوگ جن کے ہاتھ ایسی ہستی کے ہاتھ میں چلے گئے۔

میرا دن چھپا کسی رات میں	میری رات چھپی کسی ذات میں
میری زندگی اک راز ہے	کوئی راز ہے میری ذات میں
میں جہاں کہیں بھی اٹک گیا	وہیں گرتے گرتے سنبھل گیا
مجھے ٹھوکروں سے پتہ چلا	میرا ہاتھ ہے کسی ہاتھ میں
وہ ہستیاں کتنی خوش نصیب تھیں	جن کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں آگئے!

## مبارک قدموں کا تذکرہ

نبی ﷺ کے مبارک قدموں کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا﴾... (التوبة: ۱۰۸)

”اے میرے پیارے، محبوب ﷺ آپ وہاں بالکل کھڑے نہ ہوں“  
یعنی آپ اس جگہ پر قدم ہی نہ رکھئے۔ جہاں سے آپ کو منع کیا جا رہا ہے۔

## لباس مبارک کا تذکرہ

نبی ﷺ کے لباس کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتِيَابِكَ فَطَهِّرْ﴾ (المدثر: ۴)

”اور اپنے لباس کو پاک رکھیے“

سر سے پاؤں تک تمام اعضاء کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا اور پھر جس لباس نے  
آپ ﷺ کی ذات پاک کو ڈھانپا تھا اس کا ذکر بھی قرآن مجید میں فرمادیا، شاعر نے کہا:

”اے محبوب ﷺ! آپ جس لباس کو پہنتے ہیں۔۔۔ اس لباس کے پہننے سے  
آپ کے حسن میں اضافہ نہیں ہوتا، بلکہ آپ جو لباس پہن لیتے ہیں۔ آپ کے پہننے

کی وجہ سے اس لباس کے حسن میں اضافہ ہو جاتا ہے“  
اللہ رب العزت نے بھی اپنے پیارے حبیب ﷺ کے لباس کا تذکرہ فرمایا،

## کاشانہء نبوت کا تذکرہ

اب لباس کے بعد اور دائرہ پھیلائیے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے مبارک گھر کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

”إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنَ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ“ (الحجرات: ۴)

”بے شک وہ لوگ جو آپ کو گھر کے باہر پکارتے ہیں“  
نبی علیہ السلام کے مبارک حجروں کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے۔

## اہل خانہ کا تذکرہ

گھر میں گھر والے ہوتے ہیں۔ نبی علیہ السلام کے گھر والوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، آپ کی ازواجِ مطہرات کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (الاحزاب: ۳۲)

”اے نبی علیہ السلام کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو“  
یعنی آپ کا مرتبہ اللہ کی نظر میں بڑا بلند ہے۔ بلکہ دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَأَزْوَاجَهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾... (الاحزاب: ۶)

”اور نبی ﷺ کی بیویاں امت (کے لوگوں) کی مائیں ہیں“  
نہ صرف قرآن مجید میں تذکرہ ہی ہوا ہے بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے ماں کا رتبہ عطا فرمادیا ہے۔

## اہل خانہ کی پاک دامنی کا تذکرہ

پھر ان کی پاک دامنی کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، فرمایا:

”سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتٰنٌ عَظِيْمٌ“... (النور: ۱۶)

## بناتِ اربعہ کا تذکرہ

نبی ﷺ کی بیٹیوں کا ذکر بھی قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ﴾ (الاحزاب: ۵۹)

”اے میرے پیارے نبی ﷺ! آپ فرمادیجئے، اپنی ازواج

سے اور اپنی بیٹیوں سے“

## بیٹیوں کا تذکرہ

بیٹیوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، بچوں کا تذکرہ بھی ہے، فرمایا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ﴾... (الاحزاب: ۴۰)

”محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں“

گویا اس آیت میں نبی ﷺ کے بیٹے ابراہیم کا بھی تذکرہ ہے جو بچپن میں اللہ

کو پیارا ہو گیا تھا۔

## اہلِ بیت کا تذکرہ

نبی ﷺ کے اہلِ بیت کا تذکرہ بھی ہے، ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ

وَيُطَهِّرَكُم تَطْهِيرًا﴾... (الاحزاب: ۳۳)

## مسجدِ نبوی کا تذکرہ

پھر دیکھئے کہ گھر کے بعد آدمی کی نشست و برخاست مسجد میں ہوتی ہے، تو

اعلیٰ ﷺ کی مسجد کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿لِمَسْجِدٍ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِن أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ

تَقُومَ فِيهِ﴾... (التوبة: ۱۰۸)

## مسجد کے نمازیوں کا تذکرہ

پھر نبی ﷺ کے یاروں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا، ارشاد فرمایا:  
 ”مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ  
 رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ“ (الفتح: ۲۹)

”محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں، وہ کفار کے مقابلے میں سخت ہیں“

ان کی خاص خوبیاں گنوائیں گئیں کہ یہ کفار پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں بالکل رحیم و کریم ہیں۔

ہو حلقہء یاروں تو بریشم کی نرم  
 رزم حق و باطل ہوتا فولا دہے مومن

## مہمانوں کی دعوت کا تذکرہ

آپ ﷺ کے پاس مہمان آئے تھے اور وہ کھانا بھی کھاتے تھے۔ اس کھانے کی دعوت کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، فرمایا:

﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا﴾... (الاحزاب: ۵۲)

”اور جب تم کھانا کھا چکو تو پھر (اپنے گھروں کو) چلے جاؤ“

## اقربائے نبوی کا تذکرہ

نبی ﷺ کے اقرباء کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، ارشاد فرمایا:

﴿لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْبُودَةَ فِي الْقُرْبَى﴾ (الشوری: ۲۳)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی ﷺ کا تذکرہ بھی فرمایا اور آپ ﷺ کے متعلقین کا تذکرہ بھی فرمایا۔

## علمِ نبوی کا تذکرہ

نبی ﷺ کے خصائل و فضائل کا تذکرہ بھی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ کے علم کا تذکرہ فرمایا کہ اے میرے حبیب ﷺ!

﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾... (النساء: ۱۱۳)

”اور (اللہ نے) آپ کو وہ علم دیا جو آپ نہیں جانتے تھے“

اور دوسری جگہ پر فرمایا:

﴿قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾... (طہ: ۱۱۴)

”آپ کہہ دیجئے، اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ عطا فرمائیے“

## حسنِ بیان کا تذکرہ

نبی ﷺ کے حسنِ بیان کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ

اے میرے پیارے حبیب ﷺ!

﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾

(النحل: ۱۲۵)

”اپنے رب کے راستے کی طرف بلائیے حکمت کے ساتھ اور اچھے

انداز کے ساتھ“

چنانچہ نبی ﷺ کی باتوں میں جاذبیت تھی کہ جو بھی سنتا تھا اس کے دل میں وہ

باتیں اتر جاتی تھیں، اس کو کسی شاعر نے یوں کہا:

وہ جو شیریں سخنی ہے، مرے مکی مدنی  
تیرے ہونٹوں سے چھنی ہے، مرے مکی مدنی  
تیرا پھیلاؤ بہت ہے، تیرا قامت ہے بلند  
تیری چھاؤں بھی گھنی ہے، مرے مکی مدنی

نسل در نسل تیری ذات کے مقروض ہیں ہم  
تو غنی ابن غنی ہے، مرے مکی مدنی

## نرم رُوئی کا تذکرہ

نبی ﷺ کی نرم رُوئی کا بھی قرآن مجید میں تذکرہ ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”اگر آپ دل کے سخت اور ترش رو ہوتے تو آپ کے گرد جمع یہ  
سب لوگ بھاگ جاتے“

تو نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وہ جاذبیت اور میگناٹزم دیا تھا کہ جو بھی آتا تھا وہ  
ہمیشہ کے لئے نبی ﷺ کے قدموں کا غلام ہو جاتا ہے،

## صبر و تحمل کا تذکرہ

نبی ﷺ کے صبر و تحمل کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ“... (النحل: ۱۲۸)

”اور آپ صبر کیجئے اور آپ کو صبر کی توفیق بھی اللہ ہی دے گا“

## حیا کا تذکرہ

نبی ﷺ کے حیا کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ ذَلِكَ كَانَ يُوَدَّى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ﴾ (الاحزاب: ۵۳)

”اس چیز سے آپ کو ایذا تو پہنچتی ہے مگر آپ حیا فرماتے ہیں“

یعنی آپ حیا کی وجہ سے کوئی بات نہیں فرماتے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ  
میں نبی ﷺ کی مبارک آنکھوں میں وہ حیا دیکھتی تھی جو مجھے مدینے کی کنواری  
لڑکیوں میں بھی نظر نہیں آتی تھی، اللہ نے آپ کو ایسی باحیا آنکھیں عطا فرمائی تھیں۔

## آدابِ نبوی (ﷺ) کا تذکرہ

نبی ﷺ کے آداب کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو سمجھایا کہ تم میرے پیارے حبیب ﷺ کے آداب کا خیال رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾

(الحجرات: ۱)

”اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے قدم

بیشی نہ کرو!“

اور فرمایا:

﴿وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ﴾

”اور تم اپنی آواز بھی ان کے سامنے بلند نہ کرو“

﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾

”تم اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو“

اگر بلند کر بیٹھو گے تو کیا ہوگا؟

﴿أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ (الحجرات: ۲)

”تمہارے کئے ہوئے عملوں کو ضائع کر دیا جائے گا اور تمہیں اس

بات کا شعور بھی نہیں ہوگا“

اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبی ﷺ کی شان میں ذرا برابر بھی گستاخی اللہ رب

العزت کو ہرگز قبول نہیں ہے، اس لئے ہمیں چاہیے کہ نبی ﷺ کے آداب کا بہت

خیال رکھیں۔

## تربیتِ نبوی (ﷺ) کا تذکرہ

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی تربیت بھی فرمائی، اس کا

تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ﴾... (التوبة: ۴۳)

ایک جگہ فرمایا:

”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ. تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ“... (التحریم: ۱)

”اے نبی جس چیز کو اللہ نے حلال کیا آپ اس کو قسم کھا کر اپنے اوپر کیوں حرام کرتے ہیں اور وہ بھی اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحمت والا ہے“  
تو دیکھئے کہ قرآن مجید میں تربیت کی جھلکیاں بھی نظر آتی ہیں۔

## عفو و درگزر کا تذکرہ

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی طرف سے معافی اور درگزر کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے، ارشاد فرمایا:

﴿فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾... (آل عمران: ۱۵۹)

”اور آپ ان کو معاف کر دیجئے اور آپ ان کے لئے استغفار بھی

فرمائیے“

نبی ﷺ کی ذات بابرکات میں معافی کا پہلو بہت غالب تھا، نبی ﷺ نے جب مکہ کو فتح فرمایا تو اس وقت ایک شخص عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ بیت اللہ کے کنخی بردار تھے۔ ان کے پاس بیت اللہ کی چابی ہوتی تھی، آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور فرمایا: عثمان! چابی لاؤ۔ چنانچہ عثمان نے چابی آپ ﷺ کے حوالے کر دی، نبی ﷺ نے بیت اللہ شریف کا دروازہ کھلوا یا اور اندر تشریف لے گئے، اندر جا کر آپ ﷺ نے اللہ کی عبادت کی، اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی ساتھ تھے۔

جب آپ ﷺ باہر آنے لگے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں جو بہت نمایاں شخصیتیں تھیں، جن میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان، سیدنا علی



رضی اللہ عنہ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ سب قریب قریب تھے۔ ان کے دل میں ایک تمنا تھی کہ اللہ کے حبیب ﷺ بیت اللہ شریف کا دروازہ بند کریں گے اور اب یہ چابی صاف ظاہر ہے کہ کسی کلمہ گو کو دیں گے، کافر کو تو نہیں دیں گے، تو اگر کسی کلمہ گو کو چابی ملتی ہے تو کیوں نہ یہ سعادت ہمیں مل جائے، اس لئے وہ قریب قریب تھے کہ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کسی کا انتخاب ہو جائے، دنیا کا دستور بھی یہی ہے کہ جب ان کو اتھارٹی ملتی ہے تو وہ ان کو نوازتے ہیں جو ان کے قریب ہوتے ہیں۔ چنانچہ نبی ﷺ نے بیت اللہ شریف کا دروازہ بند کروالیا تو آپ ﷺ نے عثمان کو دوبارہ بلوایا اور فرمایا:

”عثمان! تم یاد کرو اس وقت کو جب میں مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے

مدینہ طیبہ جانے والا تھا، اس وقت میرا بڑا جی چاہتا تھا کہ میں بیت اللہ کے اندر داخل ہو کر اللہ کی عبادت کروں اور میں نے اس وقت تم سے کہا تھا کہ عثمان! بیت اللہ کا دروازہ کھول دو، مگر تم نے کھولنے سے انکار کر دیا تھا اور میں نے تمہیں کہا تھا کہ عثمان! ایک ایسا وقت آئے گا کہ جس پوزیشن میں اس وقت تم ہو۔ میں ہوں گا، اور جس میں میں ہوں، تم ہو گے، عثمان! دیکھو میرے اللہ نے میری بات کو سچا کر دیا، آج چابی میرے ہاتھ میں ہے اور تمہارے ہاتھ خالی ہیں۔ لیکن عثمان! میں تمہارے ساتھ وہ سلوک نہیں کروں گا جو تم نے میرے ساتھ کیا تھا، میں یہ چابی تمہیں واپس دیتا ہوں اور یہ قیامت تک تمہاری نسلوں میں چلتی رہے گی۔

نبی ﷺ کے حسنِ خلق کو دیکھ کر عثمان کی آنکھوں میں آنسو نکل آتے ہیں اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ معاف کرنا اور درگزر کر دینا نبی ﷺ کی خاص شان تھی،

## مقامِ تفویض کا تذکرہ

اللہ کے حبیب ﷺ کے مقامِ تفویض کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے، چنانچہ

ارشاد فرمایا:

﴿وَأَفْوِضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ﴾... (البؤمن: ۴۴)  
 ”اور میں اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں“

## جہاد کا تذکرہ

نبی ﷺ کے جہاد کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، ارشاد فرمایا:  
 ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى﴾ (الانفال: ۱۷)

## مقاصدِ بعثت کا تذکرہ

نبی ﷺ کا دنیا میں تشریف لانے کا مقصد کیا تھا؟..... اس کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا  
 وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَبِسِرِّ آجَامُنِيرًا“ (الاحزاب: ۴۶-۴۵)

## حزن و غم کا تذکرہ

اللہ کے محبوب ﷺ کے حزن اور غم کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، ارشاد فرمایا:  
 ﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسِكَ إِلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ﴾ (الشعراء: ۴)

## نماز تہجد کا تذکرہ

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی تہجد کا نماز کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:  
 ﴿يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا نِّصْفَهُ أَوْ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا﴾

## دائرہ عمل کا تذکرہ

نبی ﷺ کے دائرہ عمل کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے، ارشاد فرمایا کہ میں نے

آپ کو دنیا میں بھیجا:

﴿كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا﴾... (سبا: ۲۸)

”تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر“

## فارغ اوقات کا تذکرہ

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے فارغ وقت کا ذکر بھی

قرآن مجید میں فرمادیا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ - وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾

(الانشراح: ۷-۸)

”جب آپ اپنے منصب سے فارغ ہو جائیں تو آپ اپنے رب

کی یاد میں لگ جائیں“

## امتِ نبوی (ﷺ) کا تذکرہ

نبی علیہ السلام کی امت کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، ارشاد فرمایا:

﴿أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾... (البقرة: ۱۴۳)

## محبتِ الہی کے حصول کا قرآنی طریقہ

نبی علیہ السلام کا مقام دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، اے میرے پیارے

حبیب ﷺ! ان کو کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو:

﴿فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾... (ال عمران: ۲۱)

”تم میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کریں گے“

علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک نبی

ﷺ کی سنت کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لے گا، رفتار میں، گفتار میں، کردار میں

، حتیٰ کہ سب اعمال میں جب یہ بندہ اللہ کے سامنے قیامت کے دن پہنچے گا تو دیکھ کر

اللہ رب العزت بھی خوش ہو جائیں گے۔

## محبوبِ کل جہاں کی محبت کا تذکرہ

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی محبت کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں کیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾ (الاحزاب: ۶)

”نبی ﷺ مومنوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں“

یعنی ان کو اپنے آپ سے اتنی محبت نہیں ہے جتنی محبت انہیں اپنے محبوب سے ہے، اور واقعی یہی بات ہے کہ جس بندے کے دل میں ایسی محبت نہ ہو۔ اس کا ایمان کامل ہی نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا يَأْتِيَنَّكَ مِنَ الْإِيمَانِ الْوَالِدَةُ وَلَا ابْنَةٌ وَلَا أُخْتٌ وَلَا يَأْتِيَنَّكَ مِنَ الْإِيمَانِ الْوَالِدَةُ وَلَا ابْنَةٌ وَلَا أُخْتٌ﴾

﴿ولا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من والديه وولده والناس اجمعين﴾

”تم میں سے کوئی بندہ بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب

تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اولاد سب لوگوں سے زیادہ

محبوب نہ بن جاؤں“

کہنے والے نے کہا:

عجب چیز ہے عشقِ شاہِ مدینہ یہی تو ہے عشقِ حقیقی کا زینہ

ہے معمور اس عشق سے جس کا سینہ اسی کا ہے مرنا اسی کا ہے جینا

## پُرَانُو آر زندگی کی قسم

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں نبی ﷺ کی عمر مبارک کی قسم کھائی ہے،

چنانچہ فرمایا:

﴿لَعَنَّاكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْبَهُونَ﴾ (الحجر: ۴۲)

نبی علیہ السلام کی مبارک زندگی، پھولوں سے زیادہ معطر اور پاکیزہ زندگی تھی، کامل اور مکمل زندگی تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی پرانوار زندگی کی قسم کھائی ہے۔

## مبارک شہر کی قسم

اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کے شہر کی بھی قسم کھائی ہے، چنانچہ فرمایا:

”لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ - وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ“

(البلد: ۱-۲)

”میں اس شہرِ مکہ کی قسم کھاتا ہوں اور آپ کے لئے اس شہر میں

لڑائی حلال ہونے والی ہے“

اب ذرا محبت کا اندازہ لگائیے کہ آپ ﷺ کی عمر مبارک کی بھی قسم کھائی

اور جس شہر میں آپ ﷺ نے قیام فرمایا اس شہر کی بھی قسم کھائی،

## محبوب ﷺ کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا! اے میرے پیارے حبیب ﷺ!

”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“ - (الانشراح: ۴)

”اور ہم نے آپ کا ذکر بلند فرمایا“

ذرا اس کی تفصیل ملاحظہ کیجئے،

..... نبی علیہ السلام کا تذکرہ اذان میں

..... نبی علیہ السلام کا تذکرہ اقامت میں

..... نبی علیہ السلام کا ذکر مبارک نماز میں

..... نبی علیہ السلام کا ذکر خیر قرآن میں

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کا ذکر کتنا بلند فرمایا:

## چار دانگِ عالم میں ذکرِ نبوی کی گونج

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب ہمارے ملک میں فجر کی اذان ہوتی ہے تو پہلے مشرق کی سمت کے شہروں میں ہوتی ہے، پھر دس پندرہ منٹ کے وقفے سے مغرب کی سمت کے شہروں میں اذانیں ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد اور آگے، پھر اور آگے، اس طرح آدھے پونے گھنٹے تک پورے ملک میں فجر کی اذانیں ہوتی رہتی ہیں۔ پہلے ایک مسجد میں، پھر دوسری مسجد میں، پھر تیسری مسجد میں۔

سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور انڈونیشیا، ملائیشیا اور اس کے جزائر میں صبح صادق کے بعد وہاں فجر کی اذانیں ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ فرض کریں کہ ان ملکوں میں آدھے گھنٹے تک فجر کی اذانیں ہوتی رہیں۔ جب وہاں فجر کا وقت ختم ہو گیا تو ان سے اگلے قریبی ملکوں میں فجر کا وقت شروع ہو گیا، وہاں مسلمانوں نے اذانیں دینا شروع کر دیں، پھر آگے سورج آیا تو اگلے ملکوں میں اذانیں آنا شروع ہو گئیں، تو جیسے جیسے سورج آگے چلتا گیا، سحر ہوتی گئی اور لوگ اذانیں دیتے گئے، اذانیں ہوتے ہوتے پھر ہمارے ملک پاکستان میں وقت آ گیا، یہاں اذانیں ہونا شروع ہو گئیں، پھر اس کے مغرب میں متحدہ عرب امارات میں ایک گھنٹے کے فرق سے اذانیں ہونا شروع ہو گئیں، سعودی عرب میں دو گھنٹے کا فرق ہے، اور اگر ملائیشیا اور انڈونیشیا سے یہاں تک کا فرق دیکھا جائے تو یہ آٹھ دس گھنٹے کا فرق بن جاتا ہے، پتہ یہ چلا کہ ایک طرف سے اذانوں کا سلسلہ شروع ہوا اور ان لوگوں نے اذانیں دیں، پھر اگلے لوگوں کے ہاں وقت ہو گیا اور انہوں نے شروع کر دیں، پھر اگلوں نے شروع کر دیں، یہ سلسلہ چلتے چلتے آٹھ دس گھنٹے پوری دنیا میں فجر کی اذانیں ہوتی رہیں۔ جب مغرب میں اذانیں ہو رہی تھیں اس وقت ادھر مشرق میں ظہر کا وقت ہو گیا اور انہوں نے ظہر کی اذانیں شروع کر دیں، اب ظہر کی اذان چلتی رہی، ابھی ظہر کی اذان ختم نہیں ہوئی تھی کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ ابھی عصر شروع ہو کر چلتی رہی کہ اتنے میں

مغرب کا وقت ہو گیا پھر مغرب شروع ہوئی۔ چلتی جا رہی تھی کہ عشاء کا وقت ہو گیا۔ پھر عشاء کا وقت ہو گیا، پھر عشاء کی اذانیں ہونا شروع ہو گئیں، ابھی عشاء کی اذانیں مغرب میں ہو رہی تھیں کہ مشرق میں پھر فجر کی اذانیں ہونا شروع ہو گئیں۔

معلوم ہوا کہ پوری دنیا میں کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا کہ جہاں مسلمان اذان میں اللہ کا نام نہ بلند کر رہے ہوں اور اذان میں اللہ کے حبیب محمد ﷺ کا تذکرہ نہ کر رہے ہوں۔

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾

”اے میرے پیارے حبیب! ہم نے آپ کا ذکر بلند فرما دیا“

نبی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے  
وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیام آئے  
وہ ہیں بے شک بشر لیکن تشہد میں اذانوں میں  
جہاں دیکھو خدا کے نام کے بعد ان کا نام آئے  
بروزِ محشر جب نفسا نفسی کا سماں ہوگا  
وہاں وہ کام آئیں گے جہاں کوئی نہ کام آئے

## رضائے نبوی کی تکمیل

فرمایا کہ اے میرے پیارے حبیب!

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى﴾

”اور عنقریب تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا“

جیسے دینے والا اتنا دے کہ لینے والے کے دامن سے بڑھ جائے تو وہ بس بس کرتا ہے۔ بالکل یہی مفہوم بنتا ہے کہ اے میرے پیارے حبیب ﷺ! آپ کو آپ کا رب اتنا دے گا کہ آپ بس بس کریں گے۔ جب یہ آیت اتری تو نبی ﷺ نے صحابہ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ میں آپ کو راضی کروں گا۔

اور یہ بھی بتلا دیا کہ میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک کہ میرا آخری امتی بھی جنت میں نہ چلا جائے گا۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک ایسی دعا مانگنے کا اختیار دیا کہ جیسے مانگیں گے ویسے ہی قبول کر لی جائے گی، ایک صحابی نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا آپ کو بھی اختیار ملا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھے بھی اختیار دیا ہے، وہ صحابی پوچھتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی! پھر آپ نے بھی دعا مانگی ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے دعا نہیں مانگی، میں نے اس کو قیامت کے دن کے لئے ذخیرہ بنا لیا ہے، میں اس دن دعا مانگوں گا اور امت کے ہر خطا کار کو لے کر جنت میں جاؤں گا..... اللہ اکبر کبیرا!

## آیاتِ قرآنی اور حیاتِ نبوی کی حیران کن تطبیق

حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے آیاتِ قرآنی کی نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے ساتھ عجیب انداز میں تطبیق فرمائی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

قرآن مجید پڑھو تو یوں لگتا ہے کہ:

ذات و صفات کی آیات..... احوالِ نبوی

تکوین کی آیات..... استدلالِ نبوی

توجہ الی اللہ کی آیات..... خلوتِ نبوی

ترتیبِ خلق کی آیات..... جلوتِ نبوی

مہر کی آیات..... جمالِ نبوی

قہر کی آیات..... جلالِ نبوی

تجلیاتِ حق کی آیات..... مشاہدہِ نبوی

ابتغاء وجہ اللہ کی آیات..... مراقبہِ نبوی



ترکِ دنیا کی آیات..... مجاہدہِ نبوی  
 احوالِ محشر کی آیات..... محاسبہِ نبوی  
 نفیِ غیر کی آیات..... فنایتِ نبوی  
 اثباتِ حق کی آیات..... بقایتِ نبوی  
 نعیمِ جنت کی آیات..... شوقِ نبوی  
 عذابِ جہنم کی آیات..... خوفِ نبوی  
 انعام کی آیات..... انسِ نبوی  
 انتقام کی آیات..... حزنِ نبوی

لہذا اگر قرآن ایک طرف کلام اللہ ہے تو دوسری طرف سیرت رسول اللہ ہے،

ما ان مدحت محمدا بمقالتی

لکن مدحت مقالتی بمحمدا

(میں نے اپنی بات کے ذریعے نبی کی تعریف نہیں کی بلکہ نبی کے ذکر کے طفیل

اپنی بات کو خوبصورت بنایا ہے)

## اللہ تعالیٰ کی حفاظت

آئیے ذرا جائزہ لیں کہ کفار کیسی تدبیریں کرتے تھے۔ اسلام کے خلاف  
 کیسی سازشیں کرتے تھے۔ خود قرآن پاک میں گواہی ہے اس بارے میں۔  
 فرمایا: ”وَإِنْ كَانَ مَكْرَهُمْ لِلتَّرْوَلِ مِنْهُ الْجِبَالُ“ ”ایسی تدبیریں کرتے تھے  
 کہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جاتے“ خود نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بھی کفار  
 نے تدبیر کی۔

مگر اللہ تعالیٰ بھی تدبیر فرماتے ہیں۔ دنیا والوں کی تدبیریں دھری کی دھری رہ  
 جاتی ہیں۔ رب کریم تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ“

”میرے محبوب ﷺ! ان سے پہلے والوں نے بھی تدبیر کی پھر اللہ نے ان کی تدبیروں کی دیوار کو جڑ سے اکھاڑ دیا ان کی چھتیں ان پر آگریں۔ ان پر ایسا عذاب آیا جس کا شعور ہی نہیں رکھتے تھے“

ان کفار کی تدبیریں سب دھری کی دھری رہ جائیں گی جب ہمارے پلڑے میں اللہ رب العزت کی مدد کا وزن آجائے گا، اللہ تعالیٰ ان کی تمام تدبیروں کو Nill and void (صفر کے برابر) کر دیں گے۔

## جنگِ احزاب کا واقعہ

ایک ایسا وقت آیا کہ جب مکہ سے لے کر مدینہ تک کے تیس ہزار کفار نے مل کر چڑھائی کی، اسے جنگِ احزاب کہتے ہیں اور وہ سمجھتے تھے کہ اب تو بس مسلمان چند دن کے مہمان ہیں۔ چونکہ مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی، کفار نے ایک مہینہ تک محاصرہ کئے رکھا، انجام کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا“

”اور اللہ تعالیٰ نے رد کر دیا ان کافروں کو ان کے غیظ و غضب کے

ساتھ۔ ان کے پلے کچھ نہیں آیا“

دل میں بڑے ارادے لے کر آئے تھے مگر کچھ ان کے ہاتھ نہیں آیا اور پھر مومنوں کو تسلی دے دی، فرمایا:

”وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ“ ”اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو“

اسے پتہ ہے کہ تمہارے دشمن کون ہیں۔ اور فرمایا:

”وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا“

”اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز کافروں کو مسلمانوں تک پہنچنے کا راستہ عطا

نہیں کرے گا“

اب بتائیے جب رب کریم اتنی تسلیاں دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو ہرگز ہرگز مسلمانوں تک آنے کا راستہ نہیں دے گا، اگر ہم اس کا اپنی زبان میں مفہوم ادا کریں تو جیسے کہتے ہیں نا ”میاں! تم تک کوئی آئے گا تو میرے لاش سے گزر کر آئے گا“ بالکل یہی مفہوم اس آیت کا بن رہا ہے۔

”ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں تک آنے کا راستہ نہیں دے گا“  
کیا مقصد؟ کہ پہلے جو مجھ سے نبٹے گا تو اے ایمان والو! پھر وہ تم تک آئے گا تو رب کریم کتنی مدد کے وعدے فرماتے ہیں۔ فرمایا:

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا  
وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ“

”ہمارے ذمہ ہے مدد اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی اس

دنیا کی زندگی میں اور جس دن کہ گواہیاں دی جائیں گی“

اللہ رب العزت اپنے اوپر ذمہ لے رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ پر تو کچھ ذمہ نہیں ہے کچھ فرض نہیں ہے مگر اس آیت کا مفہوم یوں بن رہا ہے جیسے یوں کہنا چاہتے ہیں:

”ہمارے اوپر فرض ہے مدد اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی“

اب بتائیے جب رب کریم مدد کے ایسے وعدے فرما رہے ہوں تو پھر ایمان والوں کو گھبرانے کی کیا ضرورت ہے؟ اس لئے فرمایا:

”وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ“

تم سست نہ ہو اور تم گھبراؤ بھی نہیں، تم ہی اعلیٰ اور بالا ہو گے اگر تم

ایمان والے ہو گے“

مومن کے ساتھ غلبے کا وعدہ قرآن میں  
تو مومن ہے اور غالب نہیں تو نقص ہے تیرے ایمان میں  
تو دیکھا! اللہ رب العزت یوں مدد کے وعدے فرماتے ہیں۔ اللہ رب العزت  
ایمان والوں کو غلبے کے وعدہ فرما رہے ہیں۔ کافروں کی کثرت کو نہ دیکھنا، ان کی  
طاقت کو نہ دیکھنا، فرمایا تمہاری نگاہیں پروردگار کی ذات پر رہیں گی اور اس کے ساتھ  
تمہارا ایمان و یقین کامل ہوگا تو رب کریم ہر میدان میں تمہیں کامیاب فرما دے گا،

## خاتم الانبیاء ﷺ اور حفاظتِ خداوندی

جب سیدنا رسول اللہ ﷺ ہجرت کا ارادہ فرما چکے تو کافروں نے سوچا کہ ہم ہر  
قبیلے ایک ایک دو دو بندے لے کر مکان گھیرے میں لے لیتے ہیں اور جب صبح کے  
وقت نماز کے لئے نکلیں گے تو ایک ہی وقت میں حملہ کر کے سب کے سب ان کا کام  
تمام کر دیں گے، پھر قریش اپنے قبیلے والوں کے ساتھ کیسے لڑیں گے ان کی یہ پلاننگ  
تھی لیکن اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ  
يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَكْرِيْنَ“

(الانفال:)

”اور یاد کرو اس وقت کو جب آپ کے خلاف تدبیر کی کافروں  
نے کہ آپ کو حبس بے جا میں رکھیں، یا آپ کو شہید کر دیں، یا آپ کو  
دیس سے نکال دے دیں، انہوں نے بھی تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر  
کی، اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے“

چنانچہ نبی ﷺ اپنے گھر سے باحفاظت باہر تشریف لے آتے ہیں مگر ان کو پتہ ہی نہیں  
چلتا، پھر آپ غارِ ثور کے اندر تشریف لے گئے، جب ان کو صبح کو پتہ چلا کہ نبی ﷺ تو

چلے گئے تو انہوں نے نبی ﷺ کو ڈھونڈنے پر دو سواونٹوں کا انعام مقرر کیا، یہ انعام سن کر مکہ میں کوئی ایسا قبیلہ نہیں تھا، کوئی ایسا خاندان نہیں تھا، کوئی ایسا گھر نہیں تھا کہ جس کا نوجوان تلاش کرنے کے لئے پیچھے نہ نکل پڑا ہو۔ وہ جبلِ ثور پر بھی پہنچ گئے، مگر اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کی حفاظت فرمادی۔

## نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت

علماء نے لکھا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت کیسے فرمائی:

”واخرج ابن سعد وابن مردويه عن ابن مصعب قال: ادركت انس بن مالك وزيد ابن ارقم، والمغيرة بن شعبة فسبعتهم يتحدثون ان النبي ليلة الغار امر الله شجرة فنبتت في وجه النبي فسترته، وامر العنكبوت فانسجت في وجه النبي فسترته وامر الله حمامتين وحشيتين فوقفتا بفم الغار واقبل فتیان قریش من كل بطن رجل بعصيمهم واسيافهم وهر او يهم حتى اذا كانوا من النبي ﷺ قدر اربعين ذراعاً فنزل بعضهم فنظر في الغار فرجع الى اصحابه فقالوا مالك لم تنظر في الغار؟ فقال: رأيت حما متين بفم الغار فعرفت ان ليس فيه احد فسبع النبي ما قال عرف ان الله درئاً عنه بهما قسبت النبي عليهن وفرض جزائهن وانحدرن في الحرم، فاخرج ذلك الزوج كل شيء في الحرم“

”بیان کرتے ہیں جس رات نبی غار میں روپوش ہوئے اللہ تعالیٰ نے

ایک پودے کو حکم دیا، وہ پودا آگ آیا اس نے نبی کے چہرہ انور کو ڈھانپ

لیا، (غار کے دھانے پر ایک پودا آگ آیا اللہ کے حکم سے) اور اللہ نے مکڑی کو حکم دیا، اس نے غار کے دھانے پر جالا بن دیا اور نبی کو چھپا لیا اور اللہ رب العزت نے جنگلی کبوتر کو حکم دیا کہ وہ غار کے دروازے کے اوپر ہی ٹھہر جائیں، چنانچہ غار کے دھانے پر دو جنگلی کبوتر رک گئے (ہر گھر سے تریسٹھ کے نوجوان نکل پڑے اپنے عصا لے کر، اپنی تلواریں لے کر اور اپنے ڈنڈے لے کر، حتیٰ کہ نبی سے چالیس ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا، ان میں سے ایک بندہ اپنی سواری سے نیچے اتر اور اس نے غار کے اندر بھی دیکھا، جب اس نے دیکھا کہ غار کے دھانے پر مکڑی کا جالا بھی ہے اور جنگلی کبوتر یاں دبھی ہیں تو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا، اس سے ساتھیوں نے پوچھا کیا مسئلہ تھا، تو نے غار کے اندر جھانک کر کیوں نہیں دیکھا، وہ کہنے لگا میں نے دو کبوتریوں کو غار کے دھانے بیٹھے ہوئے دیکھا ہے، لگتا ہے اس غار میں کوئی نہیں۔ اگر کوئی ہوتا تو جنگلی کبوتر یاں یہاں نہیں بیٹھتی) نبی نے اس کافر کی وہ باتیں سن لیں جو وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا نبی سمجھ گئے کہ اللہ نے ادھر سے موڑ دیا ہے، مکڑی کے جالے کو دنیا میں سب سے کمزور دیوار کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ﴾... (العنکبوت: ۴۱)

بتلا دیا کہ لوگو! جب میں حفاظت کرنے پر آتا ہوں تو سب سے کمزور دیوار اگر میں حائل کر دیتا ہوں تو پوری دنیا کی طاقت بھی اس دیوار کو توڑ نہیں سکتی میں اس سے بھی حفاظت کر کے دکھا دیتا ہوں۔

حضور ﷺ غار ثور میں

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک عجیب روایت نقل کی

ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

كان ابوبكر مع رسول الله في الغار فعطش، فقال رسول الله اذهب الى صدر الغار فاشرب فانطلق ابوبكر الى صدر الغار فشرب منه ماء احلى من العسل و ابيض من اللبن وازكى رائحة من المسك، ثم عاد فقال رسول الله ان الله امر الملك المؤكل بانهار الجنة ان خرق نهرا من جنة الفردوس الى صدر الغار لتشرب“۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ ان کو پیاس محسوس ہوئی، نبی ﷺ نے ان کو فرمایا: غار کے دہانے پر جاؤ، چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غار کے دہانے پر چلے گئے، وہاں سے انہوں نے شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار پانی پیا، پھر واپس آگئے تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت کی نہروں پر مامور فرشتے کو حکم دے دیا کہ وہ تمہارے پینے کے لئے جنت فردوس سے لے کر غار کے دہانے ایک نہر کھود دے“

اللہ اکبر اللہ تعالیٰ پھر یوں مدد فرماتے ہیں۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی مدد بھی عجیب چیز ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے احکام پر پابندی کے ساتھ عمل کرنے والے بن جائیں تو جس حال میں بھی ہوں گے ہمارا پروردگار ہماری مدد فرمائے گا اور وہ پروردگار ہمیں مصیبتوں سے نکال دے گا۔

## ثانی اثنین کا لقب

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ثانی اثنین کہا گیا، یعنی دو میں دوسرا، کیونکہ جہاں نبی ﷺ پہلے بنے، وہاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دوسرے بنے، ایمان لانے میں دوسرے، غارِ ثور

میں دوسرے، خلافت ملنے میں دوسرے، تبلیغ کرنے میں دوسرے، روضہ اقدس میں دفن ہونے میں دوسرے، محشر کے دن کھڑے ہونے میں دوسرے اور قیامت کے دن جنت میں داخل ہونے میں دوسرے ہوں گے۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک تین راتوں کا مقام

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کرتے تھے کہ آپ میری ساری زندگی کی نیکیاں لے لیجئے اور مجھے غارِ ثور والی تین راتوں کی نیکیاں دے دیجئے، کیونکہ مجھے ان تین راتوں کی نیکیاں اپنی ساری زندگی کی نیکیوں سے زیادہ نظر آتی ہیں۔

## ایک غلط استدلال کی وضاحت

جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی معیت میں غارِ ثور میں گئے تو اس وقت ان کے دل میں ایک غم تھا کہ کہیں کفار پکڑ نہ لیں اور میرے آقا ﷺ کو ایذا نہ پہنچائیں، ان کے اس غم کی کیفیت کو دیکھ کر نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا:

﴿لَا تَحْزَنَنَّ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ ”تو ڈر نہیں۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے“

اہل تشیع حضرات اس آیت کو سامنے رکھ کر کہتے ہیں: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ معاذ اللہ بزدل تھے۔ چھوٹے دل والے تھے۔ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت بہادر تھے۔ وہ اس حزن کے لفظ سے ”بزدلی والا“ مطلب نکالتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات کا غلط مطلب نکالنے والی بات ہے، کیونکہ محبوب کی جدائی ہو۔ یا محبوب سے بعد ہو۔ یا محبوب کو تکلیف پہنچے، تو غم کا ملنا یہ فطری چیز ہے۔

ہم اس سلسلے میں چند احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں۔

☆..... خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا جو ان کے نزدیک شاید نبوت سے بھی بلند درجہ رکھنے والی خاتون ہیں۔ ان کو بھی حزن ہوا، وہ کیسے؟ وہ اس طرح



کہ جب اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی وفات ہوئی تو سیدہ فاطمہ الزہراءؑ پر اس صدمے کا شدید اثر ہوا، حدیث پاک میں ہے:

”کانت اشد الناس توجعا لوفاة رسول الله ﷺ حيث حزن لفرق والدھا ﷺ حزنا شديدا واخذت تذبل رضوان الله عليها من جراء ذلك يوما بعد يوم حتى توفيت بعد ستة اشهر من وفاة رسول الله ﷺ“

”نبی علیہ السلام کی وفات پر فاطمہ الزہراءؑ سب سے زیادہ دردمند اور پر غم تھیں، اس لئے کہ والد گرامی کی وفات پر ان کو حزن ہوا، اور یہ حزن بھی بڑا شدید تھا، اور وہ (اس غم میں) پگھلنے لگ گئیں، وہ ہر دن اس غم کے اندر پگھل رہی تھیں، حتیٰ کہ نبی علیہ السلام کی وفات کے چھ مہینے بعد وہ اس دنیا سے پردہ فرما گئیں“

اب یہاں بھی تو ”حزن“ کا لفظ استعمال ہوا ہے، تو کیا حزن کا ترجمہ یہاں بھی بزولی کریں گے؟

☆..... ایک روایت اور بھی دیکھئے! حدیث پاک میں ہے:

”لھا توفی النبی ﷺ حزن ت علیہ وبکتہ وقالت یا ابتاہ! الی جبرئیل ننعاه! اجاب ربا دعاه! یا ابتاہ! جنة الفردوس مأواہ! وقالت بعد دفنه: یا انس! کیف طابت انفسکم ان تحثوا التراب علی رسول الله ﷺ“

”جب نبی علیہ السلام کی وفات ہوئی تو سیدہ فاطمہ الزہراءؑ بہت غم زدہ ہوئیں، اور روئیں اور کہنے لگیں: یا ابتاہ الی جبرئیل ننعاه! یا ابتاہ! اجاب ربا دعاه! یا ابتاہ! جنة الفردوس مأواہ! اور جب نبی علیہ السلام کو دفن کر دیا گیا تو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: اے انس! تمہارے دلوں نے یہ کیسے گوارا کر لیا کہ تم

اللہ کے حبیب ﷺ کی قبر پر مٹی ڈالو!

یہ محبوب سے جدائی کا ایک فطری غم ہوتا ہے، حتیٰ کہ محبوب پر کسی پریشانی کے آنے کا بھی غم ہوتا ہے۔

## نبی رحمت ﷺ کے لئے حزن کا لفظ

یہی لفظ نبی علیہ السلام کے لئے بھی استعمال ہوا، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:  
اے میرے محبوب ﷺ! اگرچہ ان کافروں نے آپ کے ساتھ مکر کیا، اس پر صبر کیجئے، آپ غم زدہ نہ ہو جانا۔

☆..... جب نبی علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دفن فرمایا تو آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں میں آنسو تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ بھی رورہے ہیں؟ فرمایا:

﴿القلب يحزن والعين تدمع وانا بفراقك يا ابراهيم

لمحزونون﴾

”دل مغموم ہے اور آنکھ رورہی ہے، اے ابراہیم! تیرے فراق

میں ہم بڑے غم زدہ ہیں“

یہ اللہ کے حبیب ﷺ کا غمزدہ ہونا، کس بات کی علامت تھی؟ اس سے کوئی معاذ اللہ یہ کہہ سکتا ہے کہ ان کے اندر جو انمردی نہیں تھی، یا بہادری نہیں تھی، یا جرأت نہیں تھی؟ یہ غم کا آجانا ایک فطری چیز ہوتی ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ اونچا ذکر کرتے تھے۔ جب وہ قرآن پڑھتے تھے تو دوسرے صحابہ حیران ہوتے تھے۔ ان کی وفات ہوگئی، نبی علیہ السلام نے انہیں خود اپنے مبارک ہاتھوں سے دفن کیا اور دعا مانگی:

﴿اوسع الله عليه﴾

یہ دعاسن کر بعض صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا:

﴿یا رسول الله! لقد حزننا عليه؟﴾

”اے اللہ کے رسول! کیا آپ ان کی وفات پر بہت زیادہ غم زدہ ہوئے؟“

نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿اجل انه كان يحب الله ورسوله﴾

”ہاں یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا تھا (اس کو دفن کرتے ہوئے مجھے

بہت صدمہ ہوا ہے)“

حضرت یعقوب علیہ السلام نے (لیحزننی) کا لفظ استعمال فرمایا۔ یہ بہادر لوگوں کے

لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے، یہی لفظ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے بھی استعمال ہوا،

نبی ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جو فرمایا: ﴿لا تحزن ان الله معنا﴾ یہ تسلی

دینے کے لئے تھا۔

☆..... حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کو فرماتے ہیں تم تو چاہتے ہو کہ تم یوسف کو

لے جاؤ مگر انی لیحزننی ان تذبح بہ واکله الذائب کہ مجھے ڈر ہے کہ تم اسے لے

کر جاؤ اور اس کو بھیڑیا کھا جائے، حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس وقت کس چیز کا غم تھا؟ اپنا غم

تھایا حضرت یوسف علیہ السلام کا تھا؟ حضرت یوسف علیہ السلام کی وجہ سے غم تھا، تو معلوم ہوا کہ جیسے

حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی وجہ سے حزن تھا اسی طرح حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی نبی ﷺ کی وجہ سے حزن تھا کہ ان کو کہیں کوئی تکلیف نہ پہنچا دے۔

ایک اور مثال پر غور کریں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی

موجودگی میں کہا اِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِيْنِ میرا رب میرے ساتھ ہے وہ ضرور میری

راہنمائی فرمائے گا، لیکن میرے محبوب ﷺ نے اپنے رفیق سفر کی موجودگی میں یہ

نہیں کہا کہ میرا رب میرے ساتھ ہے بلکہ فرمایا ان الله معنا بے شک اللہ تعالیٰ

ہمارے ساتھ ہے، اس سے ان کو معیت الہی کی بشارت نصیب ہوئی، اس کو ”معییت کبریٰ“ کہتے ہیں۔ یہ خوشخبری اللہ تعالیٰ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادی اور اس کا اظہار نبی علیہ السلام کی زبان فیض ترجمان سے کروایا گیا۔

## فراق کا غم

یہ فراق بڑی عجیب چیز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی عاشق کو فراق میں مبتلا نہ کرے، ویسے دل تو چاہتا ہے کہ کبھی یہ فراق مل جائے تو ہم اسے فراق کا مزہ چکھا دیں، موت کی گھڑی کا غم تو تھوڑی دیر کا ہوتا ہے اور فراق کا غم تو عاشق کے لئے ہمیشہ کا ہوا کرتا ہے۔

## حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اور مدحتِ نبوی ﷺ

ہمارے اکابر نے نبی علیہ السلام کی تعریف میں ایسا جامع کلام کہا ہے کہ ایک فقرے میں بات کو مکمل کر دیا، چنانچہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

”میں اللہ کی عبادت اس لئے کرتا ہوں کہ وہ محمد ﷺ کے پروردگار ہیں“  
 علماء نے لکھا ہے کہ حضرت نے ایک ہی فقرے میں حمد اور نعت کو اکٹھا کر دیا، اللہ کی حمد بھی اس سے ظاہر ہو رہی ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کے پروردگار ہیں اور نبی علیہ السلام کی عظمت بھی ظاہر ہو رہی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ کی عبادت اس لئے کرتا ہوں کہ وہ محمد ﷺ کے پروردگار ہیں۔

## خواجہ مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ اور نعتِ نبوی ﷺ

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ گزرے ہیں۔ حضرت خواجہ مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ، انہوں نے ایک ہی شعر میں پوری بات کو سمیٹ دیا، چنانچہ حضرت فرماتے ہیں۔

خدا در انتظار حمد ما نیست  
 (اللہ تعالیٰ ہماری حمد کے انتظار میں نہیں)  
 محمد چشمِ براہِ ثنا نیست  
 (محمد ﷺ ہماری تعریف کے منتظر نہیں ہیں)  
 خدا مدحِ آفرینِ مصطفیٰ بس  
 (اللہ رب العزت مصطفیٰ ﷺ کی مدح کرنے کے لئے کافی ہے)  
 محمد حامدِ حمدِ خدا بس  
 (محمد ﷺ اللہ کی حمد بیان کرنے کے لئے کافی ہیں)  
 منا جاتے اگر باید بیاں کرد  
 (اگر تم نے اپنی کوئی درخواست پیش بھی کرنی ہے تو)  
 یہ جیتے ہم قناعت می تو اوں کرد  
 (پھر ایک شعر کی صورت میں پیش کر دو)  
 وہ شعر یہ ہے:

محمد از تومی خواہم خدا را  
 (اے محمد ﷺ! میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا قرب مانگتا ہوں)  
 خدایا از توحبِ مصطفیٰ را  
 (اے اللہ! میں آپ سے مصطفیٰ کریم کی محبت مانگتا ہوں)

## ظاہری حسن بے مثال

نبی ﷺ کو اللہ رب العزت نے جو ظاہری حسن دیا یا باطنی صفات دیں وہ  
 سب سے بہترین، نبی ﷺ کے حسن کے بارے میں الفاظ کے اندر اتنی وسعت نہیں  
 کہ وہ اس میں سمو سکیں۔ بس اتنی بات کہتے ہیں کہ:

والیل سیاہی زلفوں کی چہرہ واضحی اس کا  
سارے جہاں کا پیارا ہے آپ محب ہے خدا اس کا  
رب نے بنایا جب اس کو خود آپ کہا سبحان اللہ  
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

اللہ کے حبیب ﷺ کو اللہ نے ایسا حسن بے مثال عطا کیا چنانچہ کسی نے کیا  
عجیب بات کہی!

اے رسولِ امین خاتم المرسلین  
تجھ سا کوئی نہیں۔ تجھ سا کوئی نہیں  
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقین  
تجھ سا کوئی نہیں۔ تجھ سا کوئی نہیں  
بزمِ کونین پہلے سجائی گئی  
پھر تیری ذات منظر پہ لائی گئی  
سید الاولین سید الآخین  
تجھ سا کوئی نہیں۔ تجھ سا کوئی نہیں  
دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے  
جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے  
اے ازل کے حسین اے ابد کے حسین  
تجھ سا کوئی نہیں۔ تجھ سا کوئی نہیں  
تیرا سکہ رواں دو جہاں میں ہوا  
اس زمین میں ہوا آسمان میں ہوا  
کیا عرب کیا عجم سب ہیں زیر زمین

تجھ سا کوئی نہیں۔ تجھ سا کوئی نہیں  
 کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں  
 کوئی ہے وہ جس کو تجھ سا کہوں  
 توبہ توبہ میری کوئی تجھ سا نہیں  
 تجھ سا کوئی نہیں۔ تجھ سا کوئی نہیں

## باطنی صفات بے مثال

نبی ﷺ کی باطنی صفات کی سبحان اللہ! الفاظ میں اتنی وسعت ہی نہیں کہ نبی ﷺ کے محاسن اور کمالات کو بیان کر سکیں، اتنی بات کہتے ہیں کہ کہنے والے نے کہا:  
 کتابِ فطرت کے سرورق پہ اگر نام احمد رقم نہ ہوتا  
 تو نقشے ہستی ابھر نہ سکتا وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا  
 حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے  
 نقش روح محمد بنایا گیا  
 پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی  
 بزمِ کون و مکان سجایا گیا  
 وہ محمد بھی احمد بھی محمود بھی  
 اس کے مطلق کا شاہد و مشہود بھی  
 علم و حکمت میں وہ غیر محدود بھی  
 ظاہراً عامیوں میں اٹھایا گیا

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب  
 گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں گلاب

شوکتِ شجرِ سلیم تیرے جلال کی  
فقرِ جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب  
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پاگئے

## اور مدح باقی ہے

چنانچہ نبی ﷺ کی شان میں لکھنے والوں نے بہت کچھ لکھا، حتیٰ کہ ایک عربی شاعر نے نبی ﷺ کی منقبت میں چالیس ہزار اشعار لکھے، دو چار شعروں کی بات نہیں۔ چالیس ہزار اشعار لکھے اور اس کے بعد آخری شعر جو اس نے لکھے اس کا اردو ترجمہ یوں ہے:

فقیہ ہے فکرِ رسا اور مدح باقی ہے  
قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے  
ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے  
تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے

چالیس ہزار اشعار لکھ کر بھی اس نے یہ تسلیم کیا کہ میں نبی ﷺ کی منقبت کا حق ادا نہیں کر سکا۔

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ علمائے دیوبند میں سے ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ کی شان میں ایک کتاب لکھی ”النبی الخاتمہ“ اس میں چار سو پچاس عنوانات لکھے اور لکھنے کے بعد آخر میں کہا کہ دنیا میں جو آیا، وہ جانے کے لئے آیا سوائے اس کے کہ مکہ میں ایک آنے والا ایسا آیا جو آتا ہی چلا گیا۔

لاکھ ستارے ہر طرفِ ظلمتِ شبِ جہانِ جہاں

اک طلوعِ آفتابِ دستِ و نگرِ سحرِ سحر



## حروفِ تنجی کی مدحت

اردو زبان کے اندر جتنے حروف ہیں اور ہر حرف کے اندر اور عربی زبان کے اندر جتنے حروف ہیں اور ہر حرف سے جو صفاتی نام بنتا ہے، اللہ رب العزت نے وہ صفت اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائی۔

ذرا غور ملاحظہ کیجئے! کہ جب نبی ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو:

”الف“ بولی:

دنیا میں احمد آگئے، امی آگئے، اولی آگئے،

الف سے بننے والے یہ تینوں صفاتی نام ہیں جو نبی ﷺ کے ناموں میں سے ہیں۔

”ب“ بولی:

دنیا کے اندر بشیر آگئے،

”ت“ کہنے لگی:

دنیا کے اندر تنویر آگئے،

”ث“ نے کہا:

دنیا کے اندر ثاقب آگئے،

”ج“ بولی:

دنیا کے اندر جمیل آگئے، جو ادا آگئے،

”ح“ کہنے لگی:

حامد آگئے، حبیب آگئے، حافظ آگئے، حکیم آگئے، حجازی آگئے،

”خ“ کہنے لگی:

دنیا میں خاتم النبیین آگئے، خاشع آگئے۔

”ذ“ کہنے لگی:

دنیا میں داعیاً الی اللہ بیاذنبہ آگئے،

”ذ“ کہنے لگی:

دنیا میں ذکراً آگئے،

”ز“ نے کہا:

دنیا میں رسول آگئے، رحمۃ للعالمین آگئے، رشید آگئے، رفیق آگئے،

”ز“ نے کہا:

دنیا میں زائر آگئے،

”س“ نے کہا:

دنیا میں سید آگئے، سراج آگئے

”ش“ بولی:

دنیا میں شافی آگئے، شہید آگئے،

”ص“ نے کہا:

دنیا میں صفی اللہ آگئے،

”ض“ نے کہا:

دنیا میں ضامن آگئے،

”ط“ نے کہا:

طیب آگئے، طاہر آگئے، طہ آگئے،

”ظ“ نے کہا:

ظاہر آگئے۔

”ع“ نے کہا:

دنیا میں عبداللہ آگئے، عزیز آگئے، عادل آگئے،

”غ“ نے کہا:

دنیا میں غیور آگئے،

”ف“ نے کہا:

دنیا میں فاتح آگئے،

”ق“ بولی:

دنیا کے اندر قاسم آگئے، قاری آگئے، قوی آگئے،

”ک“ نے کہا:

دنیا کے اندر کفیل آگئے، کامل آگئے، صاحبِ کوثر آگئے،

”ل“ نے کہا:

”م“ بولی:

دنیا میں محمد آگئے، محمود آگئے، مدثر آگئے، منزل آگئے، مصطفیٰ آگئے، منصور

آگئے۔

”ن“ نے کہا:

دنیا میں نذیر آگئے،

”و“ نے کہا:

دنیا کے اندر وکیل آگئے،

”ہ“ نے کہا:

دنیا کے اندر ہادی آگئے، ہاشمی آگئے،

”ہمزہ“ نے کہا:

دنیا میں آخری آگئے۔

”ی“ رہ گئی تھی، کہنے لگی:

دنیا کے اندر یاسین آگئے، یتیم آگئے،

عربی زبان کے جتنے حروف ہیں۔ ہر حرف سے جو صفاتی نام بنتے ہیں۔ وہ

صفتیں اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو عطا فرمائیں۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

## دوسرا باب

محبوب کائنات ﷺ کی

دنیا میں تشریف آوری کے

ایمان افروز مناظر

## بعثتِ نبوی ﷺ سے پہلے جزیرہ عرب کی حالت

نبی ﷺ کی آمد سے پہلے یہ ایک ایسا علاقہ تھا کہ اس وقت دنیا کی جو بڑی بڑی حکومتیں تھیں ان کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، اس لیے کہ خشک پہاڑ تھے، سبزہ نہیں تھا۔ پانی موجود نہیں تھا، آسائش کے اسباب تو کجا، ضروریاتِ زندگی ہی نہیں ملتی تھیں۔ اس لیے باہر کے بادشاہوں کو اس علاقے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، انہوں نے ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔

چنانچہ مقامی لوگ جہالت کی زندگی گزار رہے تھے، جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون لاگو تھا، جو زیادہ طاقتور تھا اس کی زیادہ چلتی تھی، وہ کسی قانون کی پابند نہیں تھے، چند سردار مل کر جو بات طے کر دیتے تھے، وہی قانون ہوتا تھا، ظلم و ستم، انانیت اور حقوق کی پامالی، وہاں کا عام معمول تھا، پڑھائی لکھائی اس علاقے میں بالکل ہی نہیں تھی، وہ لوگ لکھنا بالکل نہیں جانتے تھے، ہاں! وہ ہر چیز کو زبانی یاد رکھتے تھے، لکھنے کو وہ عار سمجھتے تھے، ہزاروں اشعار ان کو زبانی یاد ہوتے تھے، ان کو اپنے خاندانی نسب نامے کی (لڑی) اوپر چلتی ہے، وہ بیس بیس واسطوں تک زبانی یاد ہوتی تھی، قبیلوں کے شجرے یاد ہوتے تھے، حتیٰ کہ گھوڑوں کے شجرے بھی یاد رکھتے تھے کہ یہ سب سے پہلے کس کے پاس تھا، پھر کس کے پاس بکا، پھر کس کے پاس آیا، تو ان کے شجرے بھی ان کو یاد ہوتے تھے، قوتِ حافظہ ان لوگوں میں بہت تھی، یہ فطرت ہے انسان کی کہ جس صلاحیت کو زیادہ استعمال کیا جائے، انسان کی وہ صلاحیت اور زیادہ بڑھتی ہے، چونکہ وہ لکھتے تو تھے نہیں، ہر چیز کو زبانی یاد رکھتے تھے تو ان کی یادداشت بہت اچھی تھی، چنانچہ جب میلے لگتے تھے تو وہ اس میں ہزاروں اشعار زبانی سناتے تھے، قصے زبانی سناتے تھے، یہ ان کی زندگی تھی۔

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو ایسے ان پڑھ معاشرے میں

بھیجا، نبی ﷺ نے وہاں صداقت کے بیج بوئے اور وحی کی بارش ہوئی، پھر گلشن نے وہ بہار دیکھی جو دنیا میں کبھی نہیں دیکھی گئی تھی،

## جزیرہ عرب میں بعثت کی حکمتیں

نبی ﷺ کو عربوں میں کیوں بھیجا گیا؟ اس میں تین حکمتیں ہیں:

(۱)..... پہلی بات یہ کہ عربوں کی جو طبیعت تھی وہ جلدی ماننے والی نہیں تھی، اور۔

جب مان لیتے تھے تو پھر اس سے ٹلتے نہیں تھے، یوں سمجھ لیجئے کہ وہاں اور نہ کے درمیا ن کوئی تیسری بات نہیں جانتے تھے، کسی بات پہ یا تو ہاں کرتے تھے یا نہ کرتے تھے، لہذا کئی صحابی جو بعد میں مسلمان ہوئے تو انہوں نے نبی ﷺ کو بتایا کہ جب ہم کافر تھے تو سب سے زیادہ نفرت آپ کے خیمے کے ساتھ تھی اور جب کلمہ پڑھ لیا تو ہمیں سب سے زیادہ محبت اس خیمے کے ساتھ ہے، تو ان کی طبیعت ہی ایسی تھی، وہ ڈھلمل لوگ نہیں تھے، ان کے اندر (قوتِ ارادی) بہت تھی، چنانچہ ان لوگوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بھیجا کہ یہ لوگ جو رُف اور رُف لوگ ہیں، یہ اس دعوت کو قبول کر لیں گے تو یہ اس دعوت کو پوری دنیا میں پھیلانے کا سبب بن جائیں گے،

(۲)..... دوسری بات یہ کہ وہاں کے (ماحولیاتی عوامل) بہت سخت قسم کے

تھے، یہاں موسم کی شدت تھی، گرمی بہت زیادہ تھی اور پانی نہیں، کھانے کو کوئی چیز نہیں ملتی تھی، بھوک پیاس بہت تھی، گویا وہاں مجاہدہ بہت تھا، ان لوگوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بھیجا کہ جب اتنی مشقت کی زندگی گزارنے والے لوگ اس کام کو قبول کر لیں گے، تو دنیا میں باقی جگہوں پر جہاں آسانیاں ہیں، اس کام کو پہنچانا آسان ہو جائے گا،

(۳)..... تیسری بات یہ کہ وہ فصیح اللسان لوگ تھے، وہ اپنے آپ کو عرب کہتے

تھے اور باہروالوں کو عجم کہتے تھے، عجم کا معنی ہے ”گونگا“، یعنی ان کو اپنی زبان دانی پہ

اتنا ناز تھا کہ یہ اپنے تئیں دوسروں کو گونگا سمجھتے تھے، یعنی جو اپنے احساسات کو صحیح طریقے سے بیان بھی نہیں کر سکتے، تو وہ کہتے تھے کہ پوری دنیا میں صرف ہم لوگ ہیں جو اپنے معافی الضمیر کو صحیح طور پر بیان کرنا جانتے ہیں، اور واقعی عربی زبان ایسی ہی زبان ہے کہ عربی کے ایک ایک لفظ کے لیے دوسری زبان میں بیس بیس الفاظ استعمال کرنے پڑتے ہیں، تو وہ جانتے تھے کہ اپنی احساسات کو کیسے بیان کرنا ہے، اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو ان میں بھیجا کہ یہ لوگ اگر اسلام کے پیغام کو قبول کر لیں گے تو چونکہ ان کو اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کا فن آتا ہوگا، اس لیے یہ پھر دنیا میں پہنچیں گے تو لوگوں کو اسلام کا پیغام آسانی کے ساتھ پہنچادیں گے،

لہذا ان تین باتوں کی وجہ سے یہ لوگ دعوت الی اللہ کے لیے موزوں ترین لوگ تھے، جو مجاہدہ بھی کر سکتا ہو اور جس کی شخصیت کے اندر کھرا پن بھی ہو اور جس کو اپنا مافی الضمیر بیان کرنا بھی آتا ہو، ایسا بندہ بہت اچھا داعی بن سکتا ہے،

## کھلی کتاب جیسی زندگی

نبی علیہ السلام ایسے دور میں تشریف لائے جب تاریخی اعتبار سے روشنی کا زمانہ تھا، اگر پہلے انبیاء علیہم السلام کی تاریخ ڈھونڈنا چاہیں تو آپ کو حالات نہیں ملیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی ان کی وفات کے سو سال کے بعد کسی نے لکھے اور اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے حالات تو موجود ہی نہیں ہیں، مگر ہمارے نبی ﷺ ایسی تاریخی روشنی کے زما نے میں تشریف لائے کہ آپ ﷺ کے حالات زندگی بچپن سے لے کر آپ ﷺ کے پردہ فرمانے تک پوری طرح محفوظ ہیں، اتنے محفوظ حالات زندگی شاید کسی کے نہیں ہوں گے۔

عام دستور یہ ہے کہ لوگ اپنی زندگی کے کچھ حصے کو دوسروں کے سامنے لاتے ہیں اور کسی حصے کو دوسروں سے چھپاتے ہیں، حتیٰ کہ گھر میں بیوی سے بھی کہتے ہیں:



ہم گھر کی باتیں گھر ہی میں رکھیں گے باہر کہیں نہیں بتائیں گے، بچوں کو بھی منع کریں گے کہ بیٹا گھر کی بات باہر نہیں بتائی جاتی، مگر اللہ کے حبیب ﷺ کی مبارک زندگی اتنی کھلی اور دھلی تھی کہ آپ ﷺ نے دوستوں کو بھی کہا کہ تم جو مجھے کرتا دیکھو یا سنو، اس کو دوسروں تک پہنچاؤ، اور گھر میں اپنی بیویوں کو بھی یہی کہا کہ تم مجھے گھر میں جس طرح رہتے دیکھتی ہو، تم میری یہ باتیں دوسری عورتوں تک پہنچانے کی پابند ہو، آپ ﷺ کی زندگی کھلی کتاب جیسی زندگی تھی، کتنی خوبصورت اور پاکیزہ زندگی ہوگی!! آپ کی زندگی کا ہر پہلو محفوظ ہے،

## قیمتی چیز طلب سے ملتی ہے

چنانچہ عام دستور یہی ہے کہ انسان کے پاس کم قیمت چیز ہو تو بن مانگے دے دی جاتی ہے لیکن قیمتی چیز ہو تو انسان چاہتا ہے کہ کوئی مانگے طلب کا اظہار کرے پھر اسے دی جائے گی، چنانچہ باقی انبیاء جتنے بھی دنیا میں تشریف لائے، ان کو اللہ رب العزت نے از خود دنیا میں بھیجا لیکن جب اللہ رب العزت کے حبیب ﷺ نے دنیا میں آنا تھا تو اللہ نے پسند کیا کہ مجھ سے مانگا جائے، چنانچہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب بیت اللہ کو تعمیر کیا تو حکم ہوا کہ میرے ابراہیم خلیل اللہ! آپ نے میرا گھر بنا دیا اب آپ مجھ سے انعام مانگئے کیا مانگتے ہیں؟ تو ابراہیم خلیل اللہ نے دعا مانگی: اے رب کریم! میں نے مسجد بنا دی، عبادت کرنے والے، عبادت سکھانے والے کو بھیج دیجئے۔

قرآن مجید میں ہے کہ انہوں نے یہ دعا مانگی:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا﴾... (البقرة: ۱۲۹)

”اللہ! اپنے حبیب ﷺ کو بھیجیں! یوں سمجھیں کہ انہوں نے فرمایا: اے اللہ! میں آپ سے دنیا کا مال نہیں مانگتا بلکہ میں آپ سے آمنہ کا لال مانگتا ہوں، میں وہ نعمت مانگتا ہوں جو تیرے خزانے میں بھی ایک ہے۔“

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دودعائیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دودعائیں، ایک دعا میں انہوں نے اولاد مانگی، اللہ نے اسمعیل دے دیئے، اسمعیل میں دو حروف ہیں، بلکہ دو لفظ ہیں۔ اسمع کے معنی ہوتے ہیں ”توسن“ عیل کا معنی ہوتا ہے ”اے اللہ“ یعنی اے اللہ! سن لے، اللہ تعالیٰ نے اسمعیل علیہ السلام عطا فرمائے، پھر ان کی اکتالیسویں پشت میں اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو بھیجا،

چنانچہ دعائے مانگنے والے ابراہیم علیہ السلام، آمین کہنے والے اسمعیل ذبح اللہ علیہ السلام اور اس دعا کو جہاں مانگا اس جگہ کا نام بیت اللہ اور جس سے مانگا اس پروردگار کا نام اللہ، اور کیا مانگا؟ اللہ کا حبیب، تو اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیجا،

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو نعمتیں ملی تھیں ایک زم زم والا ملا (اسمعیل علیہ السلام) دوسرے کو ثروالے ملے، اللہ کے حبیب ﷺ، اسمعیل علیہ السلام اللہ کے محبوب بنے کہ اللہ کے نام پر قربان ہونے کو تیار اور اللہ کے حبیب ﷺ اللہ کے محبوب بنے، سبحان اللہ کیا کیا نعمتیں ملیں، ایک ذبح اللہ ملا اور دوسرا حبیب اللہ ملا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول فرمایا،

اب عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مجلس ہو پروگرام چلتا رہتا ہے لیکن جب مہمان خصوصی نے آنا ہوتا ہے تو اس سے پہلے اعلان کیا جاتا ہے، چنانچہ اللہ رب العزت نے یہ پسند فرمایا کہ جب میرے حبیب ﷺ اس دنیا میں تشریف لانے والے ہوں گے تو ان کے آنے سے پہلے اعلان ہوگا،

## مہمان خصوصی کی آمد کا اعلان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے منتخب فرمایا کہ آپ دنیا میں جائیے میرے حبیب ﷺ کے آنے کا اعلان کیجئے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان کیا کہ

میرے بعد رسول آئیں گے،

﴿يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾... (الصف: ۶)

کہ جن کا نام احمد ہوگا، اللہ کے حبیب ﷺ کی شان دیکھئے! کہ ان کے آنے سے پہلے ایک پیغمبر ﷺ آئے اعلان کرنے کے لئے، یہ بھی آپ سمجھتے ہیں کہ جب مہمانِ خصوصی کے آنے سے پہلے اعلان کیا جاتا ہے تو پھر مہمانِ خصوصی آتا ہے، اپنا بیان کرتا ہے اور جب چلا جاتا ہے تو پھر اعلان کرنے والا مجلس کو Wind up (برخاست) کرتا ہے، اللہ رب العزت نے بھی یہی معاملہ فرمایا کہ حضرت عیسیٰ ﷺ کو اللہ نے آسمانوں پر بلا لیا اور نبی ﷺ کی امت کا جب آخری وقت ہوگا تو اللہ رب العزت حضرت عیسیٰ ﷺ کو دوبارہ بھیجیں گے اور وہ نبی ﷺ کی شریعت کو ہی دنیا میں آگے بڑھائیں گے اور مجلس کے اختتام کا گویا اعلان کریں گے۔

### حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب پر آزمائش

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کو جب اس دنیا میں تشریف لانا تھا تو آپ کی تشریف آوری سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تین قریبی رشتہ داروں کو آزمایا، سب سے پہلے آپ کے دادا عبدالمطلب کو آزمایا، ان کا نام ”شیبہ“ تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ سر کے اندر کچھ بال پیدا کئی سفید تھے۔ جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ تو بچپن سے ہی بالوں کی ایک لٹ سفید تھی، اس وجہ سے ان کا نام شیبہ رکھا گیا، بہت زیادہ خوبصورت تھے۔ اللہ کی شان کہ بچپن میں وہ یتیم ہو گئے، تو ان کی والدہ سلمیٰ مدینہ طیبہ سے تھیں، وہ خاندن کی وفات کے بعد واپس اپنے میکے مدینہ طیبہ آ گئیں، تو یہ بھی اپنی والدہ کے ساتھ آ گئے، میکے میں غربت بہت تھی، نہ کھانا ملتا تھا نہ پہننا ملتا تھا، اس لئے عبدالمطلب کا لڑکپن بہت غربت میں گزرا، ایک مرتبہ ایک حارثی قبیلہ کا شخص مدینہ طیبہ گیا، اس نے دیکھا کہ کچھ نوجوان تیر اندازی کر رہے ہیں۔ اور ان میں ایک لڑکا ایسا ہے کہ جب نشانہ لگاتا ہے تو بالکل صحیح صحیح نشانہ لگاتا

ہے اور نشانہ ٹھیک لگنے کے بعد وہ بڑی خوشی سے کہتا ہے کہ میں اس خاندان کا شخص ہوں جس خاندان کے ہر بندے کا نشانہ ٹھیک جگہ پر لگتا ہے، تو اس نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اسے بتایا گیا کہ یہ قریش کی اولاد ہے، یتیم ہو گیا، اور اب یہ اپنی والدہ کے ساتھ غربت کی زندگی گزار رہا ہے، وہ ان کے چچا مطلب کے دوست تھے۔ چنانچہ وہ حارثی شخص واپس مکہ مکرمہ گیا اور اس نے وہاں جا کر عبدالمطلب کو کہا کہ تمہارا بھتیجا اتنی غربت کی زندگی گزار رہا ہے، تم لوگ اتنے امیر لوگ ہو۔ اصراء میں سے ہو۔ تم اپنے بھائی کے بیٹے کی کفالت نہیں کر سکتے؟ اپنے بھائی کے بیٹے کو نہیں پال سکتے؟ اس نے مطلب کو اتنا کسایا کہ اس نے قسم کھالی کہ جب تک میں اپنے بھتیجے کو واپس نہیں لے آؤں گا میں چین سے نہیں بیٹھوں گا، چنانچہ مطلب مدینہ گئے، اس کی والدہ سے بات کی کہ میں اپنے بھائی کے بیٹے کو واپس مکہ مکرمہ لے جانا چاہتا ہوں، وہ ماں تھی، پہلے تو وہ گھبرائی کہ میں بچے کی دوری برداشت نہیں کر سکوں گی، پھر لوگوں نے سمجھایا کہ تیرے بیٹے کی پرورش اچھی ہوگی۔ کچھ بن جائے گا، تیرے لئے تو خوشی کا باعث ہوگا، چنانچہ ماں آمادہ ہو گئی، مطلب اپنے چھوٹے بھتیجے کو اپنی سواری پر بٹھا کے لے آئے، جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو لوگوں نے دیکھا کہ آگے مطلب ہیں اور پیچھے ایک نوجوان لڑکا ہے، تو لوگوں نے سمجھا کہ یہ اپنے لئے وہاں سے کوئی غلام لایا ہے، چنانچہ ان کا نام عبدالمطلب پڑ گیا، حالانکہ یہ چچا کے غلام تو نہیں تھے۔ مگر نام عبدالمطلب پڑ گیا، تو یہ نبی ﷺ کے دادا، جب مکہ مکرمہ میں انہوں نے رہنا شروع کیا، چونکہ ان کے اندر قائدانہ صلاحیتیں تھیں، یہ معاملہ فہمی رکھتے تھے۔ Crisis Management (ہنگامی حالات سے نمٹنے کی صلاحیت) ان کو آتی تھی، Decision Making (قوت فیصلہ) بہت اچھی تھی، لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے۔ چنانچہ جب یہ جوان ہوئے تو قریش کے لوگوں نے متفقہ طور پر ان کو بیت اللہ کا انچارج بنا دیا، اور بیت اللہ کی کنجیاں عبدالمطلب کے ہاتھ میں آ گئیں، یوں عبدالمطلب بیت اللہ کے کنجی بردار بن گئے، وقت اچھا گزرنے لگا۔

## حضور ﷺ کے والد عبد اللہ پر آزمائش

دوسری آزمائش ان کے بیٹے پر آئی، ان کے کئی بیٹے تھے۔ جن میں سے ایک کا نام تھا: عبد اللہ، جو چھوٹا بھی تھا، سب سے زیادہ خوبصورت بھی تھا، وہ آزمائش ایسے آئی کہ عبدالمطلب سے سن رکھا تھا کہ اللہ کے گھر کے قریب کوئی جگہ ہے جہاں زمزم کا کنواں تھا، وقت کے ساتھ وہ بند ہو گیا اور اس زمانے میں سب سے بڑی پرابلم پانی کا نہ ہونا تھا، نہ پینے کو پانی ملتا تھا، نہ جینے کا پانی ملتا تھا، لوگ بہت مشکل میں تھے۔ عبدالمطلب کو شوق ہوا، انہوں نے مختلف جگہوں سے زمین کی کھدائی شروع کر دی، یہ اکیلے زمین کھودتے رہتے، کوئی انہیں بیوقوف سمجھتا، کوئی دیوانہ سمجھتا، گرمی کے موسم میں پسینہ بہ رہا ہے اور یہ زمین کھود رہے ہیں۔ چاہتے تھے کہ مجھے وہ کنواں مل جائے جس سے زم زم نکلا تھا، چنانچہ جب انہوں نے خوب محنت کر لی اور کنواں نہ نکلا تو انہوں نے منت مانگی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے زم زم کا پانی مجھے عطا کر دیا اور وہ کنواں مل گیا تو اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو اللہ کے نام پر قربان کروں گا، اللہ کی شان کہ کچھ عرصہ گزرا کہ انہوں نے کھودتے کھودتے ایک چٹان دیکھی وہ چٹان اصل میں کنویں کے منہ پر رکھ کے کسی نے بند کیا ہوا تھا، چٹان توڑنے کی دیر تھی کہ نیچے سے پانی نکل آیا، یہ بات اہل مکہ کے لئے سب سے زیادہ خوشی کا باعث تھی کہ زم زم کا پانی مل گیا، آبادی خوشی کے ساتھ وہاں آباد ہو جائے گی، چنانچہ لوگ بڑے خوش تھے کہ ہمارے قبیلے کے سردار نے پانی کو ڈھرنڈ لیا، مگر عبدالمطلب دل میں غمزدہ بھی بڑے تھے کہ اب مجھے اپنی اولاد میں سے کسی بیٹے کو قربان کرنا پڑے گا، چنانچہ انہوں نے سب بچوں کے نام لکھے اور قرعہ ڈالا کہ میں کس بچے کو اللہ کے نام پر قربان کروں، اللہ تعالیٰ کی شان دیکھتے کہ عبد اللہ جو بچوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھا، زیادہ پیار تھا، چھوٹا تھا، اسی کے نام قرعہ پڑ گیا، چنانچہ عبدالمطلب نے فیصلہ کر لیا کہ میں عبد اللہ کو اللہ

کے نام پر قربان کروں گا، لوگوں نے سنا تو انہوں نے آگے سمجھایا کہ نہیں۔ عبد اللہ کو تم قربان نہ کرو، عبد اللہ کے بدلے اونٹ اللہ کے راستے میں قربان کر دو، چنانچہ عبد المطلب نے قرعہ ڈالنا شروع کیا کہ میں عبد اللہ کو قربان کروں یا دس اونٹوں کو؟ قرعہ عبد اللہ کے نام نکلا، دوبارہ قرعہ ڈالا کہ میں عبد اللہ کو قربان کروں یا بیس اونٹوں کو؟ قرعہ عبد اللہ کے نام نکلا، پھر تیس اونٹ، پھر چالیس اونٹ، جب سواونٹ کی تعداد پہنچی تب قرعہ نکلا کہ سواونٹ قربان کر دیے جائیں، تو عبد المطلب نے عبد اللہ کی جگہ سواونٹوں کی قربانی کی، اور حضرت عبد اللہ "ذبیح اللہ" کہلائے، اللہ کے نام پہ قربان ہونے والے، چنانچہ ایک مرتبہ ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: "یا ابن الذبیحین!" اے دوزخ ہونے والوں کے بیٹے! تو نبی ﷺ مسکرائے، فرمایا: ہاں! میرے اجداد میں دوزخ اللہ تھے۔ ایک حضرت اسمعیل علیہ السلام ذبح اللہ تھے اور ایک میرے والد عبد اللہ ذبح اللہ، یہ عبد اللہ پر آزمائش تھی۔

## حضور ﷺ کی والدہ پر آزمائش

تیسری آزمائش نبی ﷺ کی والدہ ماجدہ پر آئی، ان کا نام تھا آمنہ، مدینہ طیبہ کی رہنے والی تھیں، جب عبد المطلب نے اپنے بیٹے کی شادی کرنے کا ارادہ کیا تو انہیں بنی زہرہ میں سے رشتہ لینے کا خیال آیا، چنانچہ وہ اپنے بیٹے کو لئے گئے اور آمنہ کا رشتہ پسند کا اور لے کر آئے، اللہ کی شان دیکھئے کہ بچہ بھی جوان تھا اور بچی کی بھی ابتداء جوانی کی عمر تھی، شادی ہو گئی، ابھی ۶ مہینے میاں بیوی دونوں گھر میں اکٹھے رہے کہ اتنے میں ایک قافلے کو شام تجارت کا سفر کرنا تھا، تو عبد اللہ نے سوچا کہ اب تو میں شادی شدہ ہو گیا، مجھے چاہئے کہ میں کوئی تجارتی سفر کروں، جو اس میں سے بچے گا تو گھر کی ضرورتیں پوری ہوں گی، عبد اللہ نے تجارت کی نیت کر لی، آمنہ کے لئے یہ بڑی غمناک خبر تھی کہ ۶ مہینے شادی کو ہوئے اور ابھی خاوند کی جدائی! اور اس زمانے کے سفر کوئی مہینہ ۱۵ دن کے نہیں ہوتے

تھے۔ مہینوں کے سفر ہوتے تھے۔ لمبی جدائی ہوا کرتی تھی، چنانچہ جب عبداللہ رخصت ہونے لگے تو اس وقت آمنہ امید سے بھی تھیں، غم سے بھی تھیں، ان کی نمناک آنکھوں کو دیکھ کر ان کا دل رکھنے کے لئے عبداللہ نے کہا کہ دیکھیں! میں سفر پہ جا رہا ہوں، میں آپ کو بہت Miss کروں گا، آپ مجھے بہت یاد آئیں گی، میرے ساتھ ایک وعدہ کرو کہ جب قافلہ واپس لوٹ کر آئے گا تو تم جب خبر سن لیا تو بن سنور کے تم آ کے دروازے کے اندر کھڑی ہو جانا، میں جیسے ہی دروازہ پہ پہنچوں تم مجھے اہلا وسہلا کہنا، اصل میں تو عبداللہ ان کے غم کو تھوڑا کم کرنا چاہتے تھے۔ تو بیوی نے وعدہ کر لیا کہ جب آپ واپس آئیں گے تو میں آپ کا انتظار دروازہ کے قریب آ کے کروں گی، عبداللہ چلے گئے، اللہ کی شان دیکھیں کہ تجارتی سفر بہت اچھا رہا، مکہ مکرمہ سے پہلے مدینہ جاتے تھے۔ مدینہ سے آگے شام جاتے تھے اور واپسی پر پھر مدینہ آتا تھا، پھر مکہ مکرمہ، جب یہ لوگ سفر سے واپس آ رہے تھے تو سفر میں حضرت عبداللہ بہت بیمار ہو گئے، بخار ہو گیا، طبیعت کمزور ہو گئی، جب مدینہ طیبہ پہنچے تو وہاں چونکہ سسرال تھی، تو بنوزہ والوں نے کہا کہ اس حالت میں تو سفر بہت زیادہ تکلیف کا باعث ہے، آپ عبداللہ کو ہمارے پاس چھوڑ دو، ہم ان کا علاج معالجہ کریں گے، خدمت کریں گے، صحت مند ہوں گے تو پہنچا دیں گے، چنانچہ باقی قافلہ والے دو چار دن قیام کے بعد مکہ مکرمہ چل پڑے اور حضرت عبداللہ وہیں مدینہ منورہ میں رہ گئے، جب یہ قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا تو مکہ مکرمہ کے اندر ایک خوشی تھی، ہر گھر کے اندر عورتیں خوش تھیں کہ ہمارے میاں آ رہے ہیں۔ بچے خوش تھے کہ ہمارے ابو آ رہے ہیں۔ جب قافلہ پہننے کی خبر ملی تو بی بی آمنہ بھی خوش ہوئیں، نہائیں، اچھے کپڑے پہنے، چاہتی تھیں کہ میں دروازہ کے قریب جا کر اپنے خاوند کا استقبال کروں، اور میں اپنا وعدہ پورا کروں، لیکن دروازہ کے قریب کھڑے بہت دیر گزر گئی، حضرت عبداللہ آتے ہی نہیں تھے۔ پتہ کروایا کہ کہاں ہیں، لوگوں نے کہا کہ قافلہ کے سب لوگ تو گھروں کو چلے گئے، پیچھے تو کوئی نہیں بچا، پھر پتہ کروایا کہ حضرت عبداللہ کہاں ہیں؟ اطلاع ملی کہ وہ بیمار تھے۔ مدینہ طیبہ رہ گئے اور نہیں

آسکے، بی بی آمنہ کے لئے یہ بہت غم کی خبر تھی کہ جس خاوند کے انتظار میں اتنی دیر کھڑی رہیں۔ وہ ابھی بھی گھر نہیں پہنچے، چنانچہ قریب کے رشتہ داروں نے سوچا کہ ہم مدینہ جاتے ہیں اور حضرت عبداللہ کو واپس لے کر آتے ہیں۔ مگر اللہ کی شان کچھ اور چاہتی تھی، ان لوگوں کے جانے سے پہلے حضرت عبداللہ کی وہاں مدینہ طیبہ میں وفات ہو گئی، جب وفات ہوئی تو حضرت عبداللہ کی عمر ۱۸ سال تھی۔ بی بی آمنہ کی عمر ۱۶ سال تھی، حاملہ بھی تھیں اور ابھی چند مہینے ان کو امید کے گزرے تھے۔ اب ذرا اندازہ لگائیے کہ جس لڑکی کی عمر ۱۶ سال ہو اور وہ حاملہ بھی ہو۔ اس کو اپنے خاوند کی وفات ہونے کی اطلاع ملے تو اس کے دل پر یہ کتنا بڑا غم ہوا کرتا ہے، بی بی آمنہ کی یہ آزمائش بہت بڑی تھی، چنانچہ وہ غمزدہ رہتی تھیں، آنکھوں میں سے آنسو آرہے تھے۔ خاوند بھی جدا ہو گیا اور ۱۶ سال کی عمر میں شادی کے بعد چند مہینے ہی خاوند کے پاس رہنے کا موقع ملا، بہر حال تین قریبی رشتہ داروں کے اوپر آزمائشیں آئیں، ایک دادا پر، دوسری والد ماجد پر اور تیسری والدہ کے اوپر، تینوں پر آزمائشیں آنے کے بعد پھر اللہ رب العزت نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو اس دنیا کے اندر بھیجا۔

### حضور ﷺ کی ولادت سے پہلے علامات کا ظہور

بی بی آمنہ امید سے تو تھیں ہی، وہ بڑی حیران ہوتی تھیں کہ اب مجھے سات مہینے مکمل ہو چکے، نہ مجھے ابکائی آئی، نہ مجھے کوئی اور علامت محسوس ہوئی، لیکن یہ Confirm (یقینی) تھا کہ بطن میں بچہ پرورش پا رہا ہے، البتہ عام عورتوں کو جو علامات محسوس ہوتی ہیں کہ کھانا اچھا نہیں لگتا، طبیعت اچھی نہیں رہتی، ان کو ان میں سے کوئی علامت بھی محسوس نہیں ہوتی تھی، مگر ایک دو چیزیں وہ اور بھی نوٹ کرتی تھیں کہ جب بی بی آمنہ چلنے لگتیں تو درختوں کی ٹہنیاں ان کی طرف جھک جاتی تھیں، ایسے لگتا تھا کہ ٹہنیاں بھی جھک کر بی بی آمنہ کو سلام کر رہی ہیں، کبھی کبھی وہ یہ بھی دیکھتیں کہ رات کے وقت میں بیت اللہ جانے کے لئے وہ اپنے گھر سے نکلیں تو آسمان کے



ستارے قریب آگئے، یوں لگتا تھا کہ آسمان کے ستارے بھی ان کو سلام کر رہے ہیں۔ مگر ایک بات بڑی پکی تھی وہ یہ کہ گھر کی ضرورت کے لئے جب وہ زم زم بھرنے کے لئے جاتی تھیں تو زم زم کا پانی جو عام طور سے نیچے ہوتا تھا، جب بی بی آمنہ وہاں پہنچتیں تو پانی بالکل کنارے کے قریب آجاتا تھا، ان کو ڈول ڈال کر کھینچنا نہیں پڑتا تھا، وہ اوپر سے ہی پانی لے لیتی تھیں اور یہ بات اتنی عام تھی کہ مکہ مکرمہ کی اور لڑکیاں بھی پانی بھرنے جاتی تو وہ بی بی آمنہ کو پکڑ کے کھڑا کر دیتیں کہ آمنہ! آپ پلو نہیں۔ پانی اوپر ہے، ہمیں بھر لینے دو، ورنہ پانی نیچے ہو جائے گا، تو بی بی آمنہ بھی یہ تمام علامات محسوس کرتیں اور ان کو بھی Feel (محسوس) ہوتا کہ میرے بطن میں جو بچہ ہے لگتا ہے کوئی بڑا بابرکت ہے، لیکن ظاہر میں میاں فوت ہو چکے تھے۔ گھر کے اندر خرچے کی کمی تھی، اب ایک سرخ ستارہ آسمان کے اوپر چمکنے لگا، پہلی کتابوں میں ایک نشانی بتائی گئی تھی کہ جب نبی آخر الزماں دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے آنے سے پہلے سرخ ستارہ چمکے گا، جب سرخ ستارہ چمکنا شروع ہوا تو یہودی اہل کتاب کے گھروں کے اندر تو غلغلہ مچ گیا کہ اب اس نبی کے پیدا ہونے کا وقت قریب ہے، چنانچہ مدینہ طیبہ میں جتنی عورتیں امید سے تھیں انہوں نے ان کا پتہ کروایا، پھر یہ پتہ کروایا کہ کس کے وہاں بچے کی ولادت قریب ہے، پتہ چلا کہ سینکڑوں عورتیں حاملہ ہیں مگر ابھی تو سب کو کئی مہینے باقی ہیں تو، پھر انہوں نے مکہ مکرمہ میں پتہ کروایا، ان کو پتہ چلا کہ بنو ہاشم میں عبدالمطلب کے یہاں جو بیوی تھی وہ امید سے ہے اور ولادت بھی قریب ہے، چونکہ ان کا رشتہ بنو اسماعیل سے ملتا تھا اس پر ان یہودیوں کے اوپر بڑا غم ہوا، مگر اللہ تعالیٰ کو جو مقصود تھا وہی ہو کر رہا۔

جس رات نبی ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی گھر کے اندر چراغ میں ڈالنے کے لئے تیل بھی نہیں تھا، بی بی آمنہ کے گھر میں تنگدستی اتنی تھی کہ چراغ جلانے کے لئے تیل بھی موجود نہیں تھا، مگر آپ ﷺ کی ولادت صبح سحری کے وقت ہوئی، سحری کے وقت ولادت، کا مقصد یہ تھا کہ لوگو! رات کا اندھیرا جب چلا جاتا ہے تو

صبح کی سفیدی آجاتی ہے، یہ ایسے مہمان دنیا میں تشریف لائے ہیں کہ آج کے بعد ظلم اور شرک کی رات ختم ہو جائے گی اور اب دنیا کے اندر ایمان کا اجالا آجائے گا۔

کچھ علامتیں اور بھی تھیں ایک تو یہ کہ فارس کا جو بادشاہ کسریٰ تھا، اس کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے، تو تعبیر پوچھی، انہوں نے کہا کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو آپ سے تخت و تاج چھین لے گا، لیکن چودہ نسلوں کے بعد، وہ بڑا خوش ہو گیا، حالانکہ اس کو نہیں پتہ تھا کہ اس کے بعد اس کے جو جانشین بنیں گے وہ تھوڑے تھوڑے عرصے میں مرتے جائیں گے، چنانچہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اللہ رب العزت نے یہ علامت بھی پوری کر دی۔

ایک اور بات کہ کسریٰ نے یہ خواب دیکھا کہ اس کے گھوڑے ہیں اور ان گھوڑوں کو اونٹوں والے لوگ جزیرہ عرب سے باہر نکال رہے ہیں۔ تو تعبیر دینے والے نے تعبیر دی کہ عرب کے لوگ اتنے مضبوط بن جائیں گے کہ یہ باہر سے جانے والی طاقتوں اور قوتوں کو واپس دھکیل دیں گے، ایران کے اندر ایک آتش کدہ تھا جس کی آگ ایک ہزار سال سے مسلسل جل رہی تھی، اس رات وہ آگ بھی اچانک بجھ گئی، یہ علامات تھیں جس کے ذریعہ اللہ رب العزت نے مخلوق کو یہ پیغام دیا کہ دیکھو! اب دنیا کو ہدایت دینے والے، دنیا کے لئے شمع ہدایت بن کر آنے والے دنیا میں آرہے ہیں۔ اب کفر اور شرک کا وقت ختم ہو گیا، اب ایمان کا وقت شروع ہو گیا، چنانچہ جب نبی ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ ﷺ لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے بستر کے اوپر سجدہ بھی کیا اور آپ ﷺ کو آپ کے دادا نے جب دیکھا تو بڑے خوش ہوئے کہ میرا پوتا اتنا خوبصورت ہے پھر وہ آپ کو لے کر بیت اللہ گئے، اس زمانے کا دستور یہی تھا کہ جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو عورتیں حصولِ برکت کے لئے سب سے پہلے اسے بیت اللہ بھیجتی تھیں کہ وہاں اس کے لئے دعا کی جائے، چنانچہ عبدالمطلب اپنے پوتے کو لے کر گئے مگر انہیں کیا پتہ تھا کہ میں حصولِ برکت کے لئے جس بچے کو لے کر جا رہا ہوں یہ بچہ تو جہانوں کے لئے رحمۃ اللعالمین بن کے آرہا ہے۔

## جس کا رَبّ اسی کا سب

جب دنیا میں پیدا ہوئے تو آپ یتیم تھے۔ اللہ نے دنیا میں دکھا دیا کہ لوگو! یتیم کا تو باپ نہیں ہوتا، لوگ سمجھتے ہیں بے سہارا ہوتا ہے، لیکن یاد رکھو جس کا ”اَب“ نہیں ہوتا اس کا رَبّ ہوتا ہے اور جس کا رَبّ ہوتا ہے پھر اسی کا سب ہوا کرتا ہے، اللہ رَبّ العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو کیا نعمتیں عطا فرمائیں، چنانچہ آسمان کے ستارے جھکنے میں بھی حکمت تھی، یہ Message (پیغام) دیا گیا کہ دیکھو آسمان کی مخلوق بھی اگر اس کے سامنے جھک رہی ہے تو اے زمین پر بسنے والو! تمہیں بھی اس کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرنا پڑے گا، جھکنا پڑے گا، پھر یہ بھی بتانا تھا کہ جو اس کی شاگردی کو اختیار کریں گے وہ اسی طرح شان پائیں گے، جس طرح آسمان کے ستارے ہوتے ہیں وہ لوگ زمین کے ستارے کہلائیں گے۔

نبی ﷺ کی پیدائش کو کچھ دن ہوئے تھے کہ عجیب بات ہوئی مکہ مکرمہ سے کوئی سو ڈیڑھ سو کلومیٹر دور ایک بستی ہے، جو بنو سعد کی بستی کہلاتی ہے، اس کی چند عورتوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم چلیں اور مکہ مکرمہ سے کچھ بچے اپنے پاس لے آئیں، ان کو یہاں پالیں گے اور جب واپس لے جائیں گے تو ہمیں ان کے والدین سے انعام ملے گا تو ایک Income (آمدنی) کا ذریعہ بن جائے گا۔

اس زمانے میں اپنے بچوں کو اس طرح دیہاتوں میں بھیج دیا جاتا تھا، اس سے ایک تو ان کو بیماریاں نہیں ہوتی تھیں، جیسے وارز کی بیماریاں ہوتی ہیں۔ چونکہ مکہ مکرمہ جو تھا یہ چوراہا تھا مختلف ملکوں کے قافلے یہاں سے گزرتے تھے اور قافلوں سے Virus type (ایک سے دوسرے میں منتقل ہو جانے والی) کی بیماریاں بھی آتی رہتی تھیں، تو لوگ چھوٹے بچوں کو وہاں رکھنے سے ذرا گھبراتے تھے۔ وہ دیہات بھیج دیتے تھے۔ اور ایک بات اور بھی ہے کہ یہاں باہر کے قافلوں کے آنے کی وجہ سے بچوں کی زبان اتنی شستہ نہیں ہوتی تھی جو عربوں کی ہونی چاہیے تھی، تو یہاں میں بھیجنے

سے وہ صاحب زبان بھی اچھے بن جاتے تھے۔

چنانچہ دس عورتوں نے نیت کی کہ ہم مکہ مکرمہ جاتی ہیں، ان میں سے ایک عورت جن کا نام تھا حلیمہ، وہ بھی اپنے خاوند کے ساتھ چل پڑی، اس کے پاس ایک اونٹنی تھی اور ایک گدھی تھی لیکن دونوں کمزور تھے۔ کیونکہ کھانے کو کچھ ملتا نہیں تھا، اب باقی عورتوں کی سواریاں تو تازہ دم تھیں وہ آگے نکل جاتیں اور حلیمہ پیچھے رہ جاتی تو باقی عورتوں کو رک کر حلیمہ کے آنے کا انتظار کرنا پڑتا، چار پانچ مرتبہ وہ مختلف جگہوں پر رکیں اور حلیمہ کا انتظار کیا، پھر انہوں نے کہا: حلیمہ! ہمارا سفر بھی کھوٹا ہو رہا ہے، اگر اجازت دو تو ہم پہلے چلی جاتی ہیں۔ تم بعد میں آ جانا، حلیمہ نے کہا جاؤ، چنانچہ وہ باقی ۹ عورتیں جو تھیں وہ سب کی سب جلدی مکہ مکرمہ آ گئیں، حلیمہ کمزور سواری کی وجہ سے پیچھے رہ گئی۔

مکہ مکرمہ سے آنے والی عورتوں نے کوشش کی کہ امیر لوگوں کے بچے اپنی گود میں لیں، ایک دو عورتیں حضرت بی بی آمنہ کے یہاں آئیں، بچے کو دیکھا پوچھا کہ والد کیا کرتے ہیں۔ بتایا گیا کہ اس کے والد تو فوت ہو چکے ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ جب باپ ہی سر پہ نہیں ہے اب ہمیں انعام کون دے گا، چنانچہ یتیم سمجھ کر چھوڑ کے آگے چلی گئیں، اب ان کے اس عمل سے بی بی آمنہ کو بڑا دکھ ہوا اور وہ سوچنے لگیں کہ کاش! میرا خاوند زندہ ہوتا، وہ میرے بچے کو پرورش دینے میں خود مدد کرتا، پھر بچہ ذرا بڑا ہوتا تو انگلی پکڑ کر میرے بچے کو اپنے ساتھ مسجد میں اور بیت اللہ میں لے جاتا، مگر رب کریم کو کچھ اور منظور تھا کہ آمنہ! تم کیوں پریشان ہوتی ہو کہ اس کو والس کھلونے لے کے نہیں دیتا، اس بچے نے وہ شان پانی ہے کہ آنے والا وقت میں ہم آسمان کے چاند کو اس کے لئے کھلونا بنا دیں گے، یہ انگلی کا اشارہ کرے گا اور چاند کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے، اس کے والد اس کو کیا بازاروں کی سیر کرواتے، وقت آئے گا کہ ہم اس بچے کو عرش پر بلائیں گے اور ہم اس کو یہاں پر جنت کی سیر

کروائیں گے، آمنہ! تو کیوں پریشان ہوتی ہے، بہر حال بی بی آمنہ غمزدہ تھیں۔

## حلیمہ سعدیہ کی سعادت مندی

جب حلیمہ سعدیہ پہنچیں تو پتہ چلا کہ مکہ مکرمہ میں ایک ہی بچہ ہے، معلوم کیا والس کیا کرتے ہیں۔ پتہ چلا کہ والس تو وفات پا گئے، تو حلیمہ سعدیہ کے دل پر بھی یہ بات عجیب سی لگی، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے سوچا میں ذرا بچے کا چہرہ تو دیکھوں، بچہ لیٹا ہوا تھا اور اس کے اوپر کپڑا ڈالا ہوا تھا، حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے جیسے ہی کپڑا تھوڑا سا ہٹا یا تو بچے نے مسکرا کر آنکھیں کھولیں اور میری طرف دیکھا، اس کی مسکراہٹ میں کچھ ایسی جاذبیت تھی کہ میں نے اس کو بوسہ دیا اور اٹھا کر سینہ سے لگالیا، میں نے دل میں سوچا کہ اس کے والد سے انعام لے گا یا نہیں۔ حلیمہ! تم اس بچے کو پالو گی تو اس کی مسکراہٹ تو تمہیں ملا کرے گی، اب حلیمہ لینے کے لئے تیار ہو گئی۔

## حضور ﷺ کا حسن بے مثال

تو حلیمہ نے تعریف کی، کہنے لگی آمنہ! تمہارا بچہ تو بڑا خوبصورت ہے، میں نے تو کبھی گاؤں میں ایسا خوبصورت بچہ نہیں دیکھا، اس پر بی بی آمنہ نے فرمایا: حلیمہ! تو گاؤں کی رہنے والی ہے، تو نے گاؤں میں کوئی ایسا خوبصورت بچہ نہیں دیکھا، میں تو شہر کی رہنے والی ہوں، میں نے شہروں میں کوئی ایسا خوبصورت بچہ نہیں دیکھا، عبدالمطلب قریب میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ آمنہ! تو شہر میں زندگی گزارتی ہے اور میں تو ملکوں کا سفر کر چکا ہوں، میں نے ملکوں میں کبھی ایسا خوبصورت بچہ نہیں دیکھا، اس موقع پر جبریل علیہ السلام سے پوچھا جاتا کہ آپ بھی ذرا اپنے Comments (تبصرہ) دیے دیجئے تو جبریل علیہ السلام کہتے کہ عبدالمطلب! آپ تو چند ملکوں میں پھرے ہو، میں تو ساری دنیا دیکھ چکا ہوں،

مہر بتاں ورزیدہ ام

آفا تھا گردیدہ ام

اما تو چیزے دیگری

بسیار خوباں دیدہ ام

میں نے ایسا خوبصورت بچہ پوری دنیا میں کہیں نہیں دیکھا، اور اگر اس موقع پر تصور یہ سوچے کہ اللہ رب العزت کیا فرمائیں گے تو شاید اللہ تعالیٰ یہ فرماتے: حلیمہ! تو نے گاؤں میں ایسا نہ دیکھا، آمنہ! تو نے شہر میں نہ دیکھا، عبدالمطلب تو نے ملکوں میں نہ دیکھا، جبرئیل تو نے دنیا میں کہیں نہ دیکھا، میں پروردگار بتلاتا ہوں، میں نے اپنی پوری مخلوق میں ایسا خوبصورت کوئی نہیں دیکھا:

واللیل سیاہی زلفوں کی  
چہرہ واضحی اس کا  
سارے جہاں کا پیارا ہے  
آپ محب ہیں خدا اس کا  
رب نے بنایا جب اس کو  
خود آپ کہا سبحان اللہ

اللہ رب العزت نے جب اپنے حبیب ﷺ کو بنایا تو اللہ رب العزت کو خوشی ہوگئی، واقعی اللہ کے خزانے میں ان جیسا خوبصورت کوئی اور تھا ہی نہیں۔

اب حلیمہ بچہ لینے کے لئے تیار، آمنہ بچہ دینے کے لئے تیار، اللہ کی شان پہ قربان جائیں، اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو کن عورتوں کے ہاتھوں میں دیا؟ اللہ تعالیٰ نے ماں اس کو بنایا جو آمنہ تھی، یعنی امانت کی حفاظت کرنے والی تھیں کہ یہ میری امانت ہے، اور پرورش کرنے والی وہ جو حلیمہ یعنی حلم والی تھیں، اس لئے کہ بچے کو پرورش دینے والی عورت میں اگر حلم نہ ہو تو وہ بات بات پہ ڈانٹے گی،

## والدہ کی دعاؤں کا ثمرہ

بی بی آمنہ نے بچے کو دعائیں دیں اور اس کو اللہ کے سپرد کر کے حلیمہ سعدیہ کی گود میں دے دیا، یاد رکھنا کہ جب بھی ماں دعائیں دے کر کسی بچے کو رخصت کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہمیشہ اس بچے کو چار چاند لگا دیا کرتے ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کے یہاں دستور ہے، ذرا سوچئے موسیٰ ﷺ کی والدہ نے اپنے بچے کو دعاؤں کے ذریعہ دریا کے اندر ڈال کر رخصت کیا، جب چلے تھے تو موسیٰ تھے۔ لوٹ کر آئے تو کلیم اللہ بن گئے، حضرت اسماعیل ﷺ کو ان کی والدہ نے ابراہیم ﷺ کے کہنے پہ

نہلایا کہ بڑے کی ملاقات کے لئے جا رہے ہیں اور دعاؤں سے رخصت کیا، جب چلے تو اسماعیل تھے اور جب لوٹ کر آئے تو اسماعیل ذبیح اللہ بن چکے تھے۔ اور ادھر شیبہ کو دیکھتے کہ ماں نے ان کو ان کے چچا کے ساتھ مدینہ سے رخصت کیا، چلا تو شیبہ تھا مکہ مکرمہ پہنچا تو عبدالمطلب بنا، پھر اللہ نے بیت اللہ کی چابی ان کو دلا دی، چنانچہ اللہ رب العزت کی رحمت کا ایک وقت آیا کہ جب وہ والئی بیت اللہ بن گئے، تو کئی موسیٰ کلیم اللہ بنا، کوئی اسماعیل ذبیح اللہ بنا، کوئی والئی بیت اللہ بنا، یہ بچہ ماں کی دعائیں لے کر رخصت ہو رہا ہے، لوگ نہیں جانتے تھے کہ ایک وقت آئے گا کہ یہی بچہ لوٹے گا تو محمد رسول اللہ (ﷺ) بنے گا، آج کے نوجوان بچے اپنی والدہ کی دعاؤں کی اہمیت کو نہیں سمجھ پاتے، دل دکھا دیتے ہیں۔ ان کے سامنے زبانِ درازی کڑتے ہیں۔ دکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ والدہ کی خدمت کریں اور دعائیں تو اللہ رب العزت ان کے نصیب کھول دے، اللہ تعالیٰ ان کی پریشانیوں کو ختم کرے، نبی ﷺ کے پاس ایک صحابی رضی اللہ عنہ آتے ہیں کہ بڑا گناہ ہو گیا فرمایا کہ والدہ زندہ ہیں؟ کہا: جی! زندہ ہیں۔ فرمایا جاؤ، والدہ سے دعا کرواؤ، والدہ کی دعا کے ذریعہ اللہ تیرے بڑے گناہ کو بھی معاف فرما دیں گے۔

اب حلیمہ سعدیہ نے اس بچے کو اپنے سینے سے لگایا اور باہر نکلی، خاوند انتظار میں تھا، خاوند نے کہا کہ حلیمہ! کس بچے کو لے آئیں؟ اس کا والد کیا کرتا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ والد تو اس کا فوت ہو چکا، تو حلیمہ کے خاوند نے کہا کہ:

﴿عَسَى اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ لَنَا فِيهِ بَرَكَتَةً﴾

”امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اس میں برکت ڈال دے“

حضور ﷺ کو پیچھے بٹھا کر اونٹنی چلنے پر راضی نہیں

اب حلیمہ کے خاوند سفر کے لئے تیار ہو گئے، انہوں نے پہلے حلیمہ کو بٹھایا، پھر حلیمہ کی گود میں بچہ تھا، پھر آگے وہ خود بیٹھے، سواری کو اٹھانا چاہا تو سواری اٹھ ہی نہیں

رہی ہے، بڑے حیران کہ سواری کو کیا ہوا، اٹھ کیوں نہیں رہی ہے، خود نیچے اترے، جیسے ہی نیچے اترے سواری اٹھ گئی، پھر بٹھایا کہ میں اوپر بیٹھوں، جب اوپر بیٹھتے تو سواری نہیں اٹھتی، اس طرح دو دفعہ ایسا کرنے کے بعد انہوں نے کہا حلیمہ! تم ذرا آگے بیٹھو، حلیمہ کو آگے بٹھایا، اس کی گود میں بچہ تھا، وہ خود پیچھے بیٹھے، جیسے ہی پیچھے بیٹھے سواری اٹھ کھڑی ہوئی اور چلنے کے لئے تیار ہو گئی، اللہ تعالیٰ کو بتانا مقصود تھا کہ یہ بچہ جو پوری کائنات کا صدر مقام رکھتا ہے، تم اس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے بٹھا کے سفر کیسے کر سکتے ہو؟ آگے بٹھانا پڑے گا، اس کو اس کا مقام دینا پڑے گا، اب جو سواری چلی تو بھاگتی جا رہی ہے، بھاگتی جا رہی ہے، حتیٰ کہ وہ عورتیں جو بہت پہلے سے چلی تھیں، وہ ابھی راستے میں تھیں کہ سواری ان کے قریب سے ہو کے آگے گزرنے لگی، بنو سعد کی وہ عورتیں بڑی حیران ہوئیں پوچھنے لگیں: حلیمہ! تو نے سواری بدل لی؟ حلیمہ نے مسکرا کر دیکھا اور جواب دیا: میں نے سواری تو نہیں بدلی، البتہ میری سواری کا سوار بدل گیا۔

## بنو سعد کے ہر گھر میں خوشبو پھوٹ پڑی

حدیث مبارک ہے کہ حلیمہ سعدیہ جب بچے کو لے کر پہنچی تو بنو سعد کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہیں تھا جہاں سے گلاب کے پھولوں کی خوشبو نہ آرہی ہو۔ پوری بستی کے اندر خوشبوئیں تھیں، جیسے کسی نے روم فریشنز پوری بستی کے اندر چھڑک دیا ہو۔ یہ ملائکہ کے ذریعے اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کے استقبال کا معاملہ کر دیا کہ ہر گھر سے خوشبو آرہی تھی،

## بکریوں کے سوکھے تھن دودھ سے لبریز ہو گئے

ایک اور بات عجیب تھی کہ جب حلیمہ سعدیہ اپنے گھر پہنچیں، اس کی چند بکریاں تھیں، جو دودھ نہیں دیتی تھیں، آج جب جانے دیکھا کہ ان بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے، ان کے خاوند نے دودھ نکالنا شروع کیا، گھر کے جتنے برتن تھے سارے



کے سارے دودھ سے بھر گئے، خاوند کہنے لگے حلیمہ! لگتا ہے اس بچے کے اندر بڑی برکتیں ہیں۔ حلیمہ کے خاوند بڑے خوش ہو گئے اور گھر کے اندر ایک نئی زندگی شروع ہو گئی۔

## غریب گھرانے میں پرورش

### کرانے میں اللہ کی حکمت

دیکھیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو اپنے حبیب ﷺ کی پرورش محل میں بھی کروا سکتے تھے۔ اللہ نے بعض انبیاء کی پرورش محل میں کروائی، موسیٰ علیہ السلام کو محل میں پالا، یوسف علیہ السلام کو محل میں پالا، اپنے حبیب ﷺ کو بھی محل میں پال سکتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ تو دیکھنا چاہتے تھے کہ دیکھو! یہ بچہ اس گھر میں جا رہا ہے جہاں بکریوں کے تھنوں میں دودھ نہیں ہوتا، اب اگر اس گھر کے اندر برکتیں آرہی ہیں تو آنکھ سے دیکھ کر سوچنے والے فیصلہ کر لیں کہ یہ برکتیں ساری اس وجود مسعود کی وجہ سے ہیں جس کو اس گھر کے اندر بجا گیا ہے،

### حضور ﷺ کا دودھ پینے میں بھی انصاف کا معاملہ

بی بی حلیمہ نے ایک اور بات بھی نوٹ کی، اس کی پرورش میں ایک اور بچہ بھی تھا تو وہ دیکھتی کہ یہ بچہ یعنی محمد ﷺ اس کو انہوں نے پہلی دفعہ جس طرف سے دودھ پلایا یہ بچہ فقط ادھر سے ہی دودھ پیتا تھا، دوسری طرف سے دودھ پلانے لگتی تو دودھ نہیں پیتا تھا، وہ بڑی حیران ہوئیں کہ یہ کیا معاملہ ہے، چنانچہ ان کے دو طرف کے دودھ میں تقسیم ہو گئی، ایک طرف سے ایک بچہ دودھ پیتا تھا، اور دوسری طرف سے دوسرا بچہ دودھ پیتا، یہ اس لئے تھا کہ اللہ تعالیٰ بتانا چاہتے تھے کہ دیکھو کل جس ہستی کو ساری کائنات کو انصاف کی تعلیم دینی ہے، کوئی یہ بھی الزام نہ لگا سکے کہ چھوٹے ہوتے ہوئے یہ اپنے دودھ شریک بھائی کے حصے کا دودھ پی جایا کرتے تھے۔ اس لئے

اللہ نے پہلے سے تقسیم کر دی تا کہ میرے محبوب ﷺ پہ دھبہ لگنے کا امکان ہی نہ رہے، ایک طرف سے دودھ پیتے تھے۔

## بکریاں چرانے کے دوران پیش آنے والے چند واقعات

نبی ﷺ چار سال حلیمہ سعدیہ کے گھر رہے، ان چار سالوں میں ایک دو اور عجیب واقعات ہوئے، حلیمہ کی بیٹی تھی جس کا نام تھا شیمہ، جو ان العمر تھی، وہ بکریوں کو چرانے کے لئے جایا کرتی تھی، ایک دن دیر ہو گئی اور وہ بکریوں کو لے کر نہیں گئی، حلیمہ نے کہا: بیٹی! آج تو بکریاں چرانے نہیں لے گئی؟ شیمہ نے کہا: اماں! بکریاں زیادہ ہیں، میں اکیلی ہوں، ان کے پیچھے بھاگ بھاگ کے میں تھک جاتی ہوں، میرے ساتھ کوئی اور بھی ہو تب میں جاؤں گی، اس نے کہا: بیٹی! میں بھی بوڑھی ہوں، تیرا باپ بھی بوڑھا ہے، تو ہی تو گھر میں جو ان العمر ہے، یہ مشقت کا کام تو تم ہی کر سکتی ہو۔ ہم تو مدد نہیں کر سکتے، اس نے کہا: اماں! یہ جو میرا بھائی محمد (ﷺ) ہے، اس کو میرے ساتھ کر دیں، حلیمہ نے کہا: کیا بات کر رہی ہو! تم بکریوں کے پیچھے بھاگو گی یا بھائی کو سنبھالو گی؟ اس نے کہا: اماں! اگر بھائی کو بھیجیں گی تو میں بکریاں چرانے جاؤں گی، نہیں بھیجیں گی تو میں بکریاں چرانے نہیں جاتی، مجھ سے نہیں سنبھالی جاتیں، تو پوچھا: بھائی کو لے کے جاؤ گی تو کیسے سنبھالو گی؟ کہا کہ اماں! میں ایک دن بھائی کو ساتھ لے کر گئی تھی، میں نے دو تین چیزیں عجیب دیکھیں، ایک بات تو یہ کہ جتنی دیر میں باہر رہی بادل نے میرے اوپر سایہ کیا رہا، مجھے دھوپ نہیں اٹھانی پڑی، مجھے اللہ نے سایہ دے دیا، اور دوسری چیز میں نے یہ نوٹ کی کہ ایک راہب قریب سے گزر رہے تھے انہوں نے اس بچے کو دیکھا تو وہ آئے، انہوں نے بچے کو پیار کیا، کہنے لگے کہ اس کے چہرے پہ بڑا نور نظر آ رہا ہے، یہ بڑی ہستی بنے گا، مجھے یہ بات بھی اچھی لگی کہ لوگ میرے بھائی کی تعریفیں کر رہے تھے۔ اور اماں! تیسری بات یہ ہے کہ

جب میں گئی تو میں بھائی کو ایک جگہ پر گود میں لے کر بیٹھ گئی، میری بکریاں خود بخود چرنے لگیں، انہوں نے جلدی جلدی گھاس چر لیا اور پھر جس جگہ میں بیٹھی تھی وہ ساری بکریاں وہیں آ کر بیٹھ گئیں، اماں! میں بھی بھائی کا چہرہ دیکھتی رہی اور میری بکریاں بھی میرے بھائی کا چہرہ دیکھتی رہیں۔ اللہ اکبر کبیرا، اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو کیا حسن و جمال عطا فرمایا تھا!

وأحسن منك لم تر قط عینی  
وأجمل منك لم تلد النساء  
خلقت مبراً من كل عیب  
كأنك قد خلقت كما تشاء

## حضور ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ کی وفات

ایک دن ایسا ہوا کہ فرشتے آئے اور انہوں نے نبی ﷺ کا سینہ انور کھولا اور اس کو دھویا، اس واقعہ سے بی بی سعدیہ ذرا گھبرا گئیں کہ اس بچے کے ساتھ کچھ ہونہ جائے، بہتر ہے کہ میں اس کو اس کی ماں کے پاس پہنچا آؤں، چنانچہ چار سال کی عمر میں حلیمہ سعدیہ نے نبی ﷺ کو ان کی والدہ کے پاس واپس پہنچا دیا، بی بی آمنہ نے ان کو دو سال مکہ مکرمہ میں رکھا، جب ۶ سال کی عمر ہو گئی تو اس وقت بی بی آمنہ نے ارادہ کیا کہ میں اپنے میکے سے ملنے کے لئے مدینہ طیبہ جاتی ہوں، چنانچہ نبی ﷺ کو لے کر وہ اپنے میکے ملنے کے لئے آئیں اور ایک باندی بھی ساتھ تھی جو خدمت کرتی تھی، اب اللہ کی شان دیکھئے کہ جب وہ مدینہ طیبہ پہنچیں تو ان کے دل میں خیال آیا کہ میں اپنے خاوند کی قبر پر جاؤں، کچھ پڑھ کے بخش دوں گی، چنانچہ وہ اپنے خاوند حضرت عبداللہ کی قبر پر پہنچیں، نبی ﷺ نے فرمایا کہ ۶ سال کی عمر کا تھا، چھوٹا تھا، جب میں وہاں گیا تو میری والدہ کے ہونٹ ہل رہے تھے شاید وہ کچھ باتیں کر رہی تھیں، میری والدہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور والدہ کو روتا دیکھ کر میں بھی رونے لگ گیا، نبی ﷺ نے فرمایا کہ کیا گفتگو تھی وہ تو یاد نہیں، یقیناً یہی گفتگو ہوگی کہ عبداللہ! آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا

کہ میں لوٹ کر آؤں گا، میں تو آپ کا انتظار کرتی رہی، آپ مکہ مکرمہ بھی نہ آئے اور آپ نے دنیا سے آنکھیں ہی بند کر لیں، عبد اللہ! تم ایک نشانی مجھے دے کر گئے تھے۔ میں آن اپنے اس بیٹے کو لے کر آئی ہوں، کاش! آپ زندہ ہوتے، اس بچے کے چہرہ کو دیکھتے، یہ کتنا خوبصورت ہے، آپ کا بھی دل خوش ہوتا، بی بی آمنہ ایسے ہی خیالات میں مگن ہوں گی، مگر خاوند کا خیال آ کر آنکھوں میں آنسو آ گئے، اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنی والدہ کو روتا دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے، پھر بی بی آمنہ نے واپسی کا سفر کیا، اب ذرا اللہ کی شان دیکھئے کہ جب واپسی کا سفر کرنا تھا تو ابواء کے مقام پر پہنچیں تو وہاں بی بی آمنہ کی بھی وفات ہو گئی، نبی ﷺ کی حالت اور کیفیت دیکھئے کہ والد پہلے وفات پا چکے تھے۔ ۶ سال کی عمر ہے اور اب والدہ بھی وفات پا چکیں، وہ جو ساتھ میں باندی تھی، اس نے نبی ﷺ کو لیا اور مکہ مکرمہ آئی، ادھر عبدالمطلب کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے پوتے کی جدائی سے بہت زیادہ اداس تھے۔ روزانہ مکہ مکرمہ سے باہر راستے پر نکل کر گھنٹوں انتظار کرتے تھے کہ میری بہو کب آئے گی اور میرے پوتے کو کب لے کر آئے گی، مگر آمنہ تو آتی ہی نہیں تھی، ایک دن ایسا لگا کہ کوئی آرہی ہے اور آنے والی دیکھی بھالی لگ رہی تھی، اندازہ لگایا تو وہ اس کی باندی تھی تو عبدالمطلب حیران ہوئے، عبدالمطلب نے باندی سے پوچھا کہ آمنہ کہاں ہے؟ اس وقت باندی نے کہا کہ یہ وہ بچہ ہے کہ اس کے والد کا سایہ پہلے ہی سر سے اٹھ گیا، اب راستے میں اس کی والدہ بھی فوت ہو گئی، میں اس اکیلے بچے کو لے کر آپ کے پاس آئی ہوں، چنانچہ نبی ﷺ اپنے دادا کی کفالت میں رہنے لگے، ایک وقت آیا کہ اللہ رب العزت نے دادا کو بھی بلا لیا، پھر آپ اپنے چچا کے پاس آ گئے۔

حضور ﷺ کو ہر ظاہری سہارے سے محروم کرنے کا مقصد

یہ اصل میں سہارے تھے۔ لوگوں کا سہارا باپ ہوتا ہے، ماں ہوتی ہے، دادا

ہوتا ہے۔ چچا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی مبارک زندگی میں یہ سارے سہارے توڑنے شروع کر دیئے، بتانا یہ مقصود تھا کہ جس کو دنیا کے اندر وحدانیت کا پیغام دینا ہے، دنیا کہے گی کہ خود تو سہاروں سے پرورش پاتے رہے اور دنیا کے اندر نفع اٹھاتے رہے، اب ہمیں غیر کا سہارا لینے سے منع کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ دیکھو میرے محبوب کو کوئی دھبہ لگا سکے، میں ایک ایک کر کے سب سہاروں کو توڑ دیتا ہوں اور پھر بتا دیتا ہوں کہ لوگو! تمہاری نظر میں یہ جو یتیم تھا، اللہ نے اس کی پرورش کی اور اللہ نے اس کو در یتیم بنا کر دکھا دیا۔

## رضاعی بہن کے ساتھ حضور ﷺ کا سلوک

پھر نبی ﷺ کو اللہ رب العزت نے دنیا میں یہ شان عطا فرمائی کہ ایک وقت آیا آپ کو اللہ نے وحی کی سعادت سے سرفراز فرمایا، آپ نے پھر کلمہ کی تعلیم دینی شروع کی، وہ مکہ والے جو بہت محبت کرنے والے سمجھے جاتے تھے وہی مخالف بن گئے، پھر ایک وقت آیا کہ نبی ﷺ نے ہجرت فرمائی، پھر ایک وقت آیا کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مکہ کا فاتح بنا کر واپس بھیج دیا، پھر حنین کا میدان آیا، وہاں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بہت زیادہ مال غنیمت عطا کیا، چالیس ہزار بکریاں تھیں، ۶ ہزار قیدی تھے۔ اللہ کی شان دیکھئے! ان قیدیوں میں نبی ﷺ بہن شیمہ بھی آئی، چنانچہ نبی ﷺ تشریف فرما ہیں۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہما آ کر کہتے ہیں کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! ایک عورت ہے وہ کہتی ہے کہ میں آپ کے نبی کی بہن ہوں، ان سے ماننا چاہتی ہوں، نبی ﷺ سن کر حیران ہوئے کہ میں تو عبد اللہ کا اکیلا بیٹا ہوں، میری بہن تو کوئی نہیں۔ کون ہے جو کہتی ہے کہ میں بہن ہوں، پھر آپ نے فرمایا: اچھا اسے آنے دو، شیمہ اس وقت بہت عمر رسیدہ ہو چکی تھیں، وہ آئیں اور کہنے لگیں کہ میں آپ کی دودھ شریک بہن ہوں، آپ کی پرورش حلیمہ سعدیہ نے کی اور میں آپ کو گود میں لے کے اس وقت لوری دیا کرتی تھی:

﴿ربنا أبق لنا محمدا﴾... ”اللہ! ہمارے محمد (ﷺ) کو سلامت رکھنا“

میں آپ کی عزتوں کی دعائیں مانگتی تھی، مجھے نہیں پتہ تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ اللہ آپ کو اتنی عزتیں دیں گے کہ میں بھی قیدی بن کر آپ کے ہاتھوں میں یہاں پہنچ جاؤں گی، پھر حلیمہ نے دکھایا کہ دیکھئے! فلاں جگہ پر جب آپ کے نئے نئے دانت آئے تھے۔ آپ نے کاٹا بھی تھا اور مجھ کو نشان پڑ گیا تھا، نبی ﷺ کو یاد آ گیا، آپ نے فرمایا: ہاں تم میری بہن ہو۔ واقعی بچپن میں ایسا ہوا تھا، پھر نبی ﷺ نے چادر بچھا کر اس کو اوپر ڈٹھایا، پوچھا: میرے پاس رہنا چاہتی ہو تو آپ کی کفالت کروں گا، جانا چاہتی ہوں تو نان نفقہ دے کر بھیجوں گا، پھر نبی ﷺ نے اسے بہت سارا نان نفقہ بھی دیا، وہ کہنے لگی کہ میرے قبیلہ کے لوگ کہیں گے کہ خود آزاد ہو کے آگئی اور باقیوں کا خیال نہ رکھا، نبی ﷺ نے قبیلے کے باقی لوگوں کو بھی آزاد فرمادیا اور دنیا کو بتا دیا کہ دیکھو بہن کو اس طرح عزتوں سے روانہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کو یتیموں سے بہت زیادہ محبت تھی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿الَّذِي يَجِدُكَ يَتِيمًا فَآوَى﴾ ”اے میرے حبیب ﷺ! کیا ہم نے

آپ کو یتیم نہیں پایا اور ہم نے آپ کو ٹھکانا نہیں دیا؟“  
تو اللہ تعالیٰ نے واقعی آپ کو یتیم پایا، اور در یتیم بنا دیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو کائنات کا سردار بنا دیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ شان عطا فرمائی کہ خدا اپنی خدائی میں اگر یکتا ہے تو آپ کے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ اپنی مصطفائی میں یکتا ہیں۔ کوئی اور رحمتہ للعالمین نہیں ہو سکتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو یہ شان عطا فرمائی۔

نبی ﷺ کے اجداد بہترین

اللہ رب العزت کی رحمت دیکھئے! کہ اس کے حبیب ﷺ نے تشریف لانا تھا تو اللہ رب العزت نے جس جس کو منتخب کیا وہ واقعی اپنی جگہ پر بہترین تھے۔ ابراہیم علیہ السلام کو

چنا، یہ بزرگی والے، ابراہیم کے لفظ کا معنی ہے بزرگی والا، یعنی بزرگی والی شخصیت کو چنا، اور وہ ایسی بڑی شخصیت تھی کہ سب بڑے مذاہب کے ساتھ تصدیق ہوا کہ وہ بزرگی والے ہیں۔ چنانچہ مسلمان، عیسائی، یہودی، تینوں مذاہب والے ابراہیم علیہ السلام کا عزت و احترام کرتے ہیں۔

## نبی ﷺ کی زبان بہترین

جب نبی ﷺ تشریف لائے تو اللہ رب العزت نے آپ کے لئے عربی زبان کو پسند کیا، عبرانی زبان بھی تو ہو سکتی تھی، سریانی زبان بھی تو ہو سکتی تھی، کوئی اور علاقائی زبان بھی ہو سکتی تھی، مگر سب زبانیں اس قابل نہیں کہ احساسات اور جذبات کو صحیح طرح ایکسپریس کر سکیں، زبانوں میں عربی زبان ایسی ہے جو اپنی فصاحت اور بلاغت میں اپنی مثال آپ ہے، چنانچہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿انا افصح العرب﴾... (بحر العلوم: ۳/۱۴۲)

”میں فصیح عربی زبان بولنے والا بنا کر دنیا میں بھیجا گیا ہوں“

سمجھ میں صاف آجائے فصاحت اس کو کہتے ہیں

اثر ہونے والے پر بلاغت اس کو کہتے ہیں

اس لئے عربوں کو اپنی زبان پر اتنا ناز تھا کہ وہ باقی لوگوں کو عجیبی یعنی گونگے کہا کرتے تھے کہ یہ تو اپنی Feelings (احساسات) کو Express (بیان) کر ہی نہیں سکتے، اور واقعی اگر آپ اس کی مثالیں دیکھیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ عربی میں تھوڑے لفظوں میں زیادہ مفہوم واضح ہو جاتا ہے، مثال کے طور پر آپ نے کسی کو کہنا ہے کہ نماز پڑھو، تو انگلش میں آپ یوں کہیں گے Offer the Prayer تم اپنی نماز پڑھو! اگر یہی الفاظ اردو میں کہنے ہیں تو کہا جائے گا ”نماز پڑھو“ تو انگریزی میں تین لفظ استعمال ہوئے، اردو زبان میں دو لفظ استعمال ہوئے اور اگر عربی میں کہنا ہے تو اتنا ہی کہنا پڑے گا کہ ”صل“ ایک لفظ تین الفاظ کا مفہوم اور معنی بیان کر دیتا

ہے، اس لئے عربی زبان کے اندر بہت گہرائی ہے، تو قرآن مجید کی یہی شان ہے کہ یہ مختصر کلام ہے مگر اس کی تفصیلات اتنی ہیں کہ گویا سمندر کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے، اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے جس زبان کو چنا وہ زبانوں میں سب سے بہترین زبان تھی۔

## شہرِ ولادت بہترین

پھر اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو جس جگہ پیدا فرمایا وہ مکہ مکرمہ کا شہر ہے، مشرق میں بھی پیدا ہو سکتے تھے۔ مغرب میں بھی ہو سکتے تھے۔ شمال جنوب میں بھی ہو سکتے تھے۔ مگر ہر جگہ کی اپنی اہمیت ہوتی ہے، کبھی آپ دنیا کے جغرافیے کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو آپ کو جزیرہ عرب یوں نظر آئے گا کہ یہ تین طرف سے تو پانی سے گھرا ہوا ہے اور اوپر ایک طرف سے زمین کے ساتھ جڑا ہوا ہے، جس طرح انسان کے جسم میں دل ہوتا ہے، لٹک رہا ہوتا ہے، صرف ایک طرف سے بدن کے ساتھ جڑا ہوتا ہے، یہ دل جب دھڑکتا ہے تو اس وقت تک انسان کی زندگی رہتی ہے، جب یہ دھڑکنا بند ہو جاتا ہے تو انسان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے، دنیا کے نقشے کو دیکھئے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جزیرہ عرب پوری دنیا میں Geographic Heart جغرافیائی دل ہے، اس لئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے سب سے آخری نشانی یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے گھر کو گرایا جائے گا، تو پھر اس کے بعد اللہ رب العزت اس پوری دنیا کو ختم فرما دیں گے، تو یہ جغرافیائی دل ہے، جب تک یہ دھڑکتا رہے گا اس وقت تک دنیا کی بقا رہے گی۔

## مکہ مکرمہ امن کا شہر

امن کا شہر مکہ مکرمہ، اس کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تھی۔



﴿رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا﴾... (البقرہ: ۱۲۶)

”اے اللہ! اس شہر کو امن والا بنا دیجئے“

تو اللہ رب العزت نے اس وقت سے اس کو امن والا شہر بنایا، تو پھر نبی کریم ﷺ نے اس امن والے شہر میں حجۃ الوداع کے موقع پر امن کا ایسا اعلان کیا کہ آج تک یہ خطہ امن کے ساتھ ہی موجود ہے، چنانچہ اگر بیرونی طور پر کچھ لوگ یہاں آ کر فساد مچا سکتے تھے تو اللہ رب العزت نے اس کے پہاڑوں کو ایسا بنایا کہ ”وادغیر ذی ذرع“ کہ سبزے کا نام و نشان ہی نہیں۔ خشک پہاڑ۔ چنانچہ جس زمانے میں قیصر و کسریٰ کی حکومتیں تھیں اور دنیا پر ان کا راج تھا، وہ جزیرہ عرب کی طرف دھیان ہی نہیں دیتے تھے کہ یہاں تو پانی نہیں۔ کاشت نہیں۔ سبزہ نہیں۔ ہم نے یہاں کیا کرنا ہے؟ گویا اللہ تعالیٰ نے اس طرح سے اس علاقے کو ان ملکوں کی دست برد سے محفوظ رکھا اور یہ امن کا علاقہ ہے اور اگر کسی نے اس کے امن کو خراب کرنے کی کوشش کی جیسے ابراہ نے کوشش کی تھی تو اللہ نے اس کے ہاتھی والے لشکر کو پرندوں کے ذریعے سے ختم کر دیا، امن ختم کرنے کی کوئی بھی کوشش کسی کی کامیاب نہ ہو سکی، چنانچہ یہ امن والا شہر ہے۔

آج بھی دیکھئے! اس امن والے شہر کی کیا شان ہے؟ لاکھوں لوگ حج کے موقع پر آتے ہیں، بسا اوقات ستر لاکھ لوگ اس شہر میں جمع ہوتے ہیں اور شہر کی اپنی آبادی اس کے علاوہ اور اتنے بڑے شہر کا اس وقت بھی پر امن رہنا یہ اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت ہے۔

## مکہ مکرمہ وسطِ عالم

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ایسی جگہ بھیجا جو دنیا کا علاقائی دل ہے، اگر زمین کے نقشے کا پھیلا کر دیکھیں تو یہ جگہ وسط بنتی ہے، چنانچہ بیت المقدس، بلا د شام یہ وسط دنیا نہیں ہے لیکن مکہ مکرمہ بالکل وسط دنیا بنتا ہے، صرف اس لئے کہ یہ اول عالم

تھا، مرکزِ عالم تھا، وسطِ عالم تھا۔

جیسے پانی کہیں کھڑا ہو اور تالاب کے اندر درمیان میں کنکری پھینکیں تو جو لہریں پیدا ہوتی ہیں تو مرکز سے چل کر پورے کناروں تک پھیل جاتی ہیں۔ اللہ رب العزت نے بھی اپنے حبیب ﷺ کو دنیا کے مرکز میں بھیجا کہ میرے حبیب ﷺ کا نور یہاں سے جو پھیلے گا تو دنیا کے چاروں کونوں تک پھیل جائے گا اور اس کا مطلب یہ کہ جگہ کا بھی بہترین انتخاب کیا،

## مکہ مکرمہ کا موسم بہترین

پھر مکہ مکرمہ کا موسم بھی بہترین ہے، بعض ایسے ممالک ہیں جہاں بہت بارشیں ہوتی رہتی ہیں اور ٹھنڈے ممالک ہیں۔ اب اگر مکہ مکرمہ کا موسم ویسا ہوتا تو حج کے موقع پر اتنی بیماریاں پھیلتیں کہ الامان، اللہ رب العزت نے موسم ایسا بنایا کہ گرمی ہے لیکن لاکھوں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور ان کا جتنا بیکیٹیر یا ہوتا ہے، گرمی کی وجہ سے Kill ہو جاتا ہے، ایک دوسرے کی بیماریاں دوسروں کو ٹرانسفر ہی نہیں ہوتیں، سبحان اللہ، موسم بھی ایسا کہ بہترین، مناسب اور جگہ بھی اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے بہترین چنی،

## مکہ مکرمہ کے اوقات بہترین

دنیا میں کئی علاقے ہیں جہاں پر چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات ہوتی ہے اور یہاں دیکھو Almost (تقریباً) آدھا دن اور آدھی رات، تھوڑا آگے پیچھے موسم کے اعتبار سے ہوتا ہے تو ہر لحاظ سے یہ دنیا کا بہترین موسم اور بہترین جگہ، ایک مرکز جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے پسند فرمایا،

## نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قبیلہ بہترین

اللہ کے حبیب ﷺ عربوں کے کسی بھی قبیلے میں پیدا ہو سکتے تھے۔ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں چوالیس قبیلے تھے، بنو ثقیف، بنو نضیر، بنو خزرج، بکر بن وائل کا قبیلہ اور کئی دوسرے، مگر اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی قبیلے میں اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کو پیدا نہیں فرمایا بلکہ قریش میں پیدا کیا، قریش کا لفظ قریش سے بنا ہے، وہ جگہ جو حرکت نہ کرے، گویا اس قبیلے کو قریش جو کہتے تھے تو ان کی مستقل مزاجی کی وجہ سے کہتے تھے۔ مستحکم قبیلہ، سب سے بہترین قبیلے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو پیدا فرمایا، پھر قبیلے کی آگے شاخ دیکھئے! بنو ہاشم ہے، بنو ہاشم مہمان نواز قبیلہ کہلاتا تھا۔

## دادا کا انتخاب بہترین

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے دادا کا انتخاب فرمایا، عبدالمطلب، یہ بیت اللہ کے والی تھے۔ بیت اللہ کے خدمت گار تھے۔ متولی تھے۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے ان کو حبیب ﷺ کا دادا بنانا تھا، ان کو بیت اللہ کی چابیاں ہی حوالے کر دیں، ایسی عزت والا خاندان۔

## والد ماجد کا بہترین انتخاب

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے کس والد کو چنا؟ عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے۔ بارہ میں سے کوئی بھی والد بن سکتے تھے۔ غور کیجئے! ان میں ایک نام عبدالعزیٰ جسے ابو لہب کہتے ہیں۔ ایک کا نام تھا عبدالشمس، ایک کا نام تھا عبدالحارث، اگر ان میں سے کوئی بنتے تو لوگ کہتے کہ جی ان کے باپ کا نام ہی بتوں کے نام پر تھا، ایک چچا نوفل تھے۔ اس کا معنی سخت جگہ، ایک حمزہ تھے۔ لمبی جگہ، ایک چچا عباس تھے یعنی پتھر ملی جگہ۔ اگر نام دیکھے جائیں تو یا بتوں کے نام پر ہیں یا بے معنی ہیں۔ ان سب بارہ بیٹوں میں سے ایک کا نام تھا عبد اللہ، اللہ کا بندہ،

اللہ تیری شان پر قربان جائیں کہ آپ نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے کس والد کا انتخاب کیا اور ان کا نام کتنا خوبصورت! اللہ کا بندہ، کیونکہ اس آنے والے نبی امی نے اللہ کی بندگی جو سکھانی تھی، آج نبی ﷺ کو کوئی یہ طعنہ نہیں دے سکتا کہ آپ کے والد کا نام تو بتوں کے نام پر ہے۔

چنانچہ عبدالمطلب کے بارہ بیٹوں میں سے عبد اللہ سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ ایسا نور چمکتا تھا ان کے چہرے پر کہ لوگ حیران ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک عورت فاطمہ نے خود اپنے آپ کو نکاح کے لئے پیش کر دیا تھا،

## ابن ذبیحین

اور عبد اللہ ذبیح اللہ بھی تھے۔ عبدالمطلب زم زم کو تلاش کرنا چاہتے تھے مگر وہ ملتا نہیں تھا، تو انہوں نے منت مان لی کہ اگر زم زم مل گیا تو میں اس کے بدلے اپنے ایک بیٹے کو ذبح کروں گا، اللہ کی شان کہ زم زم مل گیا، چشمہ جاری ہو گیا، جس کے اوپر پتھر رکھا تھا وہ ہٹا دیا گیا، اب عبدالمطلب نے اپنی منت کو پورا کرنے کے لئے قرہ ڈالا تو قرہ عبد اللہ کے نام نکلا، وہ چاہتے تھے کہ عبد اللہ کو ذبح کریں، لیکن لوگوں نے مشورہ دیا کہ یہ اتنا خوبصورت اور اچھا بیٹا ہے اس کے بدلے آپ اونٹوں کو ذبح کر دیں۔

چنانچہ عبدالمطلب نے عبد اللہ اور اونٹوں کے درمیان پھر قرہ ڈالا، پہلے دس اونٹوں کی نیت کی کہ دس کو قربان کروں یا عبد اللہ کو، قرہ عبد اللہ کے نام نکلا، پھر بیس اونٹوں کی نیت کی پھر تیس کی کی جتنی نیتیں کرتے رہے نام عبد اللہ کا نکلتا رہا، حتیٰ کہ جب سو اونٹوں کی نیت کی تو قرہ اونٹوں کے نام نکلا، چنانچہ عبدالمطلب نے سو اونٹوں کو قربان کیا، اس لئے حضرت عبد اللہ کو ذبیح اللہ بھی کہا جاتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے،

اس نے نبی ﷺ کو یوں کہا کہ یا ابن ذبیحین (اے دوزخ ہونے والوں کے بیٹے!) نبی ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ہاں میرے اوپر کے بزرگوں میں اسمعیل علیہ السلام بھی ذبیح اللہ تھے اور میرے والد عبداللہ بھی ذبیح اللہ تھے۔ چنانچہ میرے دو والد ذبیح اللہ بنے۔

دیکھئے! لسانِ نبوت کا انتخاب بھی بہترین، جس جگہ پر پیدا ہوئے وہ جگہ بھی بہترین اور جس جگہ میں اتنا اللہ رب العزت نے خزانہ رکھا کہ آج پوری دنیا اس ملک کے خزانوں کے اوپر حیران ہے، پھر قبیلے کا انتخاب بھی بہترین، شاخ کا انتخاب بھی بہترین، دادا کا انتخاب بھی بہترین، اور پھر والد کا انتخاب بھی بہترین،

## والدہ ماجدہ کا انتخاب بہترین

آئیے والدہ کی طرف ذرا دیکھئے! کہ والدہ مدینہ منورہ کی رہنے والی تھی اور وہاں پر کئی قبیلے عربوں کے تھے جیسے ”بنو ثقیف“ (چاقوؤں والا) ”بنو نضیف“ (کانٹوں والا) اس قسم کے کئی قبیلے تھے۔ لیکن ایک قبیلہ ایسا تھا کہ جس کا نام تھا ”بنو زہری“ (تازگی والا) نبی ﷺ کی والدہ ماجدہ بنو زہری قبیلہ سے تھیں یعنی قبیلے کا نام بھی ایسا کہ بہترین نام، بہترین قبیلے کو چنا،

پھر والدہ کا نام بھی بہترین، اس زمانہ میں عورتوں کے بہت سارے نام تھے۔ کئی تو بہت ہی عجیب ہوتے تھے۔ جیسے خنثی (بد شکل)، حربی (لڑنے والی) اور اسی طرح کے نام ہوتے تھے۔ مگر اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے جس کو والدہ کے طور پر چنا، اس کا نام تھا (آمنہ) یعنی امانت والی، کیونکہ اللہ رب العزت نے اپنی امانت ان کے سپرد کرنا تھی، اس لئے اللہ رب العزت نے اس کا نام بھی آمنہ چنا کہ یہ امانت والی ہے میری امانت کی صحیح حفاظت کرے گی۔

بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ جب میں امید سے تھی تو اتنی برکتیں، وتی تھیں، میں چلتی

تھی تو درخت جھک جاتے تھے۔ میں زم زم بھرنے جاتی تھی تو زم زم کا پانی اوپر کنارے کے قریب ہو جاتا تھا، مکہ مکرمہ کی دوسری لڑکیاں مجھے پکڑ لیتی تھیں، آمنہ مت جاؤ! آپ کے جانے کے بعد پانی نیچے چلا جائے گا، وہ جتنی دیر کھڑی رہتی تھیں، پانی بھرنا آسان ہوتا تھا، تو برکتوں والی ہستی نے تشریف لانا تھا، اللہ نے اس امانت والی خاتون کے سپرد کیا۔

## نبی ﷺ کے نام کا انتخاب بہترین

نبی ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے تو اب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے ناموں میں سے بہترین نام کو پسند کیا، نام مبارک حضرت محمد ﷺ، اس کا لفظی معنی ہے کہ وہ ہستی جس کی جتنی تعریف کی جائے کائنات میں کسی اور کی اتنی تعریف نہ کی گئی ہو۔ اور واقعی یہ بات حقیقت بھی ہے کہ جتنی نبی ﷺ کی تعریفیں ہوئی ہیں کسی کی تعریفیں اتنی نہیں ہوئیں، مخلوق نے بھی تعریف کی، خالق نے بھی تعریف کی، اپنوں نے بھی تعریف کی، غیروں نے بھی تعریف کی، سب سے زیادہ جس کی تعریف ہوئی وہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ ہیں۔ آج پوری دنیا میں جہاں اذان ہوتی ہے نبی ﷺ کا نام اس میں لیا جاتا ہے، تعریف ہو رہی ہوتی ہے۔

دوسرا نام آپ کا احمد ہے، احمد کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا، واقعی کسی ہستی نے اللہ کی اتنی تعریف نہیں کی جو تعریف اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے کی ہے، اور نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھے مقام محمود عطا فرمائیں گے، میں وہاں جا کر سجدے میں جاؤں گا اور میں اللہ کی ایسی تعریف کروں گا کہ ایسی تعریف نہ پہلے کسی نے کی ہوگی نہ بعد میں کوئی تعریف کرے گا، یہ شرف بھی اللہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا، چنانچہ آپ کی بھی سب سے زیادہ تعریفیں کی گئیں اور آپ نے اپنے اللہ کی بھی سب سے زیادہ تعریف

فرمائی۔ اتنا خوبصورت نام کہ نہ پہلے کبھی رکھا گیا کہ کسی کے ذہن میں آجاتا،  
 ☆..... سب سے پہلے یہ نام اس دنیا میں اللہ نے اپنے پیارے حبیب کا رکھوایا،  
 تو یہ نام چن لیا تھا، تو دیکھو! نام کا انتخاب بھی بہترین، ورنہ اور بھی انبیاء تھے، ان کے  
 بھی نام تھے۔ جیسے

☆..... آدم علیہ السلام کا نام گندم گوں یعنی گندمی رنگ والا

☆..... نوح علیہ السلام، نوح کا لفظی معنی نوحہ کرنے والا، رونے والا

☆..... زکریا علیہ السلام، زکریا کا معنی سبق یاد کرنے والا

☆..... ادریس علیہ السلام، ادریس کا معنی درس دینے والا

☆..... یوسف علیہ السلام، یوسف کا معنی افسوس کرنے والا

☆..... یعقوب علیہ السلام، یعقوب کا معنی بعد میں آنے والا

☆..... موسیٰ علیہ السلام، موسیٰ کا معنی پانی سے نکالا ہوا

☆..... عیسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ کا معنی سیاحت والا

تو اور انبیاء علیہم السلام کے ناموں کو بھی دیکھیں تو ان کے ناموں کے معنی میں وہ شان

نہیں جو اللہ کے حبیب ﷺ کے اپنے الفاظ میں اپنے نام کے معنی میں ہے، نہ محمد

کے معنی میں نقطہ ن احمد کے معنی میں نقطہ، مقصد کیا تھا کہ دیکھو! میں ایسی ذات کے

لئے یہ نام چن رہا ہوں کہ تم ان کے کردار پر کوئی دھبہ نہیں لگا سکتے۔ میں نے ان کے

نام پر بھی کسی نقطہ کو پسند نہیں کیا،

☆..... تو محمد کا نام لیں تو بھی ہونٹ دو دفعہ ہلتے ہیں، محبت کا نام لیں تو بھی دو

دفعہ ہونٹ ملتے ہیں۔ چنانچہ یہ وہ ہستی تھی جو دنیا میں محبتیں تقسیم کرنے کے لئے تشریف

لائی۔ میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے،

☆..... پھر اور ذرا غور کیجئے! کہ نبی ﷺ کا نام لو تو لب ہلتے ہیں اور نبی

ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرو تو دل آپس میں ملتے ہیں۔

☆..... پھر ایک اور نقطہ کہ نبی ﷺ کا نام ہے احمد، ذرا نماز کی حالت پر غور کریں نمازی جب قیام کی حالت میں کھڑا ہوتا ہے تو ”الف“ کے حرف کی مانند ہوتا ہے، جب وہ رکوع میں چلا جاتا ہے تو ”ح“ کی مانند بن جاتا ہے، جب سجدے میں چلا جاتا ہے تو ”م“ کی مانند بن جاتا ہے، اور جب التحیات کی حالت میں بیٹھتا ہے تو ”ذ“ کی مانند، گویا یہ نمازی نماز کو ادا کر رہا ہے لیکن اس کے مختلف ارکان کی جو شکلیں بن رہی ہیں وہ احمد کا نام بن رہا ہوتا ہے، میں اپنے اللہ کی زبان سے بھی تعریفیں کر رہا ہوں اور پورا جسم بھی ایک ایسا نام پکار رہا ہے جس کا معنی اللہ کی سب سے زیادہ تعریفیں کرنے والا ہے،

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے بہترین نام کو چنا، آج لوگ اپنے بچوں کے لئے بہترین نام چنتے ہیں۔ بیوی سے محبت ہوتی ہے تو اس کو بہترین نام دیتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے کیسا نام چنا کہ اس کے معانی کو سن کر انسان حیران ہو جاتا ہے۔

## پرورش کے لئے بہترین عورت کا انتخاب

نبی ﷺ جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کی پرورش کے لئے اللہ رب العزت نے ایک اور عورت کو چنا جو قبیلہ بنو سعد کی تھی، قبیلے تو بہت سارے تھے لیکن اس قبیلے کا نام دیکھو! بنو سعد، اس کا معنی ہے نیک بخت، اور واقعی وہ نیک بخت قبیلہ ہی تھا کہ جس کی عورت کو نبی ﷺ کی پرورش کرنے کی سعادت نصیب فرمائی، بنو سعد کی عورت کون تھی؟ کوئی اور نام بھی ہو سکتا تھا، کوئی بھی عورت ہو سکتی تھی، نہیں! ایک ایسی عورت کو چنا جس کا نام بھی تھا حلیمہ، حلیمہ کا معنی ہوتا ہے حلم والی، اس لئے کہ چھوٹے بچے کی تربیت کرنے میں حلم کی بڑی ضرورت ہوتی ہے، اگر انسان کے اندر حلم نہ ہو تو پھر انسان بچے کو جلدی ڈانٹ دیتا ہے، جلدی ہاتھ اٹھالیتا ہے، جو بھی سامنے ہو اس کو تھپڑ لگا دیتا ہے تو یہ چیزیں Short Tempered (گرم مزاج) لوگوں کے لئے



ہوتی ہیں۔ جو حلم والے ہوتے ہیں ان کی قوت برداشت بہت ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ کے حبیب ﷺ کی پرورش ہونی تھی تو اللہ رب العزت نے عورتوں میں ایک ایسی عورت کو چنا جو سب سے زیادہ حلم والی تھی، تمہاری گود میں میرے محبوب کھیلیں گے تمہارے اندر حلم کا ہونا ضروری ہے، چنانچہ قسمت ہے حلیمہ کی کہ اس نے نبی ﷺ کی پرورش کی، اور ابتدائی زندگی کے جو چند سال تھے۔ گود میں کھلایا۔

حلیمہ تیرے مقدر راں پر حیران ہوتے ہیں۔ چھوٹے بچے کو آپ گود میں اٹھاتی بھی ہوں گی، اس کے چہرے کو تکتی بھی ہوں گی اور کبھی خوش ہو کر اس کے ماتھے کو بوسہ بھی دیتی ہوں گی، حلیمہ کبھی تو اس بچے کو اپنے سینے سے بھی لگاتی ہوں گی، تیرے مقدر روں پر قربان جائیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو تمہاری گود کے اندر اس طرح پالا کہ تم بھی حلم والی اور جس نے پرورش پانی تھی وہ بھی حلم والا، وہ بھی رحمتوں والا، وہ بھی برکتوں والا، چنانچہ نبی ﷺ کی پرورش کے لئے سب سے بہترین عورت کا انتخاب کیا۔

## ازواجِ مطہرات کا بہترین انتخاب

نبی ﷺ جب اس دنیا میں جوانی کی عمر کو پہنچے تو آپ ﷺ نے اس وقت نکاح فرمایا اور مختلف وجوہات کی وجہ سے آپ ﷺ نے مختلف قبیلوں میں نکاح کئے۔ چنانچہ جو بیویاں تھی ان بیویوں کے ذرا نام دیکھئے اور ان کے معانی دیکھئے اس سے پتہ چل جائے گا کہ یہ کیسی چنی ہوئی بیویاں تھیں، آج کوئی ماں بیٹے کے لئے رشتہ پسند کرتی ہے تو بہترین لڑکی کو چننے کی کوشش کرتی ہے، یہ تو کائنات کے سردار تھے۔ یہ تو اللہ رب العزت کے حبیب تھے۔ یہ تو سید الاولین والآخرین تھے۔ اس کے لئے اللہ رب العزت نے بیویوں کو چنا تو کیسی بیویاں؟

☆..... خدیجہ: اس کے معنی ہوتے ہیں حاجیوں کی خدمت کرنے والی

☆..... سودا: آرام دینے والی

☆..... عائشہ: عیش دینے والی

☆..... حفصہ: رات کو تہجد میں قیام کرنے والی

☆..... میمونہ: بختوں والی

☆..... صفیہ: منتخب کی گئی

☆..... زینب: استغفار کرنے والی

☆..... ام سلمیٰ: سلامتی والی

☆..... ام حبیبہ: پیار والی

نبی ﷺ کی بیویوں کے نام میں ہی غور کر لیجئے کن صفات والی عورتوں کو اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے بیویوں کے طور پر پسند فرمایا، اور قرآن میں گواہی دے دی۔

”یا نساء النبی لستن کاحد من النساء۔“ (الاحزاب: ۳۲)

”اے نبی ﷺ کی بیویو! تم جیسی کائنات میں کوئی دوسری عورت نہیں ہے“

اللہ اکبر کبیرا! واقعی قرآن کا اصول سچا، فرمایا:

﴿الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ﴾ (النور: ۲۶)

”پاک مردوں کے لئے پاکیزہ عورتیں ہوتی ہیں“

اللہ کے حبیب ﷺ طاہر مطہر تھے۔ پاک تھے۔ تو اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے بیویوں کو بھی ایسا پسند کیا جو پاک تھیں،

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام پر بہتان لگا، اللہ نے ایک بچے کے ذریعے سے گواہی دلوائی، بی بی مریم علیہا السلام پر بہتان لگا، اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے سے ان کی پاکدامنی کی گواہی دلوائی، لیکن جب سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے بہتان لگایا تو اللہ رب العزت نے حبیب خدا کے ذریعے قرآن مجید میں خود گواہی عطا فرمائی اور اسے قرآن کا حصہ بنا دیا، کیا پاکدامنی کی شان ہے کہ اللہ رب العزت کا یہ کلام دنیا

میں بھی پڑھا جائے گا، جنت میں بھی پڑھا جائے گا، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی گواہیاں دی جائیں گی،

## بیٹوں کا بہترین انتخاب

چنانچہ نبی ﷺ کے لئے اللہ رب العزت نے بیٹوں کا انتخاب فرمایا: اس میں تو الگ حکمت تھی کہ چھوٹی عمر میں ان بیٹوں کو اپنے پاس بلا لیا، مگر ان بیٹوں کے ناموں پر ذرا غور کر لیجئے!

☆..... ایک کا نام تھا قاسم، قاسم کا مطلب ہوتا ہے تقسیم کرنے والا، نبی ﷺ نے فرمایا:

”انما انا قاسم واللہ يعطى“۔ (البخاری: ۲۵)

”میں تقسیم کرنے والا ہوں، اللہ کی نعمتوں کو اور اللہ مجھے عطا کرنے والا ہے“

☆..... ایک بیٹے کا نام تھا طیب، طاہر، یعنی پاک، نبی ﷺ خود بھی پاک تھے اور

آپ کے پیارے بیٹے کا نام بھی ایسا تھا،

☆..... ایک بیٹے کا نام تھا ابراہیم، یعنی بزرگی والا، نبی ﷺ بھی بزرگی

والے اور آپ کے پیارے بیٹے کا نام بھی بزرگی والا،

تو بہترین معانی والے الفاظ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے بیٹوں کے

نام کے لئے پسند فرمایا،

## بیٹیوں کا بہترین انتخاب

نبی ﷺ کی بیٹیوں کا انتخاب چنانچہ آپ ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں،

☆..... ایک بیٹی کا نام تھا زینب، یعنی استغفار کرنے والی

☆..... ایک بیٹی کا نام تھا رقیہ، خاوند کی خدمت کرنے والی

☆..... ایک بیٹی کا نام تھا ام کلثوم، بچوں کی اچھی تربیت کرنے والی

☆..... ایک بیٹی کا نام تھا فاطمہ، دوزخ سے آزاد،

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنتی خواتین کا سردار بنایا اور ایسی بیٹیاں عطا فرمائیں کہ جن کی زندگیوں کو دیکھ کر انسان کا دل گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ کو اللہ نے بہترین بیٹیوں سے نوازا،

تو ذرا غور کیجئے! کہ دایہ کے قبیلے کا انتخاب بہترین، خود دایہ کا انتخاب بہترین، بیویوں کا انتخاب بھی بہترین، بیٹوں کا انتخاب بھی بہترین، بیٹیوں کا بھی انتخاب بہترین،

## یاروں کا بہترین انتخاب

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے یاروں کو منتخب فرمایا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، ایک ایک کی سیرت پڑھتے جائیے اور عیش عیش کرتے جائیے کہ واقعی اللہ نے اپنے حبیب کے یاروں کو ایسا چنا کہ کائنات کے بہترین لوگوں کو اپنے محبوب کا شاگرد بنا دیا، استاد کی شان شاگردوں سے معلوم ہوتی ہے، اس طرح شاگرد اپنے استاد کے مقام کے ثبوت ہوا کرتے ہیں اسی طرح یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے علم کے ثبوت تھے۔ اس کے یہ گواہ تھے۔ استاد کی عظمت شاگردوں سے پہچانی جاتی ہے، نبی ﷺ کی عظمت صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کی زندگیوں سے پہچانی جاتی ہے،

اللہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے لئے بہترین یاروں کو پسند فرمایا،

## بہترین کتاب کا انتخاب

اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو کتاب عطا فرمائی،

☆..... تورات بھی کتاب ہے،

☆..... انجیل بھی کتاب ہے،

☆..... زبور بھی کتاب ہے،

لیکن وہ اور زبانوں میں ہے، قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوئی اور پھر یہ قرآن اللہ کلام ہے، ذرا فرق کو کہ پہلے کتابیں کتاب کی شکل میں صحیفوں کی شکل میں آئیں اور یہ قرآن یہ اللہ کے کلام کی شکل میں آیا، یوں سمجھیں کہ ایک بندے کا لکھا ہوا لیٹر آجاتا ہے اور ایک بندے کی اپنی آواز میں بات ہوتی ہے تو لیٹر کا آجانا اور چیز ہے اور زبان سے بات کا سنا ایک الگ چیز ہوتی ہے، تو پہلی کتابیں اللہ کا لکھا ہوا پیغام تھیں کتابی شکل میں تھی۔ اور قرآن پاک تو اللہ کا کلام تھا اس لئے حدیث پاک میں آیا ہے:

”تبارک بالقرآن فانه كلام الله“۔ (کنز العمال: ۲۲۲۶)

”قرآن سے برکت حاصل کرو کہ یہ اللہ کا کلام ہے“

اس کتاب کی شان دیکھو! پہلی کتابیں جو آئیں تو امت نے اس کے اندر کچھ چیزیں خلط ملط کر دیں، تحریف شدہ کتابیں بن گئیں، آج آپ کو نہ تورات اپنی شکل میں ملے گی، نہ انجیل ملے گی، نہ زبور ملے گی، لیکن اللہ کا کلام الحمد للہ چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی آج محفوظ حالت میں پوری دنیا کے اندر موجود ہے، تو نبی ﷺ کو سب سے بہترین کتاب ملی۔

## بہترین دین کا انتخاب

تو اللہ کی شان دین اسلام کو بھی پسند کیا گیا، پہلے جو ادیان تھے ان کے نام یانہی کے نام پر تھے یا قبیلے کے نام پر، جیسے:

عیسائی یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر عیسائی کہلائے،

یہودی یہ قبیلہ تھا یہودہ اس کے نام پر یہ نام بنا،

مگر اسلام یہ نہ کسی شخصیت کے نام پر اور نہ ہی کسی قبیلے کے نام پر، اسلام کا معنی

ہے، تسلیم کرنے والا، سلامتی والا، تو اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو کیا

دین دیا جو سلامتی والا ہے۔ فرمایا:

”أَتَمَّهْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا.

(المائدہ: ۴)

”اے میرے حبیب ﷺ! میں نے اسلام کو تیرے لئے مذہب کے طور پر  
پسند فرمایا“



تیسرا باب

محبوبِ دو جہاں ﷺ کی  
انتیازی شان اور خصوصیات

کا ایک تذکرہ

## شانِ نبوت ﷺ کی امتیازی خصوصیات کا ایک جائزہ

چنانچہ پچھلے انبیا کو اللہ رب العزت نے جتنی بھی فضیلتیں عطا فرمائیں وہ سب فضیلتیں اور ان سے بھی بڑھ کر اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائیں، اب یہاں ایک سرسری جائزہ پیش کرنا ہے تاکہ یادیں تازہ ہو جائیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو کیا شان عطا فرمائی،

### جسمانی معراج

چنانچہ سابقہ انبیا کو معراج ہوا مگر روحانی تھا یا منامی تھا جبکہ نبی ﷺ کو معراج حاصل ہوا تو وہ جسمانی معراج تھا، بنفس نفیس اللہ کے حبیب ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے، اور اگر پہلے انبیا کو جسمانی معراج ہوا تو وہ بھی درمیانی تھا، مثلاً: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے آسمان پر اٹھائے گئے، اسی طرح ادریس علیہ السلام بھی آسمان پر لے جائے گئے، مگر اللہ رب العزت کے حبیب ﷺ کو جب معراج نصیب ہوا تو کہاں تک ہوا۔

”عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى“۔ (النجم: ۱۳-۱۵)

”سدرۃ المنتہی کے پاس جس کے پاس جنت ماویٰ ہے“

اتنا قرب حاصل ہوا،

”ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى“۔ (النجم: ۸-۹)

”پھر قریب ہوا اور بھی قریب پھر فاصلہ دو کمان کے برابر تھا یا اس سے بھی کم“

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو ایسا معراج عطا فرمایا!

### عالمی دعوت

سابقہ انبیا کی دعوت علاقائی تھی، یا اس قوم کو تھی، اللہ کے حبیب ﷺ کی دعوت عالمی دعوت تھی، پوری انسانیت کو خطاب کر کے فرمایا:



”يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“ - (سورة البقرة: ۲۱)

”اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم

سے پہلے والوں کو تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ“،

## جہانوں کے لئے رحمت

سابقہ انبیا محدود حلقے تک باعثِ رحمت تھے اور ہمارے آقا اور سردار حضرت

محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ یہ تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے، چنانچہ ارشاد

فرمایا:

”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ - (الانبیاء: ۱۰۷)

”ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا“

## تمام انسانوں کے لئے ہادی

سابقہ انبیا کو فقط اپنی قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا، ان کے لئے فرمان تھا:

﴿وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾... (الرعد: ۷)

”ہر قوم کے لئے ایک ہدایت بتلانے والا ہوتا ہے“

مگر اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا:

﴿لِيَكُونَ لِّلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾... (الفرقان: ۱)

”تا کہ آپ جہانوں والوں کے ڈرانے والے بن جائیں“

پھر فرمایا:

﴿كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا﴾

”جتنے بھی انسان ہیں سب کے لئے آپ بشیر اور نذیر بن کے آئے“

## ظاہری اور باطنی علوم کے حامل

سابقہ انبیاء کو اگر شریعت ملی تو ظاہری شریعت ملی، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے واقعے سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے، اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کو علمِ ظاہر بھی عطا کیا اور علمِ باطن بھی عطا کیا، شریعت بھی اور طریقت بھی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے نبی ﷺ سے دو علوم سیکھے، ایک وہ علم جس کو ظاہر کر دوں تو گلے پہ چھری پھر جائے، تو اللہ کے حبیب ﷺ نے اس امت کو ظاہری علوم بھی پہنچائے اور باطنی علوم بھی پہنچائے۔

## تمام نمازوں کے جامع

سابقہ انبیاء علیہم السلام کو ایک ایک نماز ملی؛ آدم علیہ السلام کو فجر کی نماز ملی، ابراہیم علیہ السلام کو ظہر کی نماز ملی، عزیر علیہ السلام کو عصر کی نماز ملی، داؤد علیہ السلام کو مغرب کی نماز ملی، جب کہ اللہ کے حبیب ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں عطا فرمادیں، چار نمازیں سابقہ انبیاء والی اور عشاء ان سے زائد بھی عطا فرمائی۔

## پوری زمین مصلیٰ

سابقہ انبیاء علیہم السلام کے لئے خاص جگہیں ہوتی تھیں جو مصلیٰ بنتی تھیں، چنانچہ خصائل کبریٰ کی روایت ہے:

﴿وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَصْلِي حَتَّى يَبْلُغَ حَرَّ آبَابِ﴾

”کوئی بھی نبی جب تک وہ اپنے مصلے کی جگہ تک نہیں پہنچتے تھے نماز

نہیں پڑھتے تھے“

لیکن اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے پوری زمین کو مصلیٰ

بنا دیا، بخاری شریف کی روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿ جعلت لی الارض مسجدا و طهورا ﴾

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اپنی زمین کو پاک بھی بنا دیا اور میرے لیے اس کو مصلیٰ اور مسجد بھی بنا دیا۔

## اول و آخر کے علوم کے حامل

سابقہ انبیاء کا علم مخصوص تھا، آدم علیہ السلام کو علم الاسماء ملا، یوسف علیہ السلام کو تعبیر الرؤیا ملی، سلیمان علیہ السلام کو منطق الطیر، عیسیٰ علیہ السلام کو حکمت، اور نبی علیہ السلام کے بارے میں خصائصِ کبریٰ میں لکھا ہے:

﴿ اوتیت علم الاولین والآخرین ﴾ ”مجھے اول و آخر کے تمام علوم عطا کئے گئے“

## ختم نبوت کے حامل

سابقہ انبیاء ﷺ کو فقط نبوت ملی اور ہمارے نبی ﷺ کو ختم نبوت ملی، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ﴾ ... (الاحزاب: ۴۰)

”لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں“  
خاتم النبیین بھی اللہ رب العزت نے آپ کو بنایا۔

## انبیاء ﷺ کے نبی

سابقہ انبیاء ﷺ عوام کے نبی اور ہمارے آقا ﷺ عوام کے بھی نبی اور انبیاء ﷺ کے بھی نبی بنے۔

﴿ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ ﴾

(ال عمران: ۸۱)

”اور جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں گا، پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے“  
یعنی نبی ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے سب انبیاء سے عہد لیا کہ جب میرے محبوب ﷺ آئیں گے تو تم ان کی تصدیق کرنا۔

## امام الانبیاء بنے

سابقہ انبیاء علیہم السلام عابد تھے اور ہمارے آقا ﷺ امام العابدین تھے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا، نسائی شریف کی روایت ہے:

”ثم دخلت بیت المقدس جمع لی الانبیاء فقدمنی جبرئیل حتی اہمت۔“

”پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا، سارے انبیاء موجود تھے۔ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے آگے بڑھایا اور میں نے ان تمام انبیاء کی امامت فرمائی“

## ازل سے نبی تھے

سابقہ انبیاء علیہم السلام پیدائش کے بعد نبی بنے لیکن آقا ﷺ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی نبوت سے سرفراز تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿كنت نبيا وادم بين الروح والجسد﴾

”میں اس وقت بھی نبی تھا جب ابھی آدم علیہ السلام روح اور مٹی کی حالت میں تھے“

سابقہ انبیاء علیہم السلام کی نبوت حادث تھی لیکن نبی ﷺ کی نبوت قدیم، چنانچہ حاکم کی روایت ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

”متی وجبت لك النبوة؟“

”اے اللہ کے حبیب ﷺ آپ کو نبوت کب ملی؟“

﴿قال بين خلق آدم نحو نفخ الروح فيه﴾

”کہ جب آدم ﷺ کو پیدا کیا گیا اور ان میں روح ڈالی گئی تھی

مجھے اس سے پہلے بھی نبوت ملی ہوئی تھی،

## سببِ تخلیقِ کائنات

سابقہ انبیاء ﷺ کائنات کے لئے دنیا میں تشریف لائے جبکہ اللہ کے حبیب ﷺ

سببِ تخلیقِ کائنات بن کر تشریف لائے، مستدرک کی روایت ہے،

﴿فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنة ولا النار﴾

”اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے تو میں آدم کو بھی پیدا نہ کرتا نہ جنت اور

جہنم کو،“

## اول المقر بین

سابقہ انبیاء ﷺ مقرب تھے اور اللہ کے حبیب ﷺ اول المقر بین تھے۔

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے میثاق لیا جس کا تذکرہ تو حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے عالم ارواح میں روحوں سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو:

﴿كان محمد ﷺ اول من قال بلى﴾

سب سے پہلے اللہ کے حبیب ﷺ نے بلی کا لفظ استعمال فرمایا،

## غلبہ دین اور حفاظتِ دین

سابقہ انبیاء ﷺ کو دین ملا لیکن اللہ کے حبیب ﷺ کو غلبہ دین بھی نصیب

ہوا، چنانچہ انبیائے سابقین نے دین کی دعوت میں اپنی زندگیاں لگائیں، لیکن

پیروکاروں کی محدود جماعت ہی بنی جن کا دین پر عمل اپنی حد تک تھا اور نبی ﷺ کے دین کو اللہ نے غالب فرمادیا اور ایسی ریاست وجود میں آگئی کہ جس میں باقاعدہ طور پر نفاذِ دین ہوا،

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ  
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾... (صف: ۹)

”وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے“

اور پھر سابقہ انبیاء ﷺ کے دین میں وقت کے ساتھ تحریف ہوتی چلی گئی اور آقا ﷺ کے دین کو اللہ رب العزت خود محفوظ فرما رہے ہیں۔

## عملی اور علمی معجزے

☆..... سابقہ انبیاء ﷺ کو عملی معجزات نصیب ہوئے:

☆..... چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا ملا، پید بیضا ملا،

☆..... عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔

☆..... ابراہیم علیہ السلام کے حق میں آگ کو ٹھنڈا فرمادیا گیا تھا،

☆..... صالح علیہ السلام کو ناقہ ملی،

☆..... یوسف علیہ السلام کی قمیص سے یعقوب علیہ السلام کی پینائی واپس لوٹ آئی،

تو ان انبیاء ﷺ کے معجزات عملی معجزات تھے۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو عملی معجزات بھی دیئے اور علمی معجزات بھی دیئے، عملی معجزے کی مثال جیسے:

﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَبْرُ﴾... (القمر: ۱)

”چاند دو ٹکڑے ہو گیا“

دیکھو عملی ظاہری حسی معجزہ ملا،

اور علمی معجزہ، قرآن مجید، یہ بھی نبی ﷺ کا معجزہ ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کو عطا فرمایا:

اسی لئے سابقہ انبیاء ﷺ کے معجزے ختم ہو گئے اور اللہ کے حبیب کے معجزے ابھی تک باقی ہیں۔ قرآن مجید،

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (سورۃ الحجر: ۹)

چنانچہ سابقہ انبیاء ﷺ کو اللہ نے کتاب عطا فرمائی، تو آقا ﷺ کو جامع کتاب عطا فرمائی، چنانچہ فرمایا:

”کان الكتاب الاول ینزل من باب واحد علی حرف

واحد ونزل القرآن من سبعة ابواب وسبعة احرف۔“

”پہلی کتابیں ایک باب اور ایک زبان میں نازل ہوئی تھیں جبکہ

قرآن سات ابواب اور سات زبانوں میں اترتا“

سابقہ انبیاء ﷺ کے معجزوں کو قوم نے جھکایا، آقا ﷺ کے معجزے نے پورے

عالم کو جھکایا:

”قُلْ لِّیْنَ اجْتَبَعَتِ الْاِنْسُ وَالْحِیْنَ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ

هَذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَتْ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

ظٰهِیْرًا۔“ (سورۃ الاسراء: ۸۸)

”کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جن اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ

اس قرآن جیسی کوئی چیز لے آئیں تو اس کی مثل نہیں لے سکتے اگرچہ کہ

ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں“

پورے انسانوں کو دعوت دی گئی کہ اگر تم اس کے مقابلے میں اگر کچھ لا سکتے ہو تو

لا کے دکھاؤ تم کبھی بھی نہیں لا سکو گے،

## متبوع الانبیاء

چنانچہ سابقہ انبیاء ﷺ دنیا میں آئے تو قوم نے ان کی اتباع کی اور نبی ﷺ

دنیا میں تشریف لائے تو انبیاء نے ان کی اتباع کی، چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائیں گے تو نبی ﷺ کی شریعت کی پیروی کرنے والے ہوں گے،

تو آقا ﷺ متبوع الانبیاء کہلائے، نبی علیہ السلام نے فرمایا:

﴿لو كان موسى حيا ما وسعه الا اتباعي﴾

”اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا ان کے پاس کوئی

چارہ نہ ہوتا“

## شفاعتِ کبریٰ کے حامل

چنانچہ سابقہ انبیاء علیہم السلام قیامت کے دن کہیں گے لست لہا لست لہا جیسے انسان نفسی نفسی کہتا ہے کہ میں ان لوگوں کے کام نہیں آسکتا، لیکن نبی ﷺ اس دن فرمائیں گے: انا لہا انا لہا اور آپ امتی امتی فرمائیں گے،

چنانچہ سابقہ انبیاء علیہم السلام قیامت کے دن شفاعتِ صغریٰ فرمائیں گے، ایک محدود شفاعت، اور آقا ﷺ کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شفاعتِ کبریٰ عطا فرمائیں گے،

﴿يا محمد ارفع رأسك سل تعط واشفع تشفع﴾

”اے محمد ﷺ! سر اٹھائیے! جو آپ کہیں گے، ہم آپ کی مراد کو

پورا فرمادیں گے“

## نبی علیہ السلام کے معجزات اور انبیائے سابقین

### کے معجزات کا موازنہ

یہ تو تھا ایک جنرل تذکرہ انبیاء کے مقابلے میں کہ نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کیا شان عطا فرمائی تھی؟ اب ذرا ایک ایک نبی ﷺ کے معجزے کے ساتھ انبیاء کے معجزات کو بھی کمپیر کرتے چلے جائیں۔



## حضرت آدم علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ

☆..... حضرت آدم علیہ السلام کی تحیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ:

﴿اسجدوا لادم﴾

تو انسان محسوس کرتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی بڑی شان ہے کہ فرشتوں کو حکم ہوا کہ تم سجدہ کرو، دوسری طرف دیکھیں تو نبی ﷺ کے لئے اللہ نے سب کو حکم دیا کہ:

”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا“۔ (سورۃ الاحزاب: ۵۶)

”بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں

اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو“

تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے حبیب ﷺ پر رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ درود نازل

فرماتے ہیں۔

☆..... آدم علیہ السلام کو حجرِ اسود ملا، یہ جنت کا پتھر تھا اور اللہ کے حبیب کو اللہ تعالیٰ

نے (روضۃ من ریاض الجنۃ) جنت کا ایک ٹکڑا ہی عطا فرما دیا،

☆..... آدم علیہ السلام کا جو شیطان تھا وہ اپنا کام دکھا گیا کہ جھوٹی قسمیں کھا کر

﴿وقاسمہما﴾ قسمیں کھا کر یقین دلا گیا کہ اس شجر کے پھل کو کھا لو گے تو آپ ہمیشہ

ہمیشہ جنت میں رہو گے، چنانچہ انہوں نے پھل کھا لیا تو ان کا شیطان اپنا مکر چلا گیا

جبکہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے میرے شیطان کو مسلمان بنا دیا،

☆..... آدم علیہ السلام کی زوجہ مکرمہ سے بھول ہو گئی لیکن نبی ﷺ کی ازواج

مطہرات کا رتبوت میں معین بنیں۔ چنانچہ بیہقی کی روایت ہے:

﴿وکن ازواجی عونالی﴾

”اللہ نے میری بیویوں کو دین کے کام میں میرا معاون بنا دیا“

## حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ

حضرت نوح علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے معجزات عطا فرمائے،

☆..... چنانچہ نوح علیہ السلام کو شریعت کی ابتدائی شکل نصیب ہوئی اور نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شریعت کی انتہائی شکل عطا فرمائی، نوح علیہ السلام کو جب تکلیف پہنچی تو قوم کے لئے بددعا کی، اور اللہ کے حبیب ﷺ نے تکلیف پہنچنے کے باوجود اپنی قوم کے لئے دعا فرمائی:

﴿اللهم اهد قومی فانہم لا یعلمون﴾

☆..... نوح علیہ السلام کے زمانے میں پانچ بت تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ان بتوں کو نکال دیں، قوم نے نہیں نکلوایا، اللہ کے حبیب ﷺ کے زمانے میں بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ نے اللہ کی رحمت سے تمام بتوں کو بیت اللہ سے نکلوادیا،

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ

☆..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں دیکھئے کہ ابراہیم علیہ السلام کو مقام

ابراہیم عطا ہوا،

﴿وَآتَيْنَاهُ مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰہِیْمَ مُّصَلًّی﴾ (البقرة: ۱۲۵)

”مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ“

یہ دنیا کے اندر ان کو مقام ملا اور نبی ﷺ کو اللہ رب العزت نے مقام محمود عطا

فرمایا:

﴿عَسَىٰ اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (الاسراء: ۷۹)

”قریب ہے کہ اللہ آپ کو مقام محمود عطا کرے گا“

☆..... ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ  
وَلِيَكُوْن مِنَ الْمُؤَقِنِيْنَ“۔ (الانعام: ۷۵)

”اور اس طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین میں نشانیاں دی  
تاکہ وہ خوب یقین حاصل کرنے والے ہو جائیں“

لیکن جب نبی ﷺ کے بارے میں معاملہ ہوا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾... (النجم: ۱۸)

”تحقیق انہوں نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں“

ادھر زمین اور آسمان کی نشانیاں دکھائیں، یہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہیں

اپنے رب کی نشانیاں دکھائی گئیں،

☆..... ابراہیم علیہ السلام کو آگ نہیں جلا سکی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْنَا اِنَّا رُكُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ﴾ (الانبیاء: ۶۹)

”ہم نے حکم دیا اے آگ ٹھنڈی ہو جا ابراہیم پر اور سلامتی والی بن جا“

ادھر نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی آگ نہیں جلا سکی، چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿الحمد لله الذی جعل فی امتنا مثل ابراہیم خلیل﴾

”تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہماری امت میں

ابراہیم خلیل علیہ السلام کی مثال بنا دی“

☆..... ابراہیم علیہ السلام کو محشر میں اللہ رب العزت جنتی پوشاک پہنائیں گے اور

نبی ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ جنتی پوشاک پہنائیں گے،

﴿ثم یقوم عن یمین الله مقاما یغبط الناس

الاولون والآخرون﴾

”پھر وہ اللہ کے پاس ایسے مقام پر ہوں گے کہ اگلے پچھلے

سارے رشک کریں گے“

اللہ رب العزت قیامت کے دن محبوب کو ایسی جگہ کھڑا کریں گے کہ گلے پچھلے سب ان پر رشک کر رہے ہوں گے،

☆..... اللہ رب العزت نے اولادِ ابراہیم علیہ السلام کے لئے زم زم کا پانی جاری فرمادیا اور نبی ﷺ کا معاملہ دیکھتے کہ اللہ رب العزت نے اپنے نبی ﷺ کی مبارک زبان سے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے لئے پانی جاری فرمادیا۔

☆..... ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ نے مکہ کو بسایا جو حرم بنا اور نبی ﷺ کے لئے اللہ نے مدینہ طیبہ کو بسایا، وہ بھی حرم بنا۔

## حضرت یوسف علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ

اب حضرت یوسف علیہ السلام کی خصوصیات کو ذرا دیکھئے:

☆..... حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ نے حسین بنایا، اپنے حبیب ﷺ کو اللہ نے ملیح بنایا۔

☆..... یوسف علیہ السلام کی قمیص سے یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹ آئی اور نبی ﷺ نے ایک صحابی کی نکلی ہوئی آنکھ کو دوبارہ اس کی جگہ پر رکھ دیا، وہ صحابی کہتے ہیں کہ میری بینائی پہلے والی آنکھ سے بھی زیادہ بڑھ گئی،

☆..... یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر مصر کی عورتوں نے انگلیاں کاٹی تھیں، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر یہ عورتیں میرے آقا ﷺ کی پیشانی کے نور کو دیکھ لیتیں تو یہ اپنے دل کے ٹکڑے کر دیتیں۔

☆..... یوسف علیہ السلام کی برأت کی گواہی ایک بچے نے دی تھی اور نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ کی برأت کی گواہی اللہ رب العزت نے خود قرآن مجید میں فرمائی۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو دیکھئے:

☆..... اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہ طور پر ہم کلامی فرمائی اور اللہ رب

العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے ساتھ سدرۃ المنتہیٰ پر ہم کلامی فرمائی۔

﴿فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾... (النجم: ۱۰)

”پھر ہم نے اپنے بندے کی طرف القا کیا۔ کچھ القا کیا“

☆..... موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے چشمے پھوٹے اور نبی ﷺ کی مبارک انگلیوں

سے اللہ نے پانی کو جاری فرما دیا۔

☆..... موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اے اللہ! میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں تو جواب

میں فرمایا:

﴿لَنْ تَرَانِي﴾... (سورة الاعراف: ۱۳۳)

”اے میرے پیارے موسیٰ! تم مجھے نہیں دیکھ سکتے“

اور نبی ﷺ کو اللہ نے معراج پر اپنا دیدار عطا فرمایا، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ

کی روایت ہے۔ فرماتے ہیں:

﴿رَأَىٰ مَرَّةً بِبَصَرِهِ وَمَرَّةً بِفُؤَادِهِ﴾

”ظاہری آنکھ سے بھی دیکھا اور دل کی آنکھ سے بھی“

نبی علیہ السلام نے اللہ رب العزت کو دل کی آنکھ سے بھی دیکھا اور ظاہری آنکھ سے

بھی دیدار کیا۔

☆..... موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کلام سے مشرف فرمایا اور نبی ﷺ کو اللہ نے

کلام سے اور دیدار سے دونوں سے مشرف فرمایا:

”ان الله اصطفى ابراهيم بالخله واصطفى موسى

بالكلام واصطفى محمدا برؤية“۔

”اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوستی کے لئے چنا، موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کے لئے اور نبی ﷺ کو اپنے دیدار کے لئے“  
اللہ رب العزت نے ان کو اپنا دیدار عطا فرمایا۔

☆..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اور ان کے صحابہ نے دریائے نیل کو عبور کر لیا اور اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے اصحاب کو ان کے گھوڑوں سمیت دجلہ کے دریا سے عبور کروا دیا۔

☆..... موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے فلسطین کی زمین عطا فرمائی اور اپنے حبیب ﷺ کے بارے میں اللہ نے کیا معاملہ فرمایا؟ نبی ﷺ نے فرمایا:  
﴿اوتیت مفاتیح خزائن الارض﴾

”اللہ نے زمین کے سب خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا فرمادیں“

☆..... موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کا ظاہری مقابل لایا گیا، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے عصا پھینکا جو اثر دھا بن گیا، اب ظاہری طور پر جادو گروں نے اس کے مقابلے میں رسیاں پھینکیں، وہ بھی سانپ بن گئے، تو ظاہری طور پر کچھ تو مقابلے میں لایا گیا، لیکن نبی ﷺ کو اللہ نے قرآن مجید کا جو معجزہ دیا، اس کے مقابلے میں آج تک کفار کوئی ایک سورت بھی پیش نہ کر سکے، چند آیتیں بھی پیش نہ کر سکے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی:

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي اَمْرِي﴾... (ظہ: ۲۵)  
”اے اللہ! میرے سینے کو کھول دیجئے“

اور اللہ کے حبیب ﷺ کی شان دیکھئے کہ اللہ فرماتے ہیں:  
﴿الْمَنْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾... (الم نشرح: ۱)

”کہ میرے حبیب کیا ہم آپ کو شرح صدر نہیں عطا فرمادیا“

☆..... موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کے لئے گئے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:  
﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِبِيعَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ﴾... (الاعراف: ۱۳۳)

کہ جب موسیٰ ہماری ملاقات کے لئے آئے،

اور اپنے حبیب ﷺ کے لئے اللہ فرماتے ہیں:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بَرَّ کُنَّا حَوْلَہٗ﴾ (الاسراء: ۱)

تو معلوم ہوا کہ جو کچھ حضرت موسیٰ ﷺ کو معجزات ملے تھے اللہ تعالیٰ نے اس

سے بہتر اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائے تھے۔

## یوشع بن نون علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ

یوشع بن نون علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے آفتاب کی حرکت کو روک دیا تھا اور

حدیث پاک میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کام میں مصروف تھے، سورج غروب ہونے

کے قریب ہو گیا تھا، اللہ کے حبیب ﷺ نے دعا کی تو سورج پیچھے کی طرف لوٹا،

﴿وَرَدَّتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ حَتّٰی صَلٰی﴾

حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی عصر کی نماز کو ادا فرمایا،

یوشع علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورج کے حرکت کے دو ٹکڑے کئے اور نبی ﷺ

کے لئے اللہ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے، تو جو ان کو نصیب ہوا اللہ نے اس سے بہتر

حبیب ﷺ کو عطا فرمادیا،

## حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کی مثالیں دیکھئے:

☆..... اللہ رب العزت نے ان کو ایک انگٹھی دی تھی جس سے ان کو جنوں کی

تسخیر حاصل ہو گئی تھی اور نبی ﷺ کو اللہ نے مہر نبوت دی جس سے آپ کو دلوں کی

تسخیر حاصل ہو گئی، دلوں کو اللہ نے مسخر فرمادیا۔

☆..... سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے منطق الطیر (پرندوں کی بولی کا علم) دیا، پرندوں نے سلیمان علیہ السلام سے بات کی، اور نبی علیہ السلام کا معاملہ دیکھنے کہ نبی ﷺ سے اونٹ نے گفتگو کی، بکری نے کی، چڑیا نے کی، گدھے نے کی، ہرنی نے کی، احادیث میں یہ تمام واقعات موجود ہیں۔

☆..... سلیمان علیہ السلام کے وزیر زمین تک محدود تھے۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ میرے دو وزیر زمین میں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما اور دو وزیر آسمانوں میں ہیں۔ اللہ نے میکائیل اور جبرئیل علیہم السلام کو میرا وہاں پر وزیر بنا دیا،

☆..... سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو بات سمجھائی تو بات سمجھ آگئی، نبی ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک بھیڑیا آیا نبی علیہ السلام نے بھیڑیے کو بات سمجھائی، وہ بھیڑیا بات کو سمجھ کر واپس چلا گیا،

☆..... سلیمان علیہ السلام نے مانگ کر ملک لیا تھا،

﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي. إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾... (ص: ۳۵)

”کہا: اے میرے رب! مجھے معاف فرما اور مجھے ایسی سلطنت

عطا فرما کہ بعد میں کسی کو ایسی نہ ملے بے شک تو بڑا عنایت کرنے والا ہے“

اللہ کے حبیب ﷺ کو اللہ نے بن مانگے ملک عطا فرما دیا تھا، چنانچہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿سَيَبْلُغُ مَلِكٌ أُمَّتِي مَارُوعِي مِنْهَا﴾

”اللہ تعالیٰ نے اتنا ملک میری امت کو عطا فرمایا اور وہ مجھے دکھا بھی دیا“

☆..... سلیمان علیہ السلام کے لئے اللہ نے ہوا کو مسخر کیا جو انہیں لے کر جاتی تھی اور

اللہ نے حبیب ﷺ کے لئے براق کو مسخر کیا جو پلک جھپکنے میں آپ کو حرم سے لے کر

بیت المقدس تک پہنچا دیتی تھی۔



تو معلوم ہوا کہ جو کچھ سلیمان علیہ السلام کو ملا اللہ نے اس سے بہتر اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے موازنہ

اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثالیں دیکھئے:

☆..... عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے احیائے موتی کا معجزہ عطا فرمایا، وہ مردوں کو تھوڑی دیر کے لئے زندہ کر دیا کرتے تھے اور اللہ نے اپنے حبیب و احیائے قلوب کا معجزہ عطا فرمایا، کافر آتے تھے ایک نظر ان کے اوپر پڑتی تھی ان کے دل زندہ ہو جاتے تھے۔ کافر آتے تھے۔ اللہ کے فضل سے کلمہ پڑھ کر مسلمان بن کر واپس جاتے تھے۔

☆..... عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر کھانے پینے سے مستغنی فرما دیا وہ آسمان پر ہیں اور کھانے پینے سے مستغنی، اور نبی ﷺ کے امتیوں میں سے کچھ ایسے ہوں گے جنہیں اللہ کھانے پینے سے مستغنی فرما دیں گے، چنانچہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب یا جوج ماجوج کا زمانہ ہوگا تو میرے کچھ امتی اپنی جگہ پر چھپے ہوئے ہوں گے، ان کو اللہ تعالیٰ ”سبحان اللہ“ کے ذریعے سے رزق عطا فرمائے گا، یہ سبحان اللہ پڑھا کریں گے ان کی بھوک پیاس مٹ جایا کرے گی،

☆..... عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے سے پرندے زندہ ہوتے تھے اور اللہ کے حبیب ﷺ کے ذریعے سے اللہ نے ایک لکڑی کے تنے کو زندہ کر دیا، چنانچہ اسطونہ حنانہ کا واقعہ آج بھی کتابوں کے اندر موجود ہے اور مسجد نبوی میں وہ جگہ مخصوص کی ہوئی ہے جہاں ایک کھجور کا خشک تنا تھا، نبی ﷺ کی جدائی کے اندر اتنا رویا تھا جیسے بچہ اپنے باپ کی جدائی میں رویا کرتا ہے، تو پرندوں کو زندہ کرنا تو ایک آسان کام ہے کہ پہلے بھی زندگی تھی لے لی گئی، اب دوبارہ تھوڑی دیر کے لئے مل گئی، لیکن کھجور کے تنے کا بچوں کی مانند رونایہ

اور حیرت انگیز ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ جب نبی ﷺ نے اس پر ہاتھ رکھا وہ کھجور کا تنا اس طرح چپ ہوا جیسے ایک بچہ سسکیاں لیتا ہوا، روتا روتا چپ ہو جایا کرتا ہے۔

☆..... عیسیٰ علیہ السلام کے محافظ روح القدس تھے اور آقا ﷺ کے محافظ روح القدس کے خالق تھے۔ خود اللہ رب العزت تھے۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَاللَّهُ يَعْصِيكَ مِنَ النَّاسِ﴾ (البائتة: ۶۷)

”اے میرے محبوب ﷺ اللہ تعالیٰ ہی آپ کی حفاظت فرمائیں گے“

## نبی علیہ السلام تمام انبیاء کے کمالات کے جامع

تو نبی علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے وہ تمام کمالات دیئے جو باقی انبیاء علیہم السلام کو عطا فرمائے، شاعر نے کہا:

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یذبیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارن تو تنہا داری

”یوسف علیہ السلام کا حسن، عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ کرنا، موسیٰ علیہ السلام کا روشن ہاتھ، سب میں یہ

خوبیاں اپنی اپنی ہیں مگر تو اکیلا یہ سب خوبیاں رکھتا ہے“

کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کو اللہ نے جو معجزات عطا کئے، کمالات عطا کئے، اے

میرے حبیب ﷺ! ہم نے وہ تمام کمالات آپ اکیلے کو عطا فرمادئے،

## روزِ محشر نبی علیہ السلام کی شانِ امتیاز

یہ تو وہ چیزیں تھیں جو باقی انبیاء علیہم السلام کو بھی ملیں لیکن نبی ﷺ کو ان سے بڑھ کر

ملیں، کچھ چیزیں ایسی تھیں جو پہلے انبیاء کو نہ ملیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو امتیاز

کو امتیازی شان عطا فرمائی، وہ کیا تھی؟

☆..... قیامت کا دن ہوگا سب سے پہلے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کو پکارا

جائے گا، چنانچہ فرمایا:

”فیکون اول من یدعی محمد فذالك قوله تعالى عسى  
ان یبعثک ربک مقاما محمودا“

”سب سے پہلے جنہیں پکارا جائے گا وہ محمد ﷺ ہوں گے جیسا  
کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: عنقریب تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا  
کرے گا“

☆..... چنانچہ قیامت کے دن ساری مخلوق اللہ کے سامنے کھڑی ہوگی لیکن  
سب سے پہلے اللہ رب العزت کے سامنے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ سجدہ فرمائیں  
گے۔ چنانچہ مسند احمد کی روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:  
”انا اول من یؤذن له بالسجود یوم القیمة“۔

(مسند احمد)

”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جب سجدے کا حکم فرمائیں گے تو سب  
سے پہلے میں ہی سجدہ کروں گا“

یہ شرف بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا:

☆..... قیامت کے دن سب سے پہلے سجدے سے اللہ کے حبیب ﷺ سر  
اٹھائیں گے، چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿انا اول من یرفع رأسه فانظروا الی بین یدی﴾

”سب سے پہلے سجدے سے میں ہی پہلے اٹھوں گا“

☆..... اور قیامت کے دن آقا ﷺ اول الشافعیین والشفعیین ہوں گے۔

چنانچہ ابو نعیم کی روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿انا اول شافع واول مشفع﴾

”میں پہلا سفارش کرنے والا اور سفارش قبول کیا ہوا ہوں گا“

میں قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کروں گا، یہ شفاعت کا حق بھی اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائیں گے،

☆..... پھر آقا ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن سب سے پہلے پل صراط کو عبور کروں گا۔ بخاری شریف کی روایت ہے:

﴿يَضْرِبُ جَسْرَ جَهَنَّمَ وَ اَكُونُ اَوَّلَ مَنْ يَجِيزُ﴾

”جہنم کے اوپر پل صراط بنی ہوگی اور اس پل صراط کو سب سے

پہلے (اللہ رب العزت کے اذن سے) میں ہی عبور کرنے والا بنوں گا“

☆..... اور قیامت کے دن سب سے پہلے اللہ کے حبیب ﷺ ہی جنت کے

دروازے کو کھٹکھٹائیں گے، حدیث پاک میں آیا ہے، ابو نعیم کی روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿اَنَا اَوَّلَ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ﴾

”میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا“

نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے میں جنت کے دروازے پہنچوں گا

اور جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا کہ اس کو کھول دیا جائے، پھر آقا ﷺ کے لئے جنت کے دروازے کو کھولا جائے گا۔

چنانچہ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

﴿اَنَا اَوَّلَ مَنْ تَفْتَحُ لَهٗ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ﴾ (ابو نعیم)

”میں ہی ہوں گا جس کے لئے قیامت کے دن سب سے پہلے

جنت کا دروازہ کھولا جائے گا“

☆..... اور پھر اللہ کے حبیب ﷺ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں

گے۔ چنانچہ بیہقی شریف کی روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿اَنَا اَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَا فُخْرَ﴾

”میں قیامت کے دن سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا اور

مجھے اس کے اوپر کوئی فخر نہیں ہے“

## کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا

تو ان تمام احادیث اور آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے پہلے انبیاء علیہم السلام کو جتنے معجزے عطا فرمائے، وہ سارے کے سارے معجزے، بہترین شکل میں اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو بھی عطا فرمائے، اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ایسے معجزات عطا فرمائے کہ جو پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی شان کو بلند فرمایا۔ اور ان کو اللہ نے وہ شان دی جو شان مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی،

نبی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے

وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیام آئے

وہ ہیں بے شک بشر لیکن تشہد میں اذانوں میں

جہاں دیکھو خدا کے نام کے بعد ان کا نام آئے

تو نبی ﷺ کا نام اللہ کے نام کے ساتھ آتا ہے، اللہ نے آپ ﷺ کو وہ

شان عطا فرمائی۔ سچ بات تو یہ ہے کہ

کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا

تو نقشِ ہستی ابھر نہ سکتا و جو دِلوح و قلم نہ ہوتا

زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا

یہ اکن فکاں نہ ہوتی اگر وہ شاہِ امم نہ ہوتا

## امتِ محمد یہ میں انبیائے کرام والے تیس اوصاف

اس امتِ محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی اتنی نعمتیں ہیں کہ ان کو دیکھ کر انسان حیران رہ

جاتا ہے، مفسرین نے لکھا ہے کہ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے تیس صفات ایسی بخشی ہیں

جو انبیاء ﷺ کی صفات ہیں۔ یہ تیس (۳۰) صفات گویا تیس انعامات ہیں۔  
ان میں سے

☆..... دس انعامات وہ دیئے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ ﷺ کو ملے،

☆..... دس انعامات وہ دیئے جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ ﷺ کو ملے،

☆..... دس انعامات وہ دیئے جو حضرت محمد ﷺ کو ملے،

وہ انعامات ذرا مختصراً ملاحظہ کیجئے، تاکہ اس بات کا احساس ہو کہ اس امت میں سے پیدا ہونا کتنی بڑی نعمت ہے،

## حضرت ابراہیم ﷺ والے اوصاف

وہ اوصاف جو حضرت ابراہیم ﷺ کو بھی ملے اور اس امت کو بھی ملے، وہ یہ ہیں:

(۱)..... حضرت ابراہیم خلیل اللہ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا﴾... (البقرة: ۱۳۰)

یہی لفظ اللہ نے اس امت کے لئے بھی استعمال کیا، فرمایا:

﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾ (فاطر: ۳۲)

(۲)..... حضرت ابراہیم ﷺ کے بارے میں فرمایا:

﴿شَاكِرًا لِّأَنْعَامِهِ﴾... (النحل: ۱۲۱)

یہ اجتبی کا لفظ اس امت کے لئے استعمال کیا، فرمایا:

﴿هُوَ اجْتَبَيْنَا﴾... (الحج: ۷۸)

(۳)..... حضرت ابراہیم ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ﴾... (البقرة: ۱۳۰)

اور اس امت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يُرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ﴾... (الانبیاء: ۱۰۵)

(۴)..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَهَدِيهِ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾... (النحل: ۱۲۱)

یہ ہدایت کا لفظ اس امت کے لیے بھی استعمال کیا، فرمایا:

﴿وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا﴾... (الحج: ۵۴)

(۵)..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿سَلَّمَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ﴾... (الصف: ۱۰۹)

اور اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَسَلَّمَ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ﴾... (النمل: ۵۹)

(۶)..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ﴾... (الانبیاء: ۶۹)

اور اس امت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُم مِّنْهَا﴾

(آل عمران: ۱۰۳)

(۷)..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ﴾... (الصف: ۱۱۱)

اور اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا﴾... (ابراہیم: ۳۱)

(۸)..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَوُتِبَ عَلَيْنَا﴾... (الاحزاب: ۱۲۸)

اور اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَيُتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾... (الاحزاب: ۴۳)

(۹)..... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی:

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا﴾... (البقرة: ۱۲۷)

اور اس امت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا﴾... (الاحقاف: ۱۶)

(۱۰)..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَبَشِّرْهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ﴾... (الصف: ۱۰۱)

اور اس امت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ﴾... (یونس: ۲)

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اوصاف

اس امت کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دس (۱۰) اوصاف بھی عطا

فرمائے:

(۱)..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی:

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي﴾... (طہ: ۲۵)

اور اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِإِسْلَامٍ﴾... (الزمر: ۲۲)

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی:

﴿وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي﴾... (طہ: ۲۶)

اور اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ﴾... (البقرة: ۱۸۵)

(۳)..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَلَقَدْ مَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ﴾... (الصف: ۱۱۳)



اور اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾... (ال عمران: ۱۶۳)

(۳)..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنا کلام تھا:

﴿إِنَّ مَعَ رَبِّي سَيِّدِينَ﴾... (الشعراء: ۶۲)

اور اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾ (النحل: ۱۲۸)

(۵)..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قَدْ أُجِيبَت دَعْوَتُكُمَا﴾... (یونس: ۸۹)

اور اس امت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا﴾... (الشوری: ۲۶)

(۶)..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَى﴾... (طہ: ۶۸)

اور اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

(آل عمران: ۱۳۹)

(۷)..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي﴾... (طہ: ۳۹)

اللہ تعالیٰ نے محبت کا تذکرہ کیا۔

اور اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا﴾... (مریم: ۹۶)

ود محبت کو کہتے ہیں۔

(۸)..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْأَمِينِينَ﴾... (القصص: ۳۱)

اور اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾... (الانعام: ۸۲)

(۹)..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا﴾... (یونس: ۸۹)

اور اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾... (البقرة: ۱۸۶)

(۱۰)..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دعا مانگی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا:

﴿إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ﴾... (القصص: ۱۶)

اور اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾... (الزمر: ۵۲)

## حبیب کبریا حضرت محمد ﷺ والے اوصاف

دس اوصاف ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائے، ہو

بہو وہی اوصاف اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بھی عطا فرمائے۔

(۱)..... نبی علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ﴾... (الاحزاب: ۳۸)

اور اس امت کے بارے میں فرمایا:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾... (الحج: ۷۸)

(۲)..... نبی علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾... (الفتح: ۳۱)

اور اس امت کے بارے میں فرمایا:

﴿يَغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾... (آل عمران: ۳۱)

(۳)..... نبی ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا﴾ (الفتح: ۲)

اور اس امت کے بارے میں فرمایا:

﴿وَأَتَمَّمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي﴾... (البائدہ: ۲)

(۴)..... نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا:

﴿وَيَهْدِيكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا﴾... (الفتح: ۲)

اور اس امت کے بارے میں فرمایا:

﴿وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا﴾... (الحج: ۵۲)

(۵)..... نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا:

﴿وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيمًا﴾... (الفتح: ۲)

اپنی مدد کے بارے میں فرمایا:

﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾... (الروم: ۴۷)

(۶)..... نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا:

﴿وَلَوْلَا أَنْ تَبَتُّنَا﴾... (بنی اسرائیل: ۷۴)

ثابت قدم رکھنے کے بارے میں ہے،

اور اس امت کے بارے میں فرمایا:

﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾... (ابراہیم: ۲۷)

(۷)..... نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا:

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى﴾... (الضحیٰ: ۵)

رضا کے بارے میں، کہ تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

اور اس امت کے بارے میں فرمایا:

﴿لِيَدْخُلَنَّهُمْ مُدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ﴾... (الحج: ۵۹)

(۸)..... نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا:

﴿الْمُ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾... (الانشراح: ۱)

اور اس امت کے بارے میں فرمایا:

﴿فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ﴾ (الانعام: ۱۲۵)

(۹)..... اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو فرماتے ہیں:

﴿وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ﴾... (القلم: ۳)

اور اس امت کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾... (التين: ۶)

(۱۰)..... گواہی کے بارے میں فرمایا:

﴿وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾... (النساء: ۴۱)

اور اس امت کے بارے میں فرمایا:

﴿لَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾... (البقرة: ۱۴۳)

اس کے علاوہ ایک گیارہویں بات بھی ملاحظہ کر لیجئے: اللہ تعالیٰ نے اپنے

حبیب ﷺ کے بارے میں فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ﴾

”بے شک اللہ تعالیٰ اور فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں“

اور اس امت کے بارے میں فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِي يُصَلِّيٰ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ﴾... (الاحزاب: ۴۳)

..... اللہ تعالیٰ نے اس امت کو کیا شان بخشی کہ جو اوصاف اپنے انبیا کو دیئے

وہی اوصاف اس امت کے اولیاء کو بھی عطا فرمادیئے، یہ اللہ رب العزت کا چناؤ ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس امت میں پیدا فرمادیا، اس پر ہم اللہ رب العزت کا جتنا شکر ادا کریں، کم ہے، ہم تو فقط مال و دولت کو دیکھتے ہیں۔ کبھی اس نعمت پر بھی غور کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ کتنی بڑی نعمت بغیر استحقاق کے عطا فرمائی ہوئی ہے اگر ہم ساری زندگی سجدے میں پڑے رہیں تو ہم اس نعمت کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔

اللہ رب العزت نے اس امت کو جو اتنے انبیاء ﷺ کے اوصاف عطا فرمائے، اس کو "اجتبائیت" کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے "کسی کو چن لینا"..... "کسی کو پسند کر لینا" اللہ رب العزت نے گویا اس امت بیضا کو چن لیا، پسند فرمایا۔

## دس انبیاء کو دس علوم ملے

اللہ رب العزت نے دس انبیاء ﷺ کو دس علوم کے لئے چنا۔

☆..... حضرت آدم علیہ السلام کو علم الاسماء عطا فرمایا۔

☆..... حضرت ادریس علیہ السلام کو علمِ قلم عطا فرمایا۔

☆..... حضرت نوح علیہ السلام کو حلال و حرام کا علم عطا فرمایا۔

☆..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علمِ مناظرہ عطا فرمایا۔

☆..... حضرت داؤد علیہ السلام کو فصل الخطاب کا علم عطا فرمایا۔

☆..... حضرت سلیمان علیہ السلام کو علمِ منطق الطیر عطا فرمایا۔

☆..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علمِ مناجات عطا فرمایا۔

☆..... حضرت یوسف علیہ السلام کو تعبیر الرؤیا کا علم عطا فرمایا۔

☆..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علمِ حکمت عطا فرمایا۔

☆..... سیدنا رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علمِ الاولین والآخرین عطا

فرمایا:

"وَعَلَيْكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا"

## نبی اکرم ﷺ کی برکات

اللہ کے حبیب ﷺ کی مبارک زندگی جو سراپا برکت تھی، اور آپ کی ہر ہر چیز میں برکت تھی، اس کے مختصر واقعات ملاحظہ فرمائیں:

### وضو کے پانی کی برکات

جب اللہ کے حبیب ﷺ وضو فرماتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے وضو کا پانی زمین پہ نہیں گرنے دیتے تھے۔ بلکہ وہ اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیتے تھے اور پھر اسے اپنے چہرے پہ مل لیتے اور باقی جسم پر مل لیتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے:

”كان النبي ﷺ اذا توجها كادوا يقتتلون على وضوءه لفرط حرصهم على التبرك بما مسه ﷺ ببدنه الشريف وكان من لم يصب من وضوءه بأخذ من بلل يد صاحبه“۔

”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھتے تھے کہ یہ پانی محبوب ﷺ کے مبارک بدن سے لگ کر آیا ہے، لہذا وہ اس کو لینے کے لئے ایک دوسرے سے بڑھ کر کوشش فرماتے تھے۔“

### لعابِ رسول اللہ ﷺ کی برکات

حدیث پاک میں ہے کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تھوک پھینکتے تھے تو صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو بھی ہاتھوں میں لے لیا کرتے تھے۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ:

”كان النبي ﷺ لا يبصق بصاقا ولا يتنخم نخامة الا تلقوها، واخذوها من الهواء، ووقعت في كف رجل

منہم ، فدلکوا بہا وجوہہم واجسادہم ، ومسحوا بہا  
جلودہم واعضاءہم تبرکاً بہا وکان یتفل فی افواہ  
الاطفال ، ویمج ریقہ فی الایادی ، وکان یمضغ الطعام  
فیہجہ فی فم الشخص ، وکان الصحابة یأتون بأطفالہم  
لیحنکہم النبی ﷺ رجاء البرکة۔

صحابیات رضی اللہ عنہم بھی بچوں کو لے کر آتی تھیں اور نبی علیہ السلام بچوں کے منہ میں اپنا  
لعاب مبارک ڈال دیا کرتے تھے۔ بسا اوقات نبی علیہ السلام نوالہ اپنے منہ میں ڈالتے  
تھے۔ اسے چباتے تھے اور اسے نکال کر کسی بندے کو کھانے کے لئے دے دیتے  
تھے۔ اس سے اس بندے کو بھی اس کی برکت حاصل ہو جاتی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت بہت ہی نڈر قسم کی تھی، وہ مردوں سے بات  
کرنے سے نہیں شرماتی تھی، ایک مرتبہ اس نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام کھانا کھا رہے ہیں۔  
وہ قریب آ کر کہتی ہے اکیلے اکیلے کھا رہے ہیں اور ہمیں پوچھتے ہی نہیں۔ اس وقت نبی  
علیہ السلام کے سامنے جو روٹی تھی اس کا ٹکڑا پیش کیا اور فرمایا کہ تم بھی روٹی کھا لو، وہ کہنے لگی:  
جی! نہیں۔ میں یہ نہیں کھاؤں گی، آپ جو لقمہ چبا رہے ہیں، میں اسے کھاؤں گی، چنانچہ  
اللہ کے نبی ﷺ نے اس کو وہ لقمہ دیا جو آپ ﷺ چبا رہے تھے۔ اس لقمہ کو کھانے  
کے بعد اس عورت پر حیا اتنی غالب آئی کہ اتنی حیا دوسری عورتوں میں نظر نہیں آتی تھی،  
اس لئے کہ وہ اللہ کے حبیب ﷺ کا لقمہ تھا۔

## نبی علیہ السلام کے مبارک خون کی برکات

نبی علیہ السلام کے مبارک خون کی برکت دیکھئے:

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما انہ اتی النبی ﷺ وهو یحتجم،  
فلما فرغ قال: یا عبداللہ اذهب بہذا الدم فاهرقہ حیث

لا یراک احد فشر به، فلما رجع، قال: یا عبد اللہ اذهب بهذا الدم فاهرقه حیث لا یراک احد فشر به، فلما رجع، قال: یا عبد اللہ ما صنعت؟ قال: جعلته فی اخفی مکان علیت انه مخفی عن الناس، قال: لعلک شربته؟ قلت: نعم قال: ویل للناس منك، ویل لك من الناس، فكانوا یرون ان القوة التي به من ذلك الدم، وفی رواية ان النبی ﷺ قال له (من خالط دمه دعی لم تمسه النار)۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت نبی علیہ السلام چھپنے لگوا رہے تھے۔ اس سے نبی علیہ السلام کے مبارک بدن سے خون نکلا۔ جب آپ ﷺ چھپنے لگوا کر فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عبد اللہ! اس خون کو لے جاؤ اور کسی ایسی پوشیدہ جگہ میں ڈال دو جہاں سے کوئی بندہ اسے دیکھ نہ سکے، وہ لے کر گئے اور جا کر انہوں نے اس خون کو پی لیا۔ جب وہ لوٹ کر واپس آئے تو نبی علیہ السلام نے پوچھا: اے عبد اللہ! تو نے اس خون کا کیا کیا؟ کہنے لگے: اے اللہ کے نبی علیہ السلام! میں نے اسے ایسی مخفی جگہ پر ڈال دیا ہے کہ کسی کو اس کا پتہ ہی نہیں چلے گا۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: لگتا ہے کہ تو نے اس کو پی لیا ہے، میں نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا: بس! اب انسانوں کی مصیبت تیری وجہ سے اور تیری مصیبت انسانوں کی وجہ سے۔ (اصل میں ان کی موت لڑائی کے دوران آئی تھی۔ کچھ لوگوں کو انہوں نے قتل کرنا تھا اور کچھ لوگوں نے ان کو شہید کرنا تھا۔ یہاں اس طرف اشارہ فرمایا) اب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اندر عام لوگوں کی نسبت جو بہت زیادہ طاقت آگئی تھی۔ وہ اسی خون کی برکت تھی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ



نبی ﷺ نے ان کو فرمایا: میرا خون جس کے خون کے ساتھ مل گیا اس کو جہنم کی آگ نہیں جلا سکتی۔

## موئے مبارک کی برکات

نبی ﷺ کے موئے مبارک کی برکات بھی عجیب ہیں۔ ایک روایت میں ہے:

كان النبي ﷺ يوزع شعرة بين الصحابة عند ما يخلق رأسه الشريف، وكان الصحابة رضي الله عنهم يحرصون على ان يحصلوا شيئاً من شعرة ﷺ ويحافظون على ما يصل الى ايديهم منه للتبرك به۔

”جب نبی ﷺ حلق کرواتے تھے تو پھر آپ ﷺ اپنے موئے مبارک کو صحابہ میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس بات پر حریص ہوتے تھے کہ انہیں نبی ﷺ کے موئے مبارک مل جائیں، وہ پھر ان کی حفاظت کیا کرتے تھے اور ان سے برکت بھی حاصل کیا کرتے تھے“

حجۃ الوداع کے موقع پر جب نبی ﷺ نے حلق کروایا تو آپ ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: میرے یہ بال صحابہ میں تقسیم کر دو، چنانچہ کسی صحابی کو ایک بال ملا اور کسی کو دو ملے۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھی وہ بال ملے انہوں نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے ان بالوں کو اپنی ٹوپی کے اندر سی لیا تھا، وہ فرماتے ہیں: یہ ٹوپی کر کے میں جب بھی جہاد میں جاتا تھا اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ فتح عطا فرمادیتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ یرموک کے دن ان کی وہ ٹوپی گم ہو گئی، جب انہوں نے اپنی ٹوپی ڈھونڈی تو وہ انہیں مل گئی اور انہوں نے کہا: آپ ﷺ کا حلق ہو رہا تھا

جب آپ ﷺ کی پیشانی کے قریب کے بال اترے تو میں نے آگے بڑھ کر تبرک کے طور پر لے لئے۔ لہذا اب ان کو اپنے پاس رکھنے سے اللہ کی برکت اور رحمت میرے ساتھ شامل ہو جاتی ہے۔

## بچے ہوئے پانی اور کھانے کی برکات

اللہ کے حبیب ﷺ کے بچے ہوئے کھانے کی برکات کے بارے میں دیکھئے:  
 آپ ﷺ کا بچا ہوا پانی پینے میں اور آپ ﷺ کا بچا ہوا کھانا لے کر کھانے میں صحابہ رضوان اللہ عنہم ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی یہ عادت مبارک تھی کہ جب آپ ﷺ پانی پیتے تو بچا ہوا پانی اپنی دائیں طرف والے صحابی کو دے دیتے تھے۔ ایک موقع پر بائیں طرف بڑے حضرات بیٹھے تھے اور دائیں طرف ایک بچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر اس وقت کیا ہوا؟

فعن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ اتى بشراب فشرب منه وعن يمينه غلام، وعن يساره الاشياخ فقال للغلام اتأذن لى ان اعطى هؤلاء؟ فقال الغلام وهو ابن عباس رضی اللہ عنہ واللہ یا رسول اللہ لا أوثر بنصیبی منك احدا، فتله رسول اللہ ﷺ فی یدہ۔

”سهل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے پانی پیا، اس وقت آپ ﷺ کی دائیں طرف ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف شیوخ تھے۔ نبی ﷺ نے اس لڑکے سے کہا:..... کیا آپ کی طرف سے اجازت ہے کہ میں یہ پانی ان بڑے لوگوں کو دے دوں؟ لڑکے نے کہا:..... وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تھے، اے اللہ کے

حبیب! اللہ کی قسم! آپ کی بچی ہوئی چیز کے معاملے میں میں اپنے اوپر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے وہ بچا ہوا پانی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو پکڑا دیا“  
ایک اور بات بھی ملاحظہ کیجئے:

وعن عميرة بنت مسعود رضي الله عنها انها دخلت على النبي ﷺ هي واخواتها يبأيعنه، وهن خمس، فوجدته يأكل قديدة فمضغ لهن قديدة ثم ناولني القديدة، فمضغتها كل واحدة قطعة قطعة، فلقين الله وما وجد لافوهن خلوف“۔

”عمیرہ بنت مسعود رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ وہ اور ان کی بہنیں نبی ﷺ سے بیعت کرنے کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وہ پانچ تھیں، انہوں نے نبی ﷺ کو خشک گوشت کھاتے ہوئے پایا، وہ خشک گوشت جو نبی ﷺ چبا رہے تھے وہ آپ ﷺ نے ان کو دے دیا، وہ کہتی ہیں کہ ہم سب نے وہ تھوڑا تھوڑا کھا لیا، وہ بوڑھی ہو کر فوت ہو گئیں مگر ان کے منہ سے کبھی بدبو نہیں آیا کرتی تھی“

## ناخن مبارک کی برکات

نبی ﷺ کے ناخن مبارک میں بھی برکت ہوتی تھی۔ ایک روایت میں ہے:  
”ثبت انه ﷺ قلم اظافره وقسبها بين الناس  
للتبرك بها“۔

”نبی ﷺ اپنے ناخن مبارک کاٹتے تھے اور پھر ان کو لوگوں میں

تقسیم کر دیتے تھے تاکہ ان کو برکت حاصل ہو جائے“

## لباسِ مبارک کی برکات

نبی ﷺ کے مبارک لباس کے اندر بھی برکت تھی، ایک روایت میں ہے:

”ان الصحابة رضی اللہ عنہم كانوا يحرصون على اقتناء ملابسہ  
واوانیہ للتبرک بہا والاستشفاء۔“

”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے استعمال والے کپڑوں سے اور  
برتنوں سے برکت حاصل کرنے میں اور شفا حاصل کرنے میں حریص  
ہوتے تھے“

چنانچہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

انہا اخرجت جبة طیالسة وقالت : ان رسول  
اللہ ﷺ یلبسہا فنحن نغسلہا للمرضی یتشفى بہا۔“

”ان کے پاس نبی ﷺ کا ایک جبہ تھا، انہوں نے وہ نکالا اور  
فرمانے لگیں: نبی ﷺ نے یہ جبہ پہنا تھا، ہم اس کپڑے کو پانی میں  
ڈبو دیتیں ہیں اور وہ پانی مریضوں کو پلاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ مریضوں کو  
شفاء عطا فرمادیتے ہیں“

## لمسِ نبوی ﷺ کی برکات

نبی ﷺ جس چیز کو چھو لیتے تھے اس چیز میں بھی برکت آجاتی تھی۔ اس کی چند  
مثالیں ملاحظہ کر لیجئے:

☆..... سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی آزادی کے لئے ان کے مالک نے یہ شرط رکھی کہ  
تم اس وقت تک آزاد نہیں ہو سکتے جب تک تمہاری لگائی ہوئی تین سو کھجوریں پھل نہیں  
دیں گی، اور جب تک تم چالیس اوقیہ سونا نہیں دو گے، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اس کی یہ

شرط نبی ﷺ کو آ کر بتائی، نبی ﷺ نے فرمایا: وہ جو شرط لگاتا ہے طے کر لو، چنانچہ وہ طے کر کے آگئے اور نبی ﷺ کو بتا دیا۔

اس کے بعد ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے سونے کا ایک ٹکڑا نبی ﷺ کو پیش کیا، نبی ﷺ نے وہ ٹکڑا لے کر سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور فرمایا: سلمان! جاؤ اور یہ اپنے مالک کو دے دو اور اس کو کہو کہ وہ اسے تول لے، چنانچہ وہ سونے کا ٹکڑا لے کر گئے اور یہودی مالک کو دیا، وہ دیکھنے میں چھوٹا تھا مگر جب وزن کیا تو پورا چالیس اوقیہ تھا، یہودی نے دو تین دفعہ اس کا وزن کیا، پھر وہ مطمئن ہو گیا کہ اس کا وزن تو پورا ہے۔

پھر اس کے دل کو اس بات سے تسلی ہوئی کہ ابھی تو تین سو کھجوریں لگیں گی، پھر پھل دیں گی، اور کھجوریں تو پھل دینے میں بھی کئی سال لگا دیتی ہیں۔ اس لئے کئی سال تک تو ادھر ادھر کہیں نہیں جاسکتا،

نبی ﷺ نے فرمایا: تو پودے بارہ کہنا، میں آ کر ان کو لگاؤں گا، چنانچہ آپ ﷺ نے کھجوروں کے تین سو میں سے دو سو نانوے پودے لگائے اور ان سب پودوں نے اسی سال پھل دینا شروع کر دیا، ایک پودے نے پھل نہ دیا، اس کے بارے میں پتہ چلا کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے وہ پودا خود براہ راست لگا دیا، پھر آپ ﷺ نے ایک پودا اور لگایا اور پورے تین سو پودوں نے پھل دے دیا۔

☆..... ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں گیا، ان کے ہاں کھانا کھایا۔ اس کے بعد ان کی باندی میرے لئے ایک تولیہ لے کر آئی، وہ تولیہ ذرا میلا سا تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جب وہ تولیہ دیکھا تو انہوں نے اس کو ڈانٹا اور کہا: اتنا میلا تولیہ لے کر آئی ہے؟ وہ کہنے لگی: جی آپ تھوڑی دیر انتظار کریں، میں ابھی آتی ہوں، تنور جل رہا تھا، وہ بھاگ کر گئی اور اس نے جا کر وہ تولیہ تنور کے اندر ڈال دیا، جب تھوڑی دیر کے بعد اس تولیہ کو تنور سے نکالا تو وہ بالکل صاف ستھرا

تھا، چنانچہ وہ گرم گرم تولیہ میرے پاس لائی اور کہنے لگی: جی! اب آپ اپنے ہاتھ صاف کر لیں، میں نے ہاتھ صاف کر لئے اور ساتھ یہ بھی پوچھا مجھے بتاؤ کہ یہ کیا معاملہ ہے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا: ایک مرتبہ نبی علیہ السلام میرے گھر دعوت پر تشریف لائے تھے۔ میں نے اس وقت نبی علیہ السلام کو یہی تولیہ پیش کیا تھا۔ جب سے اللہ کے حبیب ﷺ نے اس تولیے سے ہاتھ صاف فرمائے، آگ نے اس تولیے کو جلانا چھوڑ دیا، چنانچہ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسے آگ میں ڈال دیتے ہیں۔ آگ میل کچیل تو کھا لیتی ہے اور صاف ستھرا تولیہ ہم باہر نکال لیتے ہیں۔

☆..... ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا روٹیاں پکا رہی تھیں، اسی وقت اللہ کے حبیب ﷺ تشریف لے آئے آپ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ! میں بھی روٹی لگاؤں گا، انہوں نے کہا: جی! لگائیں، چنانچہ اللہ کے حبیب نے روٹی لگائی، اب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حیران ہیں کہ سب روٹیاں پک گئی ہیں اور ایک روٹی ایسی ہے جو پکتی ہی نہیں۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ ایک روٹی نہیں پک رہی، آپ ﷺ نے فرمایا: چونکہ اس آٹے کو میرا ہاتھ لگ چکا ہے اس لئے آگ اس کے اوپر اثر ہی نہیں کر سکتی۔

☆..... ایک روایت میں ہے:

”کان یؤتی الیہ ﷺ بالمرضی واصحاب العاہات  
والہجانین فیمسح علیہم بیدہ الشریفۃ ﷺ فیزول  
ما بہم من مرض وجنون وعاہة۔“

”نبی علیہ السلام کے پاس کئی آسیب زدہ اور پاگل لوگوں کو لایا جاتا تھا، نبی علیہ السلام ان کو اپنے ہاتھوں سے مس کر دیتے تھے۔ اس سے ان کا مرض، پاگل پن اور آسیب کا اثر جاتا رہتا تھا“

☆..... ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام میرے گھر میں تشریف لائے، آپ ﷺ نے ایک مصلے پر نماز پڑھی، اس کے بعد میں اس مصلے پر نماز پڑھا کرتا تھا اور برکت حاصل کیا کرتا تھا۔

☆..... ایک اور صحابی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی علیہ السلام تشریف لائے اور آپ ﷺ نے میرے بدن کے ایک حصے کو پکڑا..... جیسے بازو سے پکڑ لیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس پکڑ لینے سے میرے جسم کے اس حصے میں برکت آگئی، حتیٰ کہ اگر کوئی بیمار آدمی آتا تھا اور میں اس کو جسم کے اس حصے سے ٹچ کر دیتا تھا تو اس کی بیماری دور ہو جاتی تھی، اللہ اکبر کبیرا، جیسے پارس ہوتا ہے کہ وہ پتھر کو بھی سونا بنا دیتا ہے، اسی طرح اللہ کے حبیب ﷺ بھی پارس کی مانند تھے۔ آپ ﷺ سراپا برکت تھے۔

## ایک سچے جانشین کی برکات

جس طرح نبی علیہ السلام کے استعمال کی چیزوں میں برکات ہوتی تھیں، بالکل اسی طرح کا معاملہ ان لوگوں کا بھی ہوتا ہے جو نبی علیہ السلام کے سچے جانشین ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر مسئلہ خلق قرآن کے بارے میں امتحان آنا تھا، اس سے پہلے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خواب دیکھا، اس کا لب لباب یہ تھا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس امتحان میں کامیاب ہو جائیں گے۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کو بھیجا اور فرمایا کہ یہ خواب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو بتادو، جب وہ بشیر آیا تو انہوں نے اس بشارت کی وجہ سے اس کو اپنا جبہ دے دیا۔

جب وہ لوٹ کر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تو ان کو بتایا: جی! مجھے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے خوشی میں جبہ دیا ہے اور انہوں نے فرمایا کہ اس میں میرے لئے

بشارت ہے، اس لئے کہ میرا امتحان تو ہوگا مگر میں اس میں کامیاب ہو جاؤں گا، یہ سن کر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

”بہت اچھا! جب تم اپنے پاس رکھو۔ اس کو پانی میں بھگو دو۔ ہم اس پانی کو برکت کے لئے نوش کر لیں گے“

چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ پانی نوش فرمایا۔





چوتھا باب

حضور نبی کریم ﷺ کی

انقلابی پالیسی

اور اس کا مختصر جائزہ

## اہلِ عرب کی مثال

نبی علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے مکہ مکرمہ کے مشرکین جہالت کی زندگی گزار رہے تھے۔ قتل و غارت، ظلم و ستم، جنگ و جدل اور لوٹ مار ان کا شیوہ تھا، بے حسی کی انتہا دیکھئے کہ دوستوں کی محفل میں گوشت کھلانے کے لئے زندہ جانور سے گوشت کاٹ کر پکالیا کرتے تھے۔ ان کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی کہ زندہ جانور کے ساتھ کیا بیت رہی ہے، معمولی بات پر جو لڑائی شروع ہوتی تھی تو وہ سینکڑوں انسانوں کے مرنے کا سبب بن جاتی تھی، ”جس کی لاٹھی اس کی بھینس“ والا قانون تھا، قیصر و کسریٰ ان پر حکومت کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ باپ کے مرنے کے بعد ماں کو بھی میراث کے مال کی طرح تقسیم کر دینا ان کی عادت تھی، بیوہ کو ذلت و رسوائی کا طوق ڈالنا اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا، یہ ان کے عام سے بات تھی۔

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کو دین سکھایا اور ان جانور نما انسانوں کو صحیح معنوں میں انسان بنایا۔

## ایک حیرت انگیز انقلاب

ان لوگوں کو نبی علیہ السلام نے علم کے ہیرے اور موتی عطا کئے، وحی کی بارش ہوئی، اور پھر ایسی بہار کا موسم کھلا کہ پوری دنیا نے اس کو دیکھا، آپ ﷺ کی تعلیم پا کر صحابی رضی اللہ عنہم اخلاق کی اعلیٰ قدروں تک پہنچ گئے،

☆..... جو جاہل تھے وہ عالم بنے۔

☆..... جو ظالم تھے وہ عادل بنے۔

☆..... جو غاصب تھے وہ امین بنے۔

☆..... جو عزتوں کے لٹیرے تھے وہ عزتوں کے محافظ بنے۔

☆..... جو ننگِ انسانیت تھے وہ فخرِ انسانیت بن گئے۔

نبی علیہ السلام نے ان کو ایسے مکارمِ اخلاق کی تعلیم دی کہ وہ پورا معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن گیا۔ ان کے اندر اللہ رب العزت نے اخوت، الفت، ہمدردی، ایثار، تواضع، سینہ بے کینہ اور پرسوز دل جیسی نعمتیں عطا فرمادیں۔ چنانچہ ان میں سے ہر ہر بندہ ”خليفة الله في الارض“ بننے کی اہلیت پا گیا۔

## اعلانِ نبوت سے پہلے معاشرے کی پسندیدہ شخصیت

جب نبی ﷺ تشریف لائے اور چالیس سال کی عمر میں آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا، تو اعلان فرمانے سے پہلے آپ اس پورے علاقے کے بہت ہی زیادہ ہرد عزیز شخصیت تھے۔ ہر آدمی آپ سے محبت کرتا تھا۔ ہر آدمی آپ کو پسند کرتا تھا۔ آپ کی ذہانت کو مانتے تھے، حتیٰ کہ جب انہوں نے بیت اللہ شریف کو بنانا تھا تو فیصلہ نہیں ہو رہا تھا کہ ہجر اسود کو کون اپنی جگہ پر نصب کرے۔ ہر قبیلے کے لوگ یہ چاہتے تھے کہ یہ عزت ہمیں ملنی چاہیے۔ بالآخر نبی ﷺ کو فیصلہ کرنے کے لیے کہا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب نے فیصلہ یہ کیا کہ چادر بچھائی اور تمام قبیلوں کے بڑے سرداروں کو کہا کہ چادر کو پکڑ لیں اور اس کے اندر ہجر اسود رکھ کر اسے اٹھا کر سب لے کر چلے، جب با لکل قریب آ گیا تو آپ نے اٹھا کر اسے نصب فرمادیا، اتنے بڑے بڑے مسئلے کو اتنی آسانی کے ساتھ حل کر دیا، تو لوگ آپ کی شخصیت اور حکمت و دانائی کے پہلے ہی معترف تھے۔

## دعوتِ توحید

جب آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ لوگ جو آپ کو اتنا پسند کرتے تھے، وہ آپ

کے دشمن ہو گئے، قوم کو جمع کرنے کے اور بھی تو طریقے ہو سکتے تھے، مثلاً آپ اپنی قوم، قریش مکہ کو کہتے کہ دیکھو! ہم عرب ہیں، ہم سب اکٹھے ہو جائیں اور اپنے علاقے کی ڈویپمنٹ کریں، وہ سب ایک ہو جاتے اور آپ کو اپنا لیڈر بنا لیتے۔

اگر آپ اکنامکس کا نعرہ لگا دیتے کہ لوگو! کھانے کو کچھ نہیں..... پینے کو پانی نہیں جینے کو پانی نہیں، آؤ! ہم مل کر کوئی لائحہ عمل بناتے ہیں، کوئی تجارت کے اصول وضع کرتے ہیں، تاکہ ہم اپنی حالت کو بہتر بنا سکیں، تو وہ لوگ یقیناً اس آواز پر لبیک کہتے اور آپ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاتے، مگر نہیں! آپ نے لیڈر بننے کا یہ جو آسان طریقہ تھا، اس کو نہیں اپنایا، یہ اس بات علامت ہے کہ آپ نے جو کچھ کیا، اللہ رب العزت کے حکم کے تحت کیا۔

آپ نے وہ طریقہ اپنایا جو سب سے زیادہ مشکل تھا، آپ نے لوگوں کو دعوت دی کہ لوگو! تم جن معبودوں کی پیروی کرتے ہو، یہ سب کے سب تمہارے ہاتھوں کے بنے ہوئے ہیں، عبادت کے لیے فقط اللہ رب العزت کی ذات ہے جو خالق کائنات ہے، لوگوں نے تو بیت اللہ شریف میں مٹی کے خدا، لوہے کے خدا، پتھر کے خدا، آٹے کے خدا، بڑے خدا، چھوٹے خدا، موٹے خدا، سب جھوٹے خدا..... ۳۶۵ بت جمع کر رکھے تھے، نبی ﷺ نے آ کر ایک ہی بات کہی:

قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ۔

”کہہ دو کہ اللہ ایک ہے تم کامیاب ہو جاؤ گے“

## نبوت کی کھلی دلیل

آج اگر کوئی آدمی کسی بات کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کی دلیل کے طور پر بہت ادھر ادھر کی باتیں کرتا ہے، نبی ﷺ کی سیرت مبارکہ کیا عجیب ہے کہ جب آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ فرمایا تو لوگوں نے پوچھا کہ آپ کی نبوت کی دلیل کیا ہے تو اس پر

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ﴾..... (یونس: ۱۶)

”لوگو! میں نے تمہارے درمیان زندگی گزاری ہے“

میری زندگی اس بات پر گواہ ہے، تو دلیل کے طور پر اپنے کردار کو پیش کرنا یہ بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے، دنیا میں کوئی دوسرا بندہ ایسا نظر نہیں آتا کہ جس نے اپنے کردار کو پیش کیا ہو، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: دیکھو! نبوت سے پہلے بھی میں نے تم میں زندگی گزاری ہے، اس کا مطلب ہے:

☆..... اتنی پاکیزہ زندگی تھی،

☆..... اتنی پاکدامنی کی زندگی تھی،

☆..... اتنی دیانتداری کی زندگی تھی،

☆..... اتنی امانتداری کی زندگی تھی،

☆..... اتنی دوسروں کے ساتھ غم خواری کی زندگی تھی،

کہ اللہ کے حبیب نے اپنی مبارک زندگی کو دلیل کے طور پر پیش کیا،

کردار..... سب سے بڑا ہتھیار

دنیا تلوار کا مقابلہ تو کر سکتی ہے، کردار کا مقابلہ نہیں کر سکتی، کردار بہت عظیم ہوتا ہے،

نبی ﷺ نے کردار کو پیش کیا، سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں،

﴿فتحت البدینۃ بالاخلاق﴾ ”مدینہ اخلاق کے ذریعے سے فتح کیا گیا“

نبی ﷺ نے اپنے اخلاق عظیمہ کی وجہ سے مدینہ کے لوگوں کے دلوں کو فتح

فرمایا تھا،

انوکھا فاتح

فتح مکہ کا موقع ہے، نبی ﷺ سواری پر سوار ہیں، مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہے ہیں،

عام دستور کیا ہوتا ہے؟ ایسے موقع پر:

☆..... نعرے ہوتے ہیں،

☆..... دعوے ہوتے ہیں،

☆..... ڈھول باجا ہوتا ہے،

☆..... تماشا ہوتا ہے،

☆..... فتح کا جشن منایا جاتا ہے،

مگر دنیا نے یہ عجیب فاتح دیکھا، جھکے ہوئے ہیں، سواری کی گردن کے بالوں سے پیشانی لگ رہی ہے اور اس حالت میں فرما رہے ہیں:

﴿لا اله الا الله وحده نصر عبده وهزم الاحزاب وحده﴾

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۵۰۵: ۱۴)

”سب تعریفیں اس ایک اللہ کے لیے ہیں، اس ایک اللہ نے اپنے بندے کی مدد کی، اس ایک اللہ نے سب مخالفوں کو شکست عطا فرمادی“

خود کریڈٹ نہیں لیا، ساری تعریفیں اللہ کی طرف منسوب کیں، کردار سے دکھا دیا، اب اس کردار کا مقابلہ کوئی کیا کرتے؟

## اخلاقی فتوحات

پھر لوگ جب جیت جاتے ہیں تو دشمنوں کو عبرت کا نشان بنا دیتے ہیں..... اتنا ظلم کرتے ہیں..... یہ عجیب فاتح ہے کہ اللہ نے جیت بھی عطا فرمادی، فاتح مکہ بھی بنا دیا، مگر اس کے باوجود دشمنوں سے درگزر کیا، معاف کر دیا، اور معاف بھی کن کو کیا؟ جنہوں نے آپ ﷺ پر ظلم کے پہاڑ توڑے تھے، سبحان اللہ!

اسلام تلوار سے نہیں کردار سے پھیلا

آج دنیا کہتی ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا، ایسا نہیں ہے، اسلام تو کردار

کے روز سے پھیلا ہے، تلوار خود بخود نہیں چلتی، تلوار کے پیچھے چلانے والے ہاتھ ہوتے ہیں، وہ جو چلانے والے ہاتھ تھے ان کے دلوں کو کس نے فتح کیا؟ بیرون ملک میں ایک دفعہ ایک صاحب بحث کرنے لگے: کہنے لگے کہ جی! وہ تو چند جنگجو اکٹھے ہو گئے تھے اور انہوں نے تلوار کے زور پہ اسلام کو پھیلا دیا تھا، تو میں نے اس سے سوال پوچھا کہ چند جنگجو اکٹھے ہو گئے تھے، ان کے دلوں کو کس تلوار نے اکٹھا کیا تھا؟ کہنے لگا: ہاں! وہ تو مسلمانوں کے نبی ﷺ کے اخلاق اور محبت سے اکٹھے ہوئے تھے، میں نے کہا: اصل چیز یہ تھی کہ وہ دین اسلام کو زور کے زور سے پھیلا ہے،

## دل کو مسخر کر دینے والے اخلاق

اس کرداری کی عظمت کو دیکھنا ہے تو ذرا دیکھیے! نبی ﷺ کی زندگی کو، قدم قدم پر آپ ﷺ کے اخلاق کے اعلیٰ نمونے سامنے آئیں گے،

☆..... اللہ کے حبیباً جب بھی بیت اللہ کی طرف جاتے تھے تو راستے میں ایک عورت بہانے سے کوڑا کرکٹ سر پہ ڈال دیتی تھی، وہ تاک میں رہتی تھی، جب بھی آپ ﷺ گزرتے تو وہ چھت کے اوپر سے کوڑا کرکٹ اس طرح سے ڈالتی کہ مٹی آپ ﷺ کے کپڑوں پہ پڑتی، ایک دفعہ نہیں..... دو دفعہ نہیں..... درجنوں دفعہ یہ واقعہ پیش آیا، ایسی صورت حال میں دل کو کتنی اپنا پہنچتی ہے اور کتنا غصہ آتا ہے، مگر اللہ کے حبیب ﷺ جانتے تھے کہ یہ بیوہ عورت ہے اس لیے آپ خاموشی اختیار فرماتے تھے،

اور وہ بیوہ عورت جب بیمار ہو گئی اور کچھ دن اس نے کوڑا کرکٹ نہیں پھینکا، اللہ کے حبیب ﷺ کو حیرانی ہوئی کہ یہ عورت کیوں نہیں کوڑا کرکٹ پھینکتی، معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ بیمار ہے، آپ ﷺ اس کے دروازے پہ تشریف لے گئے، دروازہ کھٹکھٹایا..... اندر بیوہ عورت ہے اور اس کی ایک جوان العمر بیٹی ہے..... کوئی مرد نہیں

جو اس کی صحیح تیمارداری کر سکے، جب دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو بیٹی بھاگی ہوئی آئی، اس نے کواڑ سے دیکھا تو نبی ﷺ کو کھڑے پایا..... گھبرا گئی..... اس نے کہا: امی! میں آپ کو منع کرتی تھی کہ کواڑا کرکٹ نہ ڈالا کریں اور آپ ضد اور غصے میں آکر یہ کام کرتی تھیں، آج دیکھو وہ بندہ دروازے پہ کھڑا ہے، تم بیمار ہو، میں جوان العمر ہوں، آج ہمارا کیا بنے گا؟ کوئی مرد نہیں جو آج ہمیں اس سے بچائے، عورت جب یہ بات سنتی ہے تو تھوڑی دیر سوچتی ہے، پھر کہتی ہے: ہاں! میں نے سنا ہے کہ وہ اچھے اخلاق والے ہیں، تم جاؤ، دروازہ کھولو اور پوچھو! کیا کہنے آئے ہیں؟ اس لڑکی نے دروازہ کھولا، پوچھا: آپ نے دروازہ کیوں کھٹکھٹایا؟ نبی ﷺ فرماتے ہیں: مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہاری والدہ بیمار ہے، گھر میں سودا سلف لانے کے لیے کوئی مرد نہیں، میں اس لیے آیا ہوں کہ اگر کوئی دوا منگوانی ہو تو میں حاضر ہوں، وہ عورت جو کواڑا کرکٹ ڈالا کرتی تھی، جب وہ اس بات کو سنتی ہے تو کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو جاتی ہے..... کر دار کی عظمت عجیب چیز ہے۔

☆..... نبی ﷺ کے اعلانِ نبوت کے ابتدائی دنوں کی بات ہے، ایک بڑھیا اپنا سامان گھٹری وغیرہ لے کر کہیں جا رہی تھی، اللہ کے حبیب نے اس بڑھیا کو دیکھا تو آپ ﷺ نے کہا: اماں! یہ بوجھ آپ کا میں اٹھا لیتا ہوں اور جہاں لے جانا ہے میں وہاں پہنچا دیتا ہوں، وہ بڑھیا بڑی خوش ہوئی اور کہنے لگی: ہاں! اے نوجوان! تم کتنے اچھے ہو! تم مجھے ہیلپ آؤٹ کر دو اور یہ سامان ذرا مکہ مکرمہ سے باہر پہنچا دو، جہاں تک وہ گئی، اللہ کے حبیب نے اس کا سامان وہاں پہنچا دیا، جب سامان پہنچا کر واپس آنے لگے تو وہ بڑھیا کہنے لگی: نوجوان! میں تمہیں نصیحت کرتی ہوں تم اپنے باپ دادا کے دین پر جسے رہنا، مکہ مکرمہ میں کوئی نیا آدمی آیا ہے جو ہمارے معبودوں کو بڑا کہتا ہے اور ان کی پرستش سے منع کرتا ہے، میں نے اپنے پوری زندگی اپنے بڑوں کے دین پر گزاری ہے، میں نے سنا ہے کہ اس کی باتوں میں بڑا اثر ہے..... انہیں سن



کر لوگ اپنے دین کو چھوڑ دیتے ہیں..... میں نہیں چھوڑنا چاہتی، اس لیے میں شہر چھوڑ کے آگئی ہوں کہ میرے کانوں میں اس کی بات ہی نہ پڑے، اور میں تمہیں بھی نصیحت کرتی ہوں کہ تم بھی ذرا اس سے بچ کر رہنا، نبی ﷺ یہ سب باتیں خاموشی سے سنتے رہے، پھر آپ ﷺ جب وہاں سے چلنے لگے تو اس وقت وہ پوچھتی ہے کہ نوجوان! تمہارا نام کیا ہے؟ تم نے میرے ساتھ اتنا اچھا معاملہ کیا کہ میرا سامان یہاں پہنچا دیا، میں جب کبھی مکہ مکرمہ آؤں گی تمہیں آکر ملوں گی، جب اس نے پوچھا تو اللہ کے حبیب ﷺ نے جواب دیا: اماں! جس کے بارے میں تو اب تک کہہ رہی تھی کہ وہ بڑا انسان آگیا ہے، میں وہی محمد ﷺ ہوں، تو بڑھیا کہتی ہے، اگر تم وہی ہو جس نے آکر تو حید کا دعویٰ کیا ہے تو میں بھی کلمہ پڑھتی ہوں اور مسلمان ہوتی ہوں۔

تو اسلام تلوار کے زور سے نہیں کردار کے زور سے پھیلا ہے، بتائیے!

☆..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کس تلوار نے فتح کیا؟

☆..... حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسے بہادر، جنگجو جرنیل کو کس تلوار نے فتح کیا؟

یہ نبی ﷺ کے اخلاق تھے جس نے ان کے دلوں کو مسخر کیا، پھر ایسی جگہیں ہیں جن میں مسلمانوں کی کوئی فوج نہیں گئی، جیسے حبشہ، بحرین، وغیرہ مسلمانوں کے جانے سے پہلے وہاں اسلام قبول کر لیا گیا تھا، تو معلوم ہوا کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں، اخلاق کے زور سے پھیلا ہے، کردار دیکھنے میں بڑی بے قیمتی چیز نظر آتی ہے مگر یہ بڑی سے بڑی قیمتی چیزوں کو بھی خرید لیا کرتا ہے، اس لیے نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو کردار بنانے کی طرف متوجہ کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے اندر وہ اخلاق پیدا کیے، عادات پیدا کیں کہ جن کی وجہ سے وہ ایک عظیم انسان بن کر زندگی گزارنے والے بن گئے۔

## انقلابِ نبوی ﷺ کے عجائب

نبی ﷺ نے جو دنیا میں انقلاب پیدا کیا، اس انقلاب کی چند باتیں تو بڑی عجیب ہیں:

## (۱)..... کم وقت میں انقلاب

پہلی بات کہ دنیا میں ہر تبدیلی کے آنے میں وقت لگا کرتا ہے، نبی ﷺ نے جب نبوی کا دعویٰ فرمایا تو پہلے تیرہ سال تو مکہ مکرمہ میں قریش مکہ کی مشقتیں ہی برداشت کرتے رہے، پھر مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو اس کے بعد دس سال تھے، دس سال کی مدت، قوموں کی مدت میں بہت تھوڑی مدت ہوا کرتی ہے، آج کے حالات کو دیکھ لیں کہ دس سال گزرتے ہیں تو کیا تبدیلیاں آتی ہیں؟ کچھ بھی نہیں آتیں، مگر اللہ کے حبیب ﷺ نے دس سال کی قلیل مدت میں انسانوں کے دلوں کو اس طرح بدل کے رکھ دیا کہ جزیرہ عرب کے اندر ایک انقلاب آ گیا،

## (۲)..... کم وسائل سے انقلاب

پھر انقلاب لانے کے لیے وسائل استعمال کرنے پڑتے ہیں، آج کی دنیا میں انقلاب لانے کے لیے ٹریلین آف ڈالرز استعمال ہوتے ہیں، نبی ﷺ نے جو انقلاب برپا کیا تو وسائل کی کتنی کمی تھی، کھانے کی چیز نہیں ہوتی تھی، پہننے کو پورا کپڑا نہیں ہوتا تھا، وسائل تھے ہی نہیں، اتنے کم وسائل میں، اتنے کم وقت میں اور اتنے کم نقصان کے ساتھ یہ انقلاب آ گیا،

## (۳)..... کم نقصان سے انقلاب

کم نقصان سے کیا مراد کہ دنیا میں انقلاب آتے ہیں تو خون بہایا جاتا ہے، چنگیز خان کے حالات زندگی پڑھ لیجئے، ہلاکو کے حالات زندگی پڑھ لیجئے،

☆..... فرانس میں انقلاب آیا تو پچیس لاکھ آدمی مارے گئے،

☆..... روسی انقلاب میں چالیس لاکھ انسان مارے گئے،

☆..... ہند کی آزادی میں پانچ لاکھ آدمی کام آئے،

☆..... اور جب ملک تقسیم ہوا تو ایک کروڑ لوگ مارے گئے، کروڑوں انسانوں کی زندگیاں انقلاب لانے میں کام آتی ہیں، نبی ﷺ کا یہ انقلاب اتنا عجیب تھا کہ آپ کی مبارک زندگی میں مسلمان اور کافر دونوں طرف سے جو لوگ جنگوں میں فوت ہوئے یا مارے گئے ان کی تعداد ایک ہزار تریسٹھ تھی، آج تو عام معمول کے ملکوں میں ایک مہینے میں ایک ہزار بندے مار دیے جاتے ہیں،

اب کہنے کی بات یہ ہے کہ نبی ﷺ نے جو انقلاب پرپا کیا اس کی تین خاص باتیں ہیں، اتنے کم وقت میں، اتنے کم وسائل کے ساتھ اور اتنے کم نقصان کے ساتھ۔ اتنا بڑا انقلاب برپا کر دینا، یہ اللہ کے حبیب کی شان تھی، پوری دنیا کے لیے ایک چیلنج ہے کہ کوئی قدم بڑھائے اور ایسا انقلاب برپا کر کے دکھائے، کوئی بھی ایسا عظیم انقلاب برپا نہیں کر سکے گا،

## کامیاب اور مکمل انقلاب

آج دنیا میں لوگ آتے ہیں، کہتے ہیں: جی! ہمارا (عرصہ) دس سال تھا ہم یہ کام نہ کر سکے اور موقع ملتا تو ہم اور کرتے،

لوگ فوت ہوتے ہیں تو ان کے بارے میں کہا جاتا ہے:

☆..... جی! اس نے بڑا کام کیا، زندگی نے وفانہ کی اور موقع ملتا تو یہ بڑے کام

کرتا۔

☆..... اس سائنسدان نے بڑی ریسرچ کی، زندگی نے وفانہ کی اور وہ اپنے

کام کو پورا نہ کر سکا،

☆..... اس رائٹر نے بڑی کتابیں لکھیں اگر زندگی وفا کرتی تو وہ اور کتابیں لکھتا،

☆..... اس فاتح نے بڑے ملکوں کو فتح کیا اور اگر زندگی وفا کرتی تو اور فتوحات کرتا،

اکثر یہی کہا گیا کہ یہ اپنے کام کو پورا نہ کر سکا، اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے

جتنے لوگوں کی زندگیاں ہیں سب ادھوری زندگیاں ہیں، تاریخ انسانیہ میں صرف ایک

زندگی ایسی نظر آتی ہے جو کامل، مکمل اور اکمل زندگی ہے، وہ کیسے؟ نبی ﷺ نے ایک لاکھ پچیس ہزار صحابہ کے سامنے کھڑے ہو کر..... رات کی تاریکی میں نہیں، دن کی روشنی میں..... جنگل کی تنہائی میں نہیں، بھرے مجمعے میں کہا: لوگو! میں جس مقصد کے لیے دنیا میں آیا تھا، کیا میں نے اس مقصد کو پورا کر دیا ہے؟ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ نے گواہی دی: اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ نے امانت کو پہنچا دیا، امت کو نصیحت کر دی اور اپنا کام پورا کر دیا، نبی ﷺ نے انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر کہا:

﴿اللهم اشهد﴾..... ”اللہ اس پر تو گواہ رہنا“ (صحیح البخاری: ۱۶۲۵)

## نبی ﷺ کی انقلابی پالیسی..... محبت اور نرمی

نبی ﷺ نے اس روحانی اور اخلاقی تبدیلی کے لئے سختی کا راستہ نہیں اپنایا، محبت و الفت کا راستہ اپنایا، چنانچہ ایک حدیث مبارکہ ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نرمی پر وہ رحمتیں نازل فرماتا ہے جو سختی کے اوپر نازل نہیں فرماتا، محبت کا راستہ سب سے زیادہ قوت والا راستہ ہوتا ہے،

نبی ﷺ نے ان کے دلوں میں اللہ کی محبت بھی پیدا کی اور اللہ کے بندوں کی محبت بھی پیدا کی، یہ محبت ہی تھی جس نے ان کی زندگیوں کو بدل کر رکھ دیا اور ان کو صحیح معنوں میں انسان بنا دیا، عقل حیران ہے کہ ۲۳ سال کے قلیل عرصے میں ان کو ایسا شیر و شکر بنا دیا کہ جس کی مثال نہیں ملتی، رب کریم نے جو دلوں کے بھید جاننے والے ہیں ان کے بارے میں قرآن میں گواہی دی کہ:

﴿رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾... (الفتح: ۲۹)

”وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بہت رحیم و کریم تھے“

اصحابِ رسول ﷺ کی صفاتِ حمیدہ کا ایک جائزہ

آئیے! ان صفاتِ حمیدہ کا جائزہ لیں کہ جن کی وجہ سے وہ ان اخلاقی بلند یوں

تک پہنچے، ان میں سے کچھ صفات انفرادی تھیں اور کچھ اجتماعی، اب ان کی خوبیوں اور صفات حمیدہ کو ملاحظہ کیجئے،

## انفرادی صفات

### (۱)..... طلب علم

سب سے پہلے طلب علم کی صفت ہے، نبی ﷺ نے ہر ہر بندے کو علم کا طالب نادیاتھا، فرمایا:

”طلب العلم فریضة علی کل مسلم۔“

(سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۲۲۱)

”علم کا طلب کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر لازم ہے“

”اطلبوا العلم من البہد الی اللحد۔“

”تم پتنگھوڑے سے لے کر قبر میں جانے تک علم حاصل کرو“

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، فرمایا:

”العلم نور۔“ (البیوطا، رقم: ۲۴)

”علم روشنی ہے“

علم روشنی ہے اور جہالت اندھیرا ہے،

آج آپ جانتے ہیں کہ جو قوم علم میں آگے بڑھ جاتی ہے وہ پوری دنیا میں

غالب آ جاتی ہے،

### (۲)..... بامقصد زندگی

نبی ﷺ نے ان کو بامقصد زندگی گزارنے کی تعلیم دی، اس کو کہتے ہیں۔

Goal Oriented Life (بامقصد زندگی) یعنی زندگی کا ایک مقصد ہو جسے

انسان حاصل کرے۔ فرمایا:

”أَفْحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا“۔ (المومنون: ۱۱۰)

”کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا“

### (۳)..... صدق و صفا

نبی علیہ السلام نے ان کے اندر صداقت کے بیج بوئے، ان کو فرمایا کہ اللہ سے ڈرو،

”خشية الله في السر والعلانية“۔ (کنز العمال، رقم: ۴۳، ۴۴)

خلوتوں میں بھی اور جلوتوں میں بھی اللہ کے ڈر کی وجہ سے گناہوں کو چھوڑ دو،

### (۴)..... نیکو کاری

پھر نبی علیہ السلام نے ان کو نیکو کاری سکھائی اور بتلادیا:

﴿وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (البقرة: ۱۹۵)

”نیک کی کرو، اللہ تعالیٰ نیک کی کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں“

### (۵)..... تواضع

نبی علیہ السلام نے ان کے اندر سے غرور اور تکبر کو ختم کیا اور ان کے اندر تواضع پیدا

کی، بتلایا:

”من تواضع لله رفعه الله“۔ (کنز العمال، رقم: ۸۵۰۸)

”جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے، اسے اللہ بلندیاں عطا فرماتا ہے“

### (۶)..... تحمل مزاجی

پھر نبی علیہ السلام نے ان کے اندر تحمل مزاجی (Fore bearance) پیدا کی، گویا یہ

سمجھا دیا کہ انسان معمولی باتوں پر Instantaneous react نہ کرے، بھڑک نہ

اٹھے بلکہ باہمت بنے، ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچے، اور پھر مناسب قدم اٹھائے۔

یہ نکل مزاجی بہت بڑی نعمت ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ کی خدمت میں دس سال رہے اور خدمت کرتے رہے، وہ کہتے ہیں کہ دس سال میں اللہ کے نبی ﷺ نے نہ کبھی مجھے مارا، نہ کبھی ڈانٹا اور نہ کبھی نبی ﷺ نے بولنا چھوڑا، حیرت کی بات ہے کہ ایک بچے کی تربیت ہوئی اور زندگی میں کبھی مار کا موقع ہی نہیں آیا، آج ہمیں دیواروں پر لکھ کر لگانا پڑتا ہے ”مار نہیں پیار“ اللہ کے حبیب ﷺ نے Practically (عملاً) کر کے دکھا دیا کہ بچوں کی تربیت ایسے بھی ہوتی ہے، پیار کے ذریعے، محبت کی وجہ سے تم جو چاہو گے تمہارے بچے ویسے ہی بنتے چلے جائیں گے۔

### (۷)..... مٹھاس

پھر نبی ﷺ نے ان کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ محبت و پیار رکھنے کی عادت ڈالی، ایک مرتبہ نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا: میں تمہارے اندر ایمان تو دیکھتا ہوں مگر ایمان کی حلاوت نہیں دیکھتا، اے اللہ کے حبیب ﷺ! وہ ایمان کی حلاوت کیا ہوتی ہے؟ فرمایا: ایک دوسرے کے ساتھ الفت، محبت اور پیار کے ساتھ پیش آنا، گویا نبی ﷺ نے بتلا دیا کہ مومن رف اور لف نہیں ہوتا بلکہ:

”المؤمن حلو“۔ (کنز العمال، رقم: ۱۶۱۲)

”مومن کے اندر مٹھاس ہوتی ہے“

وہ بات کرتا ہے تو بات کے اندر شیرینی ہوتی ہے، وہ کوئی کام کرتا ہے تو وہ دوسروں کے لئے سکونِ قلب کا سبب بنتا ہے، تو مومن ایک Sophisticated طبیعت رکھنے والا انسان ہوتا ہے، جو اللہ کے بندوں کے لئے باعثِ رحمت بن جاتا ہے، فرمایا:

”ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء“۔ (سنن

الترمذی، رقم: ۱۸۲۷)

”کہ تم زمین والوں پر رحم کرو گے تو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا“

## (۸)..... اخلاص

پھر اللہ کے نبی ﷺ نے انہیں اخلاص کی تعلیم دی کہ ہم دنیا میں جو بھی کوئی کام کریں کسی دنیاوی منفعت یا ذاتی غرض کی وجہ سے نہیں بلکہ خالصتاً اللہ کی رضا کے لئے کریں، یہ اسلام کی ایک ایسی بنیادی تعلیم ہے جس نے ایک مومن کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا ہوا ہے، چنانچہ آپ کی اسی تعلیم کی برکت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اخلاص کے ایسے پیکر بنے کہ ان کی زندگیاں آنے والی انسانیت کے لئے روشن نمونہ بن گئیں،

## اجتماعی صفات

نبی ﷺ نے ان کے اندر ایسی اجتماعی صفات بھی پیدا کیں، جن سے ان کا معاشرہ ایک پرسکون اور مثالی معاشرہ بن گیا،

## (۱)..... مساوات

مثال کے طور پر: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سمجھایا: ”نہ گورے کو کالے پر فضیلت ہے، نہ عربی کو عجمی پر فضیلت ہے“  
آج اس Scientific World (سائنسی دنیا) میں، دنیا مساوات کی اس تعلیم کو بڑا عظیم اصول سمجھتی ہے، جبکہ نبی ﷺ چودہ سو سال پہلے اس اصول کو بتا دیا تھا۔

## (۲)..... انصاف

پھر نبی ﷺ نے معاشرے کی بنیاد انصاف پر رکھی، بتا دیا: ”وَأَقْسَطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ“۔ (الحجرات: ۹)  
”انصاف کرو اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں“  
بتایا کہ

”کفر سے حکومت چل سکتی ہے مگر ظلم سے حکومت نہیں چل سکتی“  
اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا میں پرسکون زندگی گزارو تو انصاف کرنا پڑے گا،



انصاف ایسا کہ جو نظر بھی آئے کہ انصاف ہو رہا ہے،

### (۳)..... عفو و درگزر

نبی ﷺ نے عفو و درگزر کی تعلیم دی، ایک خوبصورت بات کہی، فرمایا:

”صل من قطعك واعف عن ظلمك“۔ (شعب الایمان، رقم: ۵۸۵)

”جو تجھ سے توڑے تو اس سے جوڑ، جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر دے“

اور فرمایا:

”واحسن الی من اساء الیک“۔ (کنز العمال، رقم: ۸۵۰۸)

”اور جو تجھ سے برا کرے تو اس سے اچھا سلوک کر لے“

یہ نبی ﷺ کا حکم ہے، امر کے صیغے ہیں گو یا مومن کی تعریف بیان کی کہ وہ کیسے

ہوا کرتا ہے۔

### (۴)..... ایثار

نبی ﷺ نے ان کو ایثار کی تعلیم دی کہ دوسروں کو اپنے پر فوقیت دو، صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ دوسرے بھائی کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے تھے۔ معاملہ یہاں تک

پہنچا کہ جنگ یرموک میں ایک سپاہی بڑا زخمی ہو چکا تھا، ڈی ہائیڈریشن ہو چکی،

بلیڈنگ کی وجہ سے کمزوری ہو چکی، اور سخت گرمی کا موسم ہے، چنانچہ وہ کہتا ہے:

”العطش“ ”پاس“ ان کے چچا زاد بھائی ان کو پانی پلانے کے لئے مشک لے کر

آئے، مگر جب پانی پلانے لگے تو کسی اوزخمی نے یہی بات کی العطش، تو انہوں نے

منہ کو بند کر لیا اور اشارہ کیا کہ دوسرے کو پہلے پانی پلاؤ، وہ پانی لے کر دوسرے کی

طرف گئے، اس وقت تیسرے کی طرف سے آواز آئی العطش، دوسرے نے بھی

منہ بند کر لیا اور کہا کہ ادھر جاؤ، جب یہ تیسرے کے پاس پہنچے تو وہ شہید ہو چکے تھے۔

یہ لوٹ کر دوسرے کی طرف آئے تو وہ بھی اللہ کو پیارے ہو چکے تھے اور جب پہلے کی

طرف تو وہ بھی اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ آخری لمحے میں بھی وہ اپنے بھائیوں کو اپنے اوپر ترجیح دینے والے بن گئے تھے۔

### (۵)..... اخوت

پھر نبی ﷺ نے ان کے اندر اخوت کو پیدا کیا، فرمایا:  
”تم تجسس نہ کرو، کسی کے عیبوں کو ڈھونڈنے میں نہ لگو“

﴿ولا تجسسوا ولا تبغضوا ولا تدابروا﴾

”ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہو۔ ایک دوسرے کی جاسوسی مت کرو، آپس میں بغض نہ رکھو اور نہ ہی آپس میں اختلاف رکھو“  
اور آخر میں فرمایا:

”وكونوا عباد الله اخوانا“۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۶۲۲۹)

”اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی بن کر زندگی گزارو“

جب مہاجرین مدینہ تشریف لائے تو نبی ﷺ نے ان کی مواخات کروائی، تاریخ انسانیت میں انسانی بھائی چارے کی ایسی مثال اور کوئی پیش نہیں کر سکتا کہ کس طرح انہوں نے بھائی بھائی بن کر ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزاری،

### (۶)..... ستر پوشی

نبی ﷺ نے ان کو ستر پوشی کی تعلیم دی کہ تم اگر اپنے کسی بھائی کا عیب دیکھو تو اس کی ستر پوشی کرو اور اصلاح کی کوشش بھی کرتے رہو۔ فرمایا:  
”من ستر مسلما ستره الله يوم القيامة“۔

(صحیح البخاری، رقم: ۲۲۶۲)

”جو اپنے مومن بھائی کے (عیبوں) کی ستر پوشی کرے گا اللہ

قیامت کے دن اس (کے عیبوں) کی ستر پوشی کرے گا“

## (۷)..... برائی کا خاتمہ

نبی ﷺ نے ان کو سمجھایا کہ دیکھو، برائی ناپسندیدہ چیز ہوتی ہے، اس کو ابتدا سے ختم کریں۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر تم برائی کو دیکھو تو اگر ممکن ہو تو ہاتھ سے اسے روکو اگر ممکن نہ ہو تو زبان سے اظہارِ خیال کر دو، اور اگر یہ بھی ممکن نہیں تو کم از کم دل میں ہی اسے بڑا سمجھو۔

## (۸)..... از دو واجی زندگی

پھر از دو واجی زندگی بہت محبت و پیار سے گزارنے کی تعلیم دی، کیونکہ ایک فیملی یونٹ پہلی معاشرتی اکائی ہوتا ہے، لہذا خوشگوار از دو واجی زندگی خوشگوار معاشرے کی بنیاد بنتی ہے، چنانچہ نبی ﷺ نے اچھی از دو واجی زندگی گزارنے کی تعلیم دی، فرمایا:

”خیرکم خیرکم لاهلہ“۔ (سنن الترمذی، رقم: ۳۸۳۰)

”تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لئے سب سے بہتر ہے“

## (۹)..... نفع رسائی

پھر نبی ﷺ نے ایک بات فرمائی:

”خیر الناس من ینفع الناس“۔ (کنز العبال، رقم: ۳۳۱۵۳)

”انسانوں میں سے سب سے زیادہ بہتر انسان وہ ہے جو دوسرے انسانوں کے لئے فائدہ پہنچانے کا سبب ہو“

ذرا غور کیجئے! آج اس کسوٹی پر ہم اپنے آپ کو تو لیں تو ہم کہاں جاتے ہیں؟

## (۱۰)..... خدمتِ خلق

پھر نبی ﷺ نے فرمایا:

”واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ“۔

(شعب الایمان، البیہقی، رقم: ۱۶۹۵)

”اللہ بندے کی مدد میں اس وقت تک رہتا ہے جب تک بندہ

اپنے بھائی کی کاموں میں اس کی مدد کر رہا ہوتا ہے“

کیا خوبصورت Concept (تصور) دیا ہے کہ اگر ہم اپنے بھائی کے کام آئیں گے، اس کی تکلیف کے دور کرنے میں، اس کی مصیبت کے دور کرنے میں، اس کی پریشانی بانٹنے میں لگیں گے تو اتنی دیر اللہ ہماری مدد کرے گا،

### (۱۱)..... محاسبہ

نبی ﷺ نے تعلیم دی کہ:

”کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ“۔ (الادب المفرد: ۸۴)

”تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی رعایا کے

بارے میں پوچھا جائے گا“

لہذا انسان اپنا محاسبہ کرتا رہے، فرمایا:

”طوبی لمن حاسبوا نفسه قبل ان تحاسبوا“

”مبارک ہو اس شخص کو جو قیامت سے پہلے اپنا محاسبہ خود کر لے“

لہذا انسان اگر اپنے اعمال کا جائزہ لیتا رہے کہ مجھ سے حقوق کی ادائیگی میں

کہاں کہاں کوتاہیاں ہو رہی ہیں تو وہ بہت سی خرابیوں سے اپنے آپ کو بچا لیتا ہے اور

اللہ اور مخلوق کی نظروں میں مقبول بن جاتا ہے،

### (۱۲)..... اخلاقِ حمیدہ

نبی ﷺ نے ان کو اخلاقِ حمیدہ کی تعلیم دی، فرمایا:

”تخلقوا باخلاق اللہ“

انسانیت کی عظمت یہ ہے کہ وہ اپنے اندر اللہ رب العزت کے اخلاق پیدا

کرے، اور واقعی نبی ﷺ نے ایسی محنت فرمائی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر یہ ساری صفات پیدا ہو گئیں تھیں،

## تعمیر انسانیت..... فکری تبدیلی کا ایک واقعہ

نبی ﷺ نے لوگوں کی اخلاقی قدروں میں کس طرح تبدیلی پیدا فرمائی اس کا اندازہ لگانے کے لئے ایک واقعہ ملاحظہ کر لیجئے،

نبی ﷺ تشریف فرما ہیں۔ ایک صحابی ایک چھوٹی سی معصوم بچی کو اٹھائے ہوئے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ زار و قطار رو رہے ہیں۔ نبی ﷺ نے پوچھا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کہنے لگے: اے اللہ کے حبیب ﷺ! مجھے اپنا ماضی یاد آ رہا ہے، پوچھا: کیا ہوا؟ کہنے لگے:

میں اسلام لانے سے پہلے اتنا سنگدل انسان تھا کہ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتا تھا، ایک مرتبہ میں سفر پر تھا میرے ہاں بیٹی ہوئی، میری بیوی نے اس بیٹی کو اپنی بہن کے گھر بھجوا دیا، میں سفر سے لوٹا اور میں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ وہ کہنے لگی: بیٹی ہوئی تھی دفن کر دی، میں نے کہا: قصہ ختم ہوا۔

وہ بیٹی میری سالی کے ہاں پلتی رہی، حتیٰ کہ لڑکپن کی عمر کو پہنچ گئی، بیٹھی بیٹھی باتیں کرنے لگ گئی، وہ کبھی کبھی اس کے ساتھ میرے گھر بھی آتی رہی، میں اسے اپنی سالی کی بیٹی سمجھتا، میں بھی اس کی باتیں سنتا، مجھے اچھی لگتیں، وہ بچی کبھی میری گود میں آ جاتی میں اظہارِ محبت بھی کر دیتا، حتیٰ کہ اس بچی سے میں محبت کرنے لگ گیا، جب میری بیوی نے دیکھا کہ اب میں اس کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہوں اور اسے بہت محبت دے رہا ہوں، تب اس نے یہ راز کھولا کہ یہ تو ہماری بیٹی ہے، کہتے ہیں: میں نے یہ سنا تو میرے دل کی کیفیت بدل گئی لیکن میں نے بیوی کو اظہار نہیں کیا،

دو چار دن گزرے، ایک دن میں نے اپنی بیوی کو کہا: کتنا اچھا ہوا اگر میں اس کو

اپنے ساتھ بازار لے جاؤں، اس نے کہا: لے جائیں، میں نے اس چھوٹی سی پھول جیسی بیٹی کو اٹھایا اور میرے اندر کا حیوان اس وقت پوری طرح تیار تھا کہ میں اس بچی کو زندہ دفن کر دوں، میں ویرانے میں گیا اور میں نے گڑھا کھودنا شروع کر دیا، جب میں گڑھا کھود رہا تھا تو مٹی میرے کپڑوں پر پڑ رہی تھی اور وہ چھوٹی بچی میرے کپڑوں کو جھاڑ رہی تھی اور کہہ رہی تھی: ابو! آپ کے کپڑے میلے ہو رہے ہیں۔ آپ کے کپڑوں پر مٹی پڑ رہی ہے، میرے دل میں اس کا احساس نہیں تھا، جب میں نے گڑھا کھود لیا تو میں نے اس بچی کو پکڑ کر گڑھے میں پھینکا اور اس پر مٹی ڈالنی شروع کر دی، معصوم بچی رونے لگ گئی، کہنے لگی: میرے سر پر مٹی پڑ رہی ہے، میرے آنکھوں میں مٹی پڑ رہی ہے، ایسا نہ کریں مجھے کیوں مٹی میں ڈال رہے ہیں؟ میں نے اس کی کوئی بات نہیں سنی، اے اللہ کے حبیب ﷺ! میں مٹی ڈالتا رہا، ڈالتا رہا، حتیٰ کہ اس کی آواز آنی بند ہو گئی، میں نے اپنی بیٹی کو اپنے ہاتھوں سے زندہ دفن کیا، میں ایسا انسان تھا، آپ ﷺ تشریف لائے، آپ کی وجہ سے ہم نے کلمہ پڑھا، آپ نے ہمیں اخلاقِ عظیمہ سکھائے اور ایسی محبتیں سکھائیں، اے اللہ کے حبیب ﷺ! یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے، یہ مجھے اتنی پیاری لگتی ہے کہ میں اسے سینے سے لگا رہا ہوں، یہ تعمیرِ انسانیت ہے کہ وہ لوگ جو اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے اب ان کو دوسرے کے بچے کے ساتھ بھی ایسی محبت اور الفت ہو گئی،

## سرزمینِ عرب..... ہیروز کی نرسری

جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، اسی طرح نبی ﷺ کی عظمت آپ کے شاگردوں سے پہچانی جاتی ہے، چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ایسی پاکیزہ اور مقدس جماعت چشمِ فلک نے کبھی نہیں دیکھی، غیروں کو بھی حقیقت تسلیم کئے بغیر چارہ نہ رہا، چنانچہ ایک مغربی مؤرخ لکھتا ہے:

After the death of MUHAMMAD Arabia became the nursery of Heroes.

”نبی علیہ السلام کے پردہ فرمانے کے بعد عرب کی زمین ہیروز کی نرسری بن گئی“  
جیسے پھولوں کی نرسری ہوتی ہے، اس میں لاکھوں پھول ہوتے ہیں۔ ایسے ہی  
عرب کی زمین ہیروز کی نرسری بن گئی کہ جو شخصیت اٹھی وہ وقت کی ایک قائد شخصیت  
بن گئی، اب اگر غیر بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں تو واقعی یہ بات کتنی عظیم ہے کہ اللہ  
کے حبیب ﷺ نے ان کو ایسی قائدانہ صلاحیتیں عطا فرمادیں۔

## اسلامی لیڈرشپ کی کیس سٹڈی

ہم لوگ آج کی Most modern World (جدید دنیا) میں زندگی گزار رہے  
ہیں۔ آج یونیورسٹیوں کے اندر Management (نظم و نسق) کا مضمون پڑھایا جاتا  
ہے جس میں لیڈرشپ کے بارے میں تفصیل پڑھائی جاتی ہے، ذرا دیکھئے کہ چودہ سو سال  
پہلے محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے صحابہ کے اندر کیسی قائدانہ  
صلاحیتوں کو پیدا کر دیا تھا، چنانچہ یہ ایک Case Study ہے۔ جیسے یونیورسٹیوں میں  
کچھ سمجھانے کے لئے اس کی عملی مثالیں دکھاتے ہیں جسے Case Study کہتے  
ہیں۔ کہ ذرا ان مثالوں کو دیکھو، بھی! اللہ نے جو ٹریلین آف برین سلز دیئے ہیں ان کو استعمال  
کر کے ذرا خود دیکھو کہ تعلیمات نبوی ﷺ سے اصحاب رسول ﷺ کی زندگی میں کیسا  
انقلاب آگیا تھا؟

## حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی

نبی علیہ السلام کے ایک ساتھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آئیے آج کی لیڈرشپ کی  
Qualities (خوبیوں) کو سامنے رکھتے ہوئے غور کرتے ہیں کہ ان کی زندگی اس  
معیار پر کس قدر پوری اترتی ہے۔

## دو پینمبروں کی دو دعائیں

ایک بات ذہن میں رکھیں کہ قرآن مجید میں دو پینمبروں کا تذکرہ ہے، جنہوں نے دو دعائیں مانگیں۔

ایک موسیٰ علیہ السلام کا ذکر۔ انہوں نے ہارون علیہ السلام کے لئے دعا مانگی:

﴿وَأَجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي﴾... (طہ: ۲۹)

تو اللہ تعالیٰ نے ہارون علیہ السلام کو نبی بنا دیا،

اور ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے دعا مانگی:

”اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب“۔ (سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۰۲)

”اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو سر بلندی عطا فرما، عزت عطا فرما“

اللہ نے یہ دعا قبول فرمائی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے خلیفہ راشد بنے، نبی

اس لئے نہ بنے کہ اللہ کے حبیب ﷺ خاتم النبیین تھے۔ اور آپ ﷺ نے فرما دیا:

”لو كان بعدى نبى لكان عمر بن الخطاب“۔ (سنن الترمذی، رقم: ۱۹۳۶)

”اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو عمر (کو اللہ نے وہ اہلیت دی

تھی کہ یہ) نبی ہوتے“

## قبل از اسلام طبیعت کی سخت گیری

اسلام لانے سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کی اپنی Personality (شخصیت) ایسی تھی کہ

بہت سخت گیر طبیعت تھی، اس کو کہتے ہیں Personality Trait (شخصی صفت) جابر

قسم کی شخصیت تھی، اس لئے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

”اجبار فی الجاہلیة“۔ (جامع الاصول فی احادیث الرسول: ۸/۶۰۵)

”تم تو جاہلیت میں اتنے سخت تھے“



ان کی طبیعت میں سختی اور جسم میں قوت بہت تھی، چنانچہ اگر ان کے قبیلے کا کوئی بندہ مسلمان ہوتا تھا تو یہ اس کو بہت زیادہ سزا دیتے تھے۔ لوگ ان سے ڈرا کرتے تھے۔

## قبولِ اسلام

سیرت کی کتب میں لکھا ہے کہ قریش مکہ نے آپس میں بیٹھ کر مشورہ کیا کہ ہم میں سے کوئی ہے جو مسلمانوں کے پیغمبر ﷺ کا قصہ ہی سمیٹ دے، کسی کی جرأت نہیں ہو رہی تھی، عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: ہاں! یہ Assignment (کام) میں پوری کر دیتا ہوں، لوگوں کو یقین تھا کہ یہ اتنا بہادر لیڈر اور بے باک انسان ہے کہ یہ ایسا کر گزرے گا۔

چنانچہ گرمی کا دن ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ میں تلوار پکڑی اور لے کر چل پڑے، ان کا ارادہ یہ تھا کہ نبی علیہ السلام کو جہاں پائیں گے وہیں شہید کر دیں گے، راستے میں ایک صحابی نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی، انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو پوچھا: عمر! کہاں جا رہے ہو؟ کہا: مسلمانوں کے پیغمبر ﷺ کا قصہ سمیٹنے کے لئے، انہوں نے کہا: پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو، آپ کے بہنوئی سعید رضی اللہ عنہ تو مسلمان ہو گئے، بس یہ سننے کی دیر تھی کہ وہیں سے رخ بدلا اور بہن کے گھر پہنچے، دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے آواز سنی جیسے گھر میں میاں بیوی کچھ نہ کچھ پڑھ رہے تھے۔ دروازہ کھولا گیا، پوچھا: کیا پڑھ رہے تھے؟ پتا تو چل گیا کہ قرآن پڑھ رہے تھے۔ کہنے لگے: کیا تم لوگ مسلمان ہو گئے ہو؟ تو بہنوئی نے کہہ دیا: اگر اسلام سچ ہے تو قبول کرنے میں کیا حرج ہے؟ بس یہ سنا تو وہیں بہنوئی کو مارنا شروع کر دیا، نیچے گرا دیا اور ان کے سینے پر چڑھ بیٹھے، بہن چھڑوانے کے لئے آئیں تو بہن کو بھی تھپڑ لگا دیا، حتیٰ کہ اس کے منہ سے خون آگیا، بہن نے ان کا راستہ روکا۔ انہوں نے کہا: ہٹ جاؤ، میں تمہیں مار دوں گا، تو بہن نے جواب دیا: ”عمر! جس ماں کا دودھ تو نے پیا ہے، اسی ماں کا دودھ میں نے بھی پیا ہے، تم ہمارے جسموں سے جان تو نکال سکتے ہو مگر ہمارے دلوں سے ایمان کو

نہیں نکال سکتے۔ بہن کے تڑپا دینے والے الفاظ عمر رضی اللہ تعالیٰ کے دل پر بجلی بن کر گرتے ہیں۔ کہتے ہیں: اچھا! بتاؤ تم کیا پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے کہا: تم ناپاک ہو۔ پہلے تمہیں غسل یا وضو کر کے پاک ہونا پڑے گا، چنانچہ وہ پاک ہو گئے اور قرآن سنا، اس کے بعد وہ مسلمان ہونے کے لئے تیار ہو گئے، چنانچہ دارِ ارقم میں آ کر کلمہ پڑھا اور نبی ﷺ کے غلاموں میں شامل ہو گئے۔

## تعلیماتِ نبوی کا اثر

یہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی طبیعت اتنی سخت گیر تھی، جب نبی ﷺ مبارک ہاتھوں میں پہنچے تو اللہ کے نبی ﷺ نے ان کو نئے سانچے میں ڈھال دیا، آپ معمارِ انسانیت تھے۔ آپ نے ان کی شخصیت کو اس طرح بنایا کہ آج دنیا عمر رضی اللہ عنہ کی بلند یوں کو دیکھ کر حیران ہوتی ہے۔

## تعلیماتِ نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) نے

### امیر المومنین بنا دیا

آپ مکہ مکرمہ جا رہے ہیں۔ پیچھے بہت سے لوگ ہیں۔ ایک جگہ رک کر کھڑے ہو گئے۔ وادی میں دیکھ رہے ہیں۔ دھوپ کافی ہے، کسی نے کہا: حضرت! آپ کھڑے کیوں ہو گئے؟ فرمانے لگے: میں اس وادی کو دیکھ رہا ہوں اسلام لانے سے پہلے میں یہاں اونٹ چرانے آتا تھا، مجھے اونٹ چرانے کا سلیقہ بھی نہیں آتا تھا، میرے اونٹ خالی پیٹ جاتے تھے تو میرا والد مجھے کوستا تھا، وہ کہتا تھا کہ تو کیسے زندگی گزارے گا، تجھے تو اونٹ چرانے نہیں آتے، میں اپنے اس وقت کو یاد کرتا ہوں، جب مجھے اونٹ بھی چرانے نہیں آتے تھے اور آج اس وقت کو یاد کر رہا ہوں جب میرے آقا ﷺ کی تعلیمات نے عمر کی زندگی ایسی بدل دی کہ عمر کو امیر المومنین بنا کر رکھ دیا، یہ نبی ﷺ کی تعمیرِ انسانیت کی کتنی انوکھی مثال ہے کہ

جس کو اونٹ چرانے نہیں آتے تھے وہ اللہ کے حبیب ﷺ کی تعلیمات سے وقت کے امیر المومنین بن گئے،

## صفہ تعلیماتِ نبوی (علی صاحبہا

### الصلوٰۃ والسلام) کا مرکز

آج کی یونیورسٹیز اور کالجز کو ہم دیکھیں تو عام طور پر یہ آنے والے طلبا کو کسی ایک شعبے یا فن کی تعلیم دیتے ہیں۔ مثلاً:

☆..... کامرس کالجز سے بزنس ایڈمنسٹریشن، اکاؤنٹنسی اور اکنامیکل افیئرز کی تعلیم ملتی ہے۔

☆..... اگر کسی نے ڈاکٹر بننا ہو تو وہ میڈیکل کالجز میں جاتا ہے،

☆..... انجینئر بننے کے لئے انجینئرنگ یونیورسٹیاں ہیں۔

☆..... فضائی انجینئرنگ سیکھنے کے لئے ایروناٹیکل انجینئرنگ کے ادارے ہیں۔

☆..... آرمی مکینیکل انجینئرنگ کے الگ ادارے ہیں۔

الغرض کہ آج کے تعلیمی ادارے کسی ایک شعبے میں ہی بندے کو ایک سپرٹ بناتے

ہیں۔ لیکن قربان جائیں نبی ﷺ کی ذات بابرکات پر کہ آپ ﷺ نے بھی مسجد

نبوی میں صفہ کو تعلیمی مرکز بنایا اور وہاں سے تعلیمی و تربیتی معارف کے ایسے جواہر تقسیم

کئے کہ جو شاگرد آیا وہ انسانِ کامل بن کر نکلا، رب کائنات کی منشا دیکھئے!

فرشتوں کو دکھانا تھا۔ بشر ایسے بھی ہوتے ہیں،

## گلشنِ نبوت (علی صاحبہا الصلوٰۃ

### والسلام) کے پھولوں کا تعارف

پھر آپ ﷺ کا فیضان معاشرے کے کسی ایک طبقے کو نہیں، بلکہ ہر بنی نوع

انسان کو ملا، آئیے! اس گلشن کے پھولوں کا مختصر تعارف کرتے ہیں،

- ☆..... دیگر مذاہب کے کبار علماء جیسے:
- ☆..... یہود کے بڑے عالم عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ
- ☆..... عیسائیوں کے پیشوا اعدی بن حاتم رضی اللہ عنہ
- ☆..... قبیلہ طے کے پادری تمیم داری رضی اللہ عنہ
- ☆..... اور مجوسیوں میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جیسے جدی پشتی آتش کدہ جلانے والے۔

فیضانِ نبی ﷺ سے فیضیاب ہو کر دنیا کو فیضیاب کرتے ہیں۔

☆..... کئی صحابہ دور دراز کے علاقوں سے آتے ہیں۔ جیسے:

☆..... حبشہ سے بلال رضی اللہ عنہ آئے،

☆..... روم سے صہیب رضی اللہ عنہ آئے،

☆..... ایشیائے کوچک سے عداس رضی اللہ عنہ آئے،

اور آ کر نبی ﷺ کے خدام میں شامل ہو جاتے ہیں۔

☆..... بادشاہوں کا نظارہ دیکھئے:

☆..... شاہِ دومۃ الجندل، اکیدر رضی اللہ عنہ

☆..... شاہِ بحرین، عبفر رضی اللہ عنہ

☆..... شاہِ ابی سینا، صحم رضی اللہ عنہ

☆..... شاہِ حمیر، ذوالکلاع رضی اللہ عنہ

☆..... ملکِ یمن کے وائسرائے، باذان رضی اللہ عنہ اور

☆..... ملکِ شام کے وائسرائے، فرودہ خزاعی رضی اللہ عنہ

آتے ہیں اور نبی ﷺ کے غلاموں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

☆..... شعر و ادب کی دنیا کے ماہرین پر نظر دوڑائیے:

☆..... ابن زہیر جیسے سخن گستر

☆..... نابغہ جیسے زبان آور

☆..... کعب جیسے زمزمہ سنج اور

☆..... حسان جیسے حقیقت پسند

نبی ﷺ کے خوشہ چیں نظر آتے ہیں۔

☆..... شجاعت و بہادری کے پیکر

☆..... فاتحِ عراق، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

☆..... فاتحِ شام، ابو عبید اللہ رضی اللہ عنہ

☆..... فاتحِ ایران، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور

☆..... فاتحِ مصر، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

درِ نبوت سے ہی ذوقِ خدائی لے کر نکلتے ہیں۔

☆..... جرأت و بے باکی میں:

☆..... ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ

☆..... شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ

☆..... عکرمہ کرز بن جابر الفہری رضی اللہ عنہ

☆..... سہیل بن عمرو قرشی رضی اللہ عنہ

☆..... ثمامہ بن اثال نجدی رضی اللہ عنہ

☆..... اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ

☆..... جیسے امیرِ جیش نظر آئیں گے،

☆..... فقراء اور غرباء کے طبقے کو دیکھیں:

حضرت سالم رضی اللہ عنہ..... ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں۔ مگر راہِ ہجرت میں مہاجرین

کے امام ہیں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ..... غلام ہیں۔ مگر سریہ موتہ میں جعفر رضی اللہ عنہ کے اوپر تھے۔

صہیب رومی رضی اللہ عنہ..... غلام ہیں۔ مگر عہدِ فاروقی کے آخری دور میں مسجدِ نبوی کے امام ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے یہ کام لیا، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ عنہم جمعین کی یہ جماعت ایک مقدس جماعت بن کر گزری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے ان کو انسان بنا کر رکھ دیا، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا کیا روشن باب ہے، آج ہم بھی یہ عہد اور ارادہ کریں کہ ہم سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کریں گے اور ان کی تعلیمات کے مطابق زندگی کو بدلیں گے اور ایک اچھا انسان بن کر رہنے کی آئندہ کوشش کریں گے، اور ہم ایک معاشرے کا بہتر انسان اور گھر کا بہتر فرد بن کر زندگی گزاریں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو پوری دنیا کے اندر پھیلانے کے۔

نبی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے  
وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیغام آئے  
پڑ پرواز بخشے اس نے ایسے آدمیت کو  
ملائکہ رہ گئے پیچھے کچھ ایسے بھی مقام آئے  
وہ آئے جب تو عظمت بڑھ گئی دنیا میں انساں کی  
وہ آئے جب تو انساں کو فرشتوں کے سلام آئے  
خدا شاہد ہے یہ ان کے فیضِ صحبت کا نتیجہ تھا  
شہنشاہ گر پڑے قدموں میں جب ان کے غلام آئے

سیرتِ النبی..... انسانیت کے لیے آسمان کے مانند

☆..... مذہبی اداروں میں شخصیت پرستی کی بجائے خدا پرستی آپ نے سکھائی۔

☆..... اعتقادات میں تو ہم پرستی کی بجائے حق پرستی کی بنیاد آپ نے ڈالی۔

☆..... سائنس میں فطرت کو پوجنے کی بجائے اس کو مسخر کرنے کا سبق آپ نے

دیا۔

☆..... سیاست میں نسلی بادشاہت کی بجائے عوامی حکومت کا راستہ آپ نے دیا،

☆..... علم کی دنیا میں خیال آرائی کے بجائے حقیقت نگاری کی طرح آپ نے

ڈالی۔

☆..... اور سماجی تنظیم کے لیے ظلم کے بجائے عدل کا باب آپ نے سکھایا۔

تو جس نے انسانیت کو ایسی اعلیٰ تعلیمات دی ہوں میرا دل کہتا ہے کہ میں اپنی

زندگی کا رہبر و رہنما اسی شخصیت کو بناؤں۔

نبی ﷺ کی مبارک سیرت بنی نوع انسان کے لیے آسمان کے مانند ہے،

آپ دنیا میں جہاں بھی کہیں ہوں، تھوڑا سا سر اٹھا کر اوپر دیکھیں تو آپ کو سر پر نیلا

آسمان نظر آئے گا، جہاں بھی دنیا میں ہوں، مشرق میں..... مغرب میں..... شمال میں

..... جنوب میں..... جہاں کہیں بھی ہوں، آپ کو نیلا آسمان نظر آئے گا، بالکل اسی

طرح میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ انسانیت کے ناطے اپنی زندگی کی رہبر و رہنمائی کے

لیے کسی کی طرف نظر اٹھاتا ہوں تو مجھے نبی ﷺ کی مبارک زندگی آسمان انسانیت نظر

آتی ہے۔ آپ زندگی کے جس شعبے میں چاہیں آنکھ اٹھا کر دیکھیں، آپ کو نبی ﷺ کی

مبارک مثالیں نظر آئیں گی۔

## بحیثیت خاوند

ایک خاوند ہے، وہ چاہتا ہے کہ میں اچھا خاوند کیسے بنوں؟ ذرا آنکھ اٹھا کر سیرت

کی طرف دیکھے، اللہ کے حبیب ﷺ ایک کامیاب خاوند کی شکل میں اس کو نظر آئیں

گے، محبت، پیار کی زندگی..... گھر والوں کے حقوق کو ادا کرنا..... گھر کے کاموں کے

اندر دلچسپی لینا..... ان کو دین سکھانا..... ان کو اللہ کے قریب کرنا..... ایک کامیاب

شوہر کی جتنی ممکنہ خصوصیات ہیں وہ اللہ کے حبیب کے اندر بدرجہء اتم موجود ہیں،

## بحیثیت والد

ایک والد کی حیثیت سے دیکھیے! نبی ﷺ نے اپنی اولاد کو کیا محبتیں دیں! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں چار روٹیاں بنائیں، ایک روٹی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کھائی، ایک حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے، ایک سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اور ایک روٹی اپنے لیے بنائی، جب کھانے بیٹھیں اور ایک لقمہ منہ میں ڈالا تو خیال آیا: فاطمہ! تم کھانا کھا رہی ہو، پتہ نہیں تمہارے ابا حضور کو کھانے کو کچھ ملا بھی ہے یا نہیں ملا؟ تو انہوں نے روٹی کو آدھا آدھا کر دیا، آدھی روٹی خود کھائی اور آدھی روٹی کو اپنی چادر کے کونے میں باندھا اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، محبوب ﷺ نے پوچھا: فاطمہ! کیسے آنا ہوا؟ اے اللہ کے حبیب ﷺ! میں کھانا کھا رہی تھی، دل میں خیال آیا کہ معلوم نہیں ابا حضور نے کچھ کھایا یا نہیں، چنانچہ آدھا کھانا میں نے خود کھایا اور بقیہ میں آپ کی خدمت میں ہدیہ لے کر آئی ہوں، نبی ﷺ نے وہ روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس میں سے ایک لقمہ اپنے منہ میں ڈالا اور فرمایا: فاطمہ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، تین دن گزر چکے ہیں تیرے باپ کے منہ میں ایک لقمہ روٹی کا نہیں گیا، تو بحیثیت والد ایک مکمل زندگی نظر آتی ہے،

## بحیثیت دوست

بحیثیت دوست کے دیکھیے! آپ ﷺ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جس طرح نبھایا اور معاملہ کیا، اس میں ایک کامیاب دوست کی شکل نظر آتی ہے،

## بحیثیت امیر

بحیثیت ایک امیر کے آپ کی مبارک زندگی کو دیکھیے کہ آپ نے اللہ کے قانون



کو کیسے سکھایا اور کیسے اس قانون کو لاگو کر کے دکھا دیا، ایک قبیلہ کی عورت چوری کرتی ہے تو بہت سفارشیں آتی ہیں، اللہ کے حبیب نے خدا کے حکم کو لاگو کرنے میں کسی کی سفارش کو قبول نہ فرمایا۔

## بندگی خدا

اگر ایک بندے کی حیثیت سے زندگی کو دیکھنا چاہیں کہ اللہ کا بندہ بن کر کون کیسے رہ سکتا ہے تو میرے آقا ﷺ کی مبارک زندگی کو دیکھ لیجیے سا رادن دین کے کاموں میں مشغول ہیں، جب رات آتی ہے تو مصلے پہ کھڑے ہو کر اتنی عبادت فرماتے ہیں حتیٰ تو رمت قدماء "قد میں مبارک متورم ہو جاتے ہیں" سجدے میں سر ڈالتے ہیں، اتنا روتے ہیں کہ ریش مبارک تر ہو جاتی ہے، سجدے کی زمین تر ہو جاتی ہے، اللہ کے حبیب نے اتنے لمبے سجدے فرمائے کہ ایک مرتبہ تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے شک ہونے لگا کہ کہیں روح پرواز تو نہیں کر گئی؟ میں اٹھی اور میں نے آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کی انگلی کو تھوڑا سا پکڑا تو حرکت ہوئی تو مجھے یقین ہو گیا کہ نہیں نہیں، آپ ﷺ ابھی حیات ہیں، اللہ اکبر کبیرا..... اتنا لمبا سجدہ!!..... تو ایک بندے ہونے کی نظر سے دیکھیں تو بھی ایک کامل بندگی کی زندگی نظر آتی ہے، گویا سیرت طیبہ نیلے آسمان کی طرح ہے، جو بندہ زندگی کے جس موڑ پہ ہے ذرا سیرت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے، اللہ کے حبیب کی مبارک سیرت میں اس کو پوری روشنی نظر آئے گی۔

☆..... نبی علیہ السلام نے

☆..... مذہبی اداروں میں شخصیت پرستی کے بجائے خدا پرستی کی تعلیم دی،

☆..... اعتقادات کو تو ہم کے بجائے حق پرستی کی بنیاد فراہم کی،

☆..... سائنس میں فطرت کی پرستش سکھانے کے بجائے اسے مسخر کرنے کا

سبق دیا۔



# پانچواں باب

عہدِ نبوی ﷺ میں

ایک یادگار مجلس کا تذکرہ

## ایک یادگار مجلس کا تذکرہ

نبی علیہ السلام ایک دفعہ صحابہ کے درمیان بیٹھے تھے، اور اس میں نبی علیہ السلام کے ساتھ ان کے چاروں یار بھی موجود تھے، باتوں باتوں میں نبی علیہ السلام نے اپنی تین پسندیدہ چیزوں کا ذکر فرمایا۔

## نبی علیہ السلام کی تین محبوب چیزیں

آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿حب الی من دنیا کم ثلاث﴾ (کشف الخفاء: ۱/۳۴۰)

”تمہاری دنیا سے مجھے تین چیزیں اچھی لگتی ہیں“

ذرا غور کیجیے کہ آقا ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے اس دنیا سے بلکہ فرمایا: من دنیا کم تمہاری دنیا سے، جیسے اپنا تو کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا، واسطہ ہی نہیں ہوتا۔ اس سے اندازہ لگانا چاہیے کہ اللہ کے حبیب ﷺ کا دل اس دنیا سے کتنا کٹا ہوا تھا۔ تو فرمایا کہ مجھے تمہاری اس دنیا سے تین چیزیں اچھی لگتی ہیں۔

پہلی..... خوشبو اچھی لگتی ہے،

دوسری چیز..... نیک بیوی اچھی لگتی ہے،

اور تیسری چیز فرمائی..... میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے،

## ظاہر اور باطن کی پاکیزگی مقصود ہے

اب ذرا اس پر غور کیجیے کہ انسان جب اپنے بدن کو صاف کر کے خوشبو لگاتا ہے تو پورا بدن معطر ہو جاتا ہے، صاف ستھرا ہو جاتا ہے تو خوشبو ظاہر بدن کو پسندیدہ بنا دیتی ہے۔

دوسری بات ہے میاں بیوی کی، تو جو خاوند اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھتا، اٹھتا ہو اس کے ذہنی خیالات پاک ہو جاتے ہیں، اس کے ذہن میں یہ نفسانی، شیطانی، شہوانی خیالات نہیں رہتے، کیونکہ جب اس کی ضرورت ہو اس کے ساتھ اس کی بیوی موجود رہتی ہے، گویا بیوی کی وجہ سے انسان کی سوچ بھی پاک ہو جاتی ہے۔

اور تیسری چیز فرمائی: نماز، نماز سے انسان کا دل پاک ہو جاتا ہے، انسان کے دل کی ظلمت ختم ہو جاتی ہے، دل منور ہو جاتا ہے، دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے لبریز ہو جاتا ہے، اس لیے فرمایا:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (العنکبوت: ۴۵)

”نماز برائی اور فحش کاموں سے روک دیتی ہے“

تو غور کیجیے کہ یہ تین چیزیں اتنی اہم ہے کہ یہ انسان کے ظاہر و باطن کو پاک

صاف کر دیتی ہیں۔

☆..... خوشبو سے انسان کا جسم پاک صاف

☆..... بیوی کی وجہ سے انسان کی سوچیں پاک

☆..... اور نماز کی وجہ سے انسان کے معاملات بھی ٹھیک اور دل بھی پاک،

اس کو کہتے ہیں من بھی پاک ہو گیا، تن بھی پاک ہو گیا اور ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ

پسند فرماتے ہیں، اس کی دلیل قرآن عظیم الشان میں سے یہ ہے کہ فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (البقرة: ۲۲۲)

”بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے اور پاک لوگوں

سے بھی محبت کرتا ہے“

اب طہارت کا تعلق ظاہری جسم سے ہے اور توبہ کا تعلق انسان کے من کی پاکیزگی

سے ہے، تو یہ بات سمجھ میں آئی کہ جو انسان ظاہر میں بھی پاکیزہ ہو جائے اور اس کا من

بھی پاکیزہ ہو جائے تو وہ اللہ رب العزت کا پسندیدہ بندہ بن جاتا ہے۔

## احکام شریعت انسان کے ظاہر و باطن کو پاک کرنے کے لیے ہیں

دین اسلام کا مقصد بھی یہی اور شریعت کا مطمع نظر بھی یہی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ﴾..... (المائدہ: ۶)

”اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر کوئی بوجھ نہیں رکھنا چاہتے، بلکہ وہ چاہتے

ہیں کہ تمہیں پاک کریں اور اپنی نعمتیں تمہارے اوپر کامل کر دیں“

تو جو شخص ظاہر و باطن میں پاک ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس پر بارش کی

طرح برستی ہیں۔ آپ کے پاس کوئی بندہ ایک پیالہ لائے جو میلا ہو اور گندہ ہو اور کہے

جی کہ اس میں تھوڑا سا دودھ ڈال دیں تو آپ کہیں گے کہ بھئی! پہلے اس کو پاک صاف

کر کے تولاؤ میں گندے پیالے میں دودھ کیسے ڈالوں؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی گندے

دلوں میں اپنی رحمتیں اور برکتیں نہیں ڈالتے، اپنی معرفت کو نہیں ڈالتے، ان کا بھی

مطالبہ ہے کہ میرے بندو! تم اپنے دل کے برتن کو صاف کرو، اس لیے شریعت کے

جتنے احکام ہیں وہ انسان کو ظاہر و باطن میں پاک کر دیتے ہیں، تو شریعت کے اوپر عمل

کرنے والا انسان ظاہر میں بھی پاک، باطن میں بھی پاک اور ایسے بندے سے

اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں۔ تو اللہ کے حبیب ﷺ نے ان تین باتوں میں پورے

دین کو سمیٹ کے رکھ دیا۔

## نماز اللہ کے خزانوں کی چابی

حب اللہ کے حبیب نے یہ بات فرمائی تو صحابہ رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے، وہ یہ بات

سن کر تڑپ گئے۔ اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ نماز اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے، نماز مو من کی معراج ہے۔ بلکہ یوں سمجھیے جیسے مختلف تالوں کو کھولنے کے لیے چابی ہوتی ہے تو نماز اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے دروازے کھولنے کی چابی ہے۔

اللہ کے حبیب نے بھی جب دنیا سے تشریف لے جانا تھا تو آپ امت کو بے سہارا چھوڑ کے نہیں گئے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ ملک الموت آئے، عرض کیا کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو یاد فرمایا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: کہ ملک الموت! مجھے یہ پہلے پوچھ کہ بتا کہ میرے بعد میری امت کا کیا بنے گا؟ رب کریم نے فرمایا: اے میرے حبیب! ہم آپ کے بعد آپ کی امت کو تنہا نہیں چھوڑیں گے، جب نبی ﷺ کو تسلی ہو گئی تو پھر آپ نے لبیک کہہ کر اللہ کے پاس جانے کے لیے تیاری فرمائی۔

(احیاء علوم الدین: ۹/۲۸۶، المعجم الکبیر للطبرانی: ۳/۵۸، رقم ۲۶۷۷)

تو نبی ﷺ نے تسلی کی کہ اگر میرے بعد میری امت کو کوئی بھی ضرورت پیش آئے تو انہیں اللہ سے لینے کا طریقہ آتا ہو، اللہ سے لینے کے طریقے کا نام نماز ہے، اس لیے جو انسان اپنی نماز کو ذرا بنائے اور یقین کے ساتھ پڑھنا سیکھے، وہ دامن اٹھائے گا اللہ رب العزت اس کو بھر دیں گے، وہ جو چاہے مانگے اللہ عطا فرمادیں گے، اس لیے یہ نماز ”اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی کنجی“ کہلاتی ہے، خوش نصیب ہے وہ مرد یا عورت جس کو نماز پڑھنے کا سلیقہ آجائے، جس کی نماز اللہ کے ہاں قبول ہو جائے وہ تو دنیا اور آخرت کے سب خزانوں کے دروازے کھلنے کی اہلیت پا گیا۔

## نماز، محبوب کا تحفہ

اسی لیے یہ نماز اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو آسمانوں پہ بلا کر تحفے کے طور پر عطا فرمائی، اب دیکھیں کہ گفت تو وہ چیز کی جاتی ہے جو بہت قیمتی ہو، تو یوں سمجھیے کہ اللہ

رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو عرش پہ بلایا اور پھر زمین و آسمانوں کی کنجی نماز کو گفٹ کیا، اے میرے حبیب! اس نماز کو پڑھیے! امت کو سکھائیے! جب ضرورت ہو اس کنجی کو استعمال کر کے میرے خزانوں سے فائدے اٹھالیجیے، اس لیے کہتے ہیں کہ اللہ والوں کے ہاتھ اللہ کی جیب میں ہوتے ہیں کہ جن ان کو ضرورت ہوتی ہے وہ دو رکعت نفل پڑھتے ہیں۔ اللہ سے مانگتے ہیں، اللہ ان کی دعاؤں کو پورا فرمادیتے ہیں، تو یہ نماز ایک عجیب نعمت ہے۔

نبی ﷺ نے تین باتوں میں پوری داستان کو سمیٹ کے رکھ دیا کہ مجھے خوشبو پسند ہے، بیوی پسند ہے اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

## صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں

جب نبی ﷺ نے یہ فرمایا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے، وہ تڑپ گئے اور کھڑے ہو کر کہنے لگے: اے اللہ کے حبیب ﷺ! مجھے بھی تین چیزیں بہت پسند ہیں، اس سے اندازہ لگائیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کی بات پر کتنی جلدی (توجہ) کرتے تھے، تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اے اللہ کے حبیب ﷺ! مجھے بھی اس دنیا میں تین چیزیں بہت اچھی لگتی ہیں،

پہلی چیز..... نبی ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھنا،

دوسری چیز..... نبی ﷺ پر اپنا مال خرچ کرنا،

اور تیسری چیز..... کہ میری بیٹی آپ کے نکاح میں ہے،

### (۱)..... نبی ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھنا

ان میں سے ایک آپ کے چہرہ انور کو دیکھنا، سبحان اللہ! ایک عاشق صادق کی یہی پہچان اور شان ہوتی ہے کہ وہ محبوب کے چہرے کو تکتا ہی رہے اور صحابہ



رسول اللہ ﷺ تو نبی ﷺ کے عشاق تھے کائنات میں عشاق کی ایسی جماعت کبھی پیدا ہوئی۔ نہ پیدا ہوگی۔

نبی کے حسن و جمال پہ یہ ایسے عاشق تھے کہ بس ان کی زندگی کا سب سے بڑا کام محبوب کے چہرہ انور کا دیدار کرنا تھا۔

وہ چہرہ انور جس کو اللہ رب العزت نے قرآن میں وَالضُّحٰی فرمایا،  
وہ زلف جنہیں اللہ رب العزت نے وَاللَّیْلِ فرمایا،  
جس چہرہ انور کو خود اللہ رب العزت بڑی محبت کے ساتھ دیکھا کرتے تھے،  
اس چہرہ انور کو دیکھنا صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے سب سے بڑی نعمت ہوا کرتی تھی،

## شوق زیارت کی فضیلت

نبی ﷺ نے فرمایا:

”جس نے ایک مرتبہ محبت کی نظر سے میرے چہرے کو دیکھا، اللہ رب العزت

اس کے اوپر جہنم کی آگ کو حرام فرما دیتے ہیں“ (کنز العمال: ۱۱/۵۳۱)

وہ چہرہ انور جس کو صحابہ محبت سے دیکھتے تھے،

اے چہرہ زیبائے تورشک بتان آذری

ہر چند و سود می کنم در حسن زان بالاتری

آقا تھا گر دیدہ ام مہر بتان در زیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیزے دیگری

”اے اتنے خوبصورت چہرے والے کہ جس پر بتان آذری بھی رشک کھاتے

ہوں، میں نے جتنی تحقیق کی آپ کا حسن سب سے بڑھ کر پایا، میں کئی جہانوں میں پھر

اور کتنے ہی سینوں کو دیکھا، سب ایک سے بڑھ کر ایک تھے لیکن تیرا حسن کچھ اور ہی

چیز ہے“

## صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے مثال سعادت

اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو عاشق صادق تھے، عشق کے میدان میں وہ سب صحابہ سے بازی لے گئے تھے، اس لیے ان کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ کے ساتھ ہجرت کے سفر کے لیے گئے تو غازی ثور میں پہنچ کر انہوں نے کہا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ تھوڑی دیر باہر انتظار کر لیجئے! میں پہلے غازی میں جانا ہوں، صفائی کر لیتا ہوں، ممکن ہے کوئی جاندار، کوئی کپڑا، کوئی کھانا ہو جو آپ کو تکلیف پہنچائے، چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے، اندر انہوں نے موٹی صفائی کر دی، کچھ سوارخ تھے، ان سوراخوں کو بند کر دیا، ایک بیج گیا تھا، انہوں نے سوچا کہ اس کو تو میں اپنے پاؤں سے بھی بند کر لوں گا، پھر عرض کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ اندر تشریف لائے، نبی ﷺ چو نکلے ساری رات جاگتے رہے تھے، تھکاوٹ تھی، آپ آرام فرمانا چاہتے تھے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی گود پیش کی کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! تکیے کے طور پر یہ قبول فرما لیجئے! محبوب کائنات نے اپنا سر مبارک ان کی گود میں رکھا اور لیٹ گئے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ خوش نصیب ہیں کہ غازی کی تنہائی ہے اور اپنے محبوب ﷺ کے دیدار میں لگے ہوئے ہیں، آج دنیا چاہتی ہے کہ ہمیں اپنے محبوب کے ساتھ تنہائی کا وقت ملے، ہم ہی ہم ہوں، تیری محفل میں کوئی اور نہ ہو، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قسمت دیکھیے کہ اللہ رب العزت نے ان کو یہ موقع عطا کیا کہ نار کی تنہائی ہے اور اس میں محبوب کا چہرہ انور سامنے ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھے دیکھ رہے ہیں۔

اسی دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو کسی سانپ نے ڈسا اور اس کی وجہ سے تکلیف ہوئی، اس تکلیف کی وجہ سے طبعاً آنکھوں سے آنسو ٹپکے، ایک آنسو نبی ﷺ کے چہرہ انور پر بھی آگرا، نبی ﷺ بیدار ہوئے، فرمایا: ابو بکر! ابو بکر! کیوں روتے ہو؟ تمہاری گود میں میرا سر ہے، کائنات کے سردار کا سر مبارک ہے،

اتنی بڑی نعمت تمہیں ملی ہے، تم کیوں روتے ہو؟ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! مجھے اس طرح تکلیف ہوئی اور آنسو نکل آیا (کتاب الرقة لابن

قدامہ المقدسی)

اس آنسو کے نکلنے پر شاعر نے عجیب بات کہی، کہتے ہیں:

آنسو گرا ہے روئے رسالت ماب پر

قربان ہونے آئی ہے شبنم گلاب پر

کہ جس طرح گلاب کے پھول پر صبح کے وقت شبنم کا قطرہ ہوتا ہے، اے اللہ

کے حبیب ﷺ! آپ کا چہرہ گلاب کے مانند تھا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا آنسو شبنم بن

کر گرا، سبحان اللہ!

آج تو جو عشاق ہوتے ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم بیٹھ کر اپنے محبوب کا چہرہ

دیکھتے رہیں، یہ لوگ کتاب بھی اگر کھول کر بیٹھتے ہیں تو انہیں محبوب کا چہرہ نظر آتا ہے،

شاعر نے کہا:

کتاب کھول کے بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے

ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے

مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قسمت کو دیکھیے! ان کے سامنے کتاب نہیں، ان کے سا

منے تو محبوب کا حقیقی چہرہ موجود تھا اور وہ بیٹھے اس کو دیکھ رہے تھے،

## حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رشک

یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے وہ لمحات تھے کہ جن کے بارے میں حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ بھی رشک کرتے تھے، وہ فرماتے تھے: ابو بکر! عمر کی ساری زندگی کی نیکیوں

کو لے لو غار ثور کی تین راتوں کی نیکیاں مجھے دے دو، مگر اللہ رب العزت نے یہ سعادت

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قسمت میں لکھی تھی، آقا کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنا سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سب سے پسندیدہ کام تھا۔

## (۲)..... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنا مال خرچ کرنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دوسری بات ارشاد فرمائی: آپ پر اپنے مال کو خرچ کرنا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے حکم پر کتنا مال خرچ کر دیتے تھے، کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھے رو رہے ہیں، پوچھنے والے نے پوچھا: ابو بکر! کیوں روتے ہو؟ کہنے لگے: اس لیے کہ میرے پاس کچھ مال ہے، میں وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں، مگر دینے والا ہو ہاتھ اوپر کہا جاتا ہے، لینے والا ہاتھ نیچے سمجھا جاتا ہے، تو میں مال دے کر نبی علیہ السلام کی بے ادبی نہیں کرنا چاہتا، میں اللہ سے دعائیں مانگ رہا ہوں، اے اللہ! میرے آقا کے دل میں ڈال دیجیے! وہ ابو بکر کے مال کو اپنا مال سمجھ کے خود ہی خرچ فرمائیں، نہ انہیں لینا پڑے، نہ مجھے دینا پڑے، دعا قبول ہو گئی، (عشقِ نبوی کے ایمان افروز واقعات، ص ۴۹)

چنانچہ نبی علیہ السلام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مال کو اس طرح خرچ فرماتے تھے، جیسے ذاتی مال کو کوئی خرچ کرتا ہے، اس لیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب موقع ملتا تھا، اپنا مال اللہ کے حبیب ﷺ کے سامنے پیش کر دیتے تھے،

## صدیق رضی اللہ عنہ کو خدا کا رسول بس

ایک دفعہ نبی علیہ السلام نے خود فرمایا کہ تم اللہ کے راستے میں مال جمع کرو، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آدھا مال لے کر آئے، آدھا گھر والوں کے لیے چھوڑ آئے، جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے، نبی علیہ السلام نے پوچھا: ابو بکر! کیا لائے؟ اے اللہ کے حبیب ﷺ! جو کچھ گھر میں تھا سب لا کر آپ کے قدموں میں ڈال دیا، ابو بکر! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عرض کیا: اللہ کے حبیب ﷺ! ان کے لیے اللہ اور ان کے

رسول کو چھوڑ آیا ہوں،

پر وانی کو شمع اور بلبل کو پھول بس

صدیق کو خدا کا رسول بس

## صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت کا سلام

یہ وہ وقت تھا جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا لباس بھی اس مال میں شامل کر دیا تھا اور خود ایک ٹاٹ کا بنا ہوا لباس پہن لیا، جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ مال اللہ کے حبیب ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے، سلام کیا، دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام نے بھی اسی طرح ٹاٹ کا لباس پہنا ہے جس طرح کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پہنا ہوا ہے، پوچھا: جبرائیل! یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا: اے اللہ کے حبیب! آج ابو بکر کا یہ عمل اللہ کو اتنا پسند آیا کہ آسمان کے فرشتوں کو حکم ہوا ہے کہ تم بھی وہی لباس پہنو جو ابو بکر نے پہنا ہوا ہے، (تاریخ الخلفاء للسیوطی رحمہ اللہ) وہ عمل کرتے تھے۔ عرش والے پروردگار کو اتنا پسند آتے تھے، پھر اس کے بعد انہوں نے کہا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! اللہ رب العزت نے ابو بکر کی طرف سلام بھیجے ہیں، کیا مبارک قسمت ہے ان ہستیوں کی کہ دنیا میں جن کو رب کی طرف سے سنے سلام آیا کرتے تھے! وہ اتنا مال اللہ کے حبیب ﷺ کے قدموں میں لا کر نچھاور کر دیتے تھے، اس لیے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دنیا میں سب کے احسانات کا بدلہ دے دیا، ابو بکر! تیرے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اللہ دے گا۔

## (۳) بیٹی کا نبی علیہ السلام سے نکاح میں ہونا

اور تیسرا فرمایا کہ میری بیٹی آپ کے نکاح میں ہے، یہ چیز بھی مجھے بہت پسند ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نو عمری ہی میں نبی علیہ السلام کے ساتھ ہو گیا تھا، گویا ان کی

ساری زندگی نبی علیہ السلام کی خدمت میں گزری، ان کی تعلیم و تربیت خانہ نبوت میں ہوئی، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس بات کو اپنی بہت بڑی سعادت سمجھتے تھے،

## توجہات کا مرکز نبی علیہ السلام کی ذات

اب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبوب چیزوں کو دیکھیں کہ

☆..... مال پیش کر دینا،

☆..... اولاد کو بھی پیش کر دینا،

☆..... اور اپنا پورا وقت محبوب ﷺ کے چہرے کے دیدار میں لگا دینا،

یوں لگتا ہے کہ نبی علیہ السلام کی ذات بابرکات ان کی توجہات کا مرکز و محور تھی جیسا کہ عاشق صادق کی پہچان ہوا کرتی ہے، تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس میں سب سے آگے نکل گئے، سب سے بازی لے گئے۔

## حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں

اب جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی یہ تین محبوب چیزیں بتائیں تو یہ سننے کی دیر تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا، وہ بھی کھڑے ہو گئے، کہنے لگے: اے اللہ کے حبیب ﷺ! مجھے بھی اس دنیا میں تین چیزیں بہت محبوب ہیں، پوچھا: کون کون سی؟ فرمایا:

پہلی چیز..... امر بالمعروف کرنا،

دوسری..... نہی عن المنکر کرنا،

تیسری چیز..... سادہ لباس پہننا،

(۱)..... امر بالمعروف کرنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی پہلی محبوب چیز فرمائی: امر بالمعروف کرنا، یعنی

نیکی کا حکم کرنا، یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خاص عادت تھی وہ ہر کسی کو نیکی پر کھڑا کر دیتے تھے، اور سستی نہیں آنے دیتے تھے، دین میں کسی کو پیچھے ہٹنے نہیں دیتے تھے، ان کا درہ مشہور ہے کہ خود بھی اللہ کے دین پر جمے رہتے تھے اور دوسروں کو بھی جمنے کی تلقین کرتے تھے۔

ان کے ایک ایک حکم پر کیسے عمل ہوتا تھا اس کی مثال دیکھ لیجئے کہ جب مسلمانوں کی فتوحات خوب بڑھ گئیں تو کچھ دیر ایسی بھی گزرتی تھی کہ جب مجاہدین کو کوئی کام نہیں ہوتا تھا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امیر لشکر کے نام ایک خط لکھا اور کہا: قرآن مجید کے بہت سارے حفاظ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے، اب حفاظ کم نظر آتے ہیں، لہذا اگر کوئی ایسا وقت ہو کہ یہ فوجی لوگ اپنی چھاؤنیوں میں ٹھہرے ہوئے ہوں اور کوئی ایسا خاص کام بھی نہ ہو تو ان کو کہو کہ یہ قرآن مجید کو یاد کیا کریں، عمر رضی اللہ عنہ کے ایک فرمان پر ہزاروں صحابہ نے قرآن مجید کو یاد کر لیا، ان کی ایک بات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں کو اس طرح متوجہ کر رکھا تھا کہ وہ قرآن مجید کے حافظ بن جاتے تھے،

## (۲)..... نہی عن المنکر کرنا

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دوسری بات فرمائی: نہی عن المنکر کرنا، برائی سے روکنا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود بھی رکتے تھے دوسروں کو بھی روکا کرتے تھے،

ان کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ ان کے بیت المال میں خوشبو آئی جو لوگوں میں تقسیم کرنی تھی، ان کی بیوی صاحبہ نے کہا کہ میں اس خوشبو کو تقسیم کر دیتی ہوں، انہوں نے فرمایا کہ نہیں کوئی اور تقسیم کرے، بیوی نے کہا کہ مجھ پر اعتماد نہیں کہ میں ٹھیک تقسیم کروں گی؟ فرمایا نہیں: ایسی بات نہیں، البتہ یہ ہے کہ جب تم تقسیم کرنے لگو گی تو اس وقت تمہارے ہاتھوں پر جو خوشبو لگے گی تو وہ حصہ تو تمہارے پاس آ جائے گا، میں بیت المال سے اتنا بھی فائدہ نہیں لینا چاہتا، سبحان اللہ، یہ ان کا تقویٰ تھا،

خدا خونی تھی، (الزهد لاجم بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: ص ۴۹)

ایک دفعہ علی رضی اللہ عنہ ان سے ملنے کے لیے آئے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے امورِ خلافت کا کام کر رہے تھے، دروازہ کھٹکھٹایا گیا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا، وہ آئے اور بیٹھ گئے، پوچھا: بھائی علی! کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے کہا: میں آپ سے کوئی ذاتی مشورہ کرنے آیا ہوں، دوبارہ پوچھا: امورِ خلافت کا کام ہے، یا ذاتی بات ہے؟ انہوں نے کہا: ذاتی (پرسنل) بات ہے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھونک مار کر چراغ بجھا دیا، اندھیرا ہو گیا، علی رضی اللہ عنہ حیران ہوئے کہ اے عمر! مہمان کے آنے پر چراغ جلایا کرتے ہیں، چراغ بجھایا تو نہیں کرتے، یہ سن کر انہوں نے جواب دیا: بھائی علی! آپ نے بالکل سچ کہا، لیکن مجھے اور آپ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم ذاتی باتیں کریں اور بیت المال کے پیسے کا تیل جلتا رہے، سبحان اللہ! جو اتنے امین تھے، بیت المال کے ایک ایک پیسے کا اتنا خیال کیا کرتے تھے تو وہ اپنے آپ کو بھی گناہوں سے روکتے تھے، دوسروں کو بھی گناہوں سے روکتے تھے،

(حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۱۰۴)

### (۳).....سادہ لباس پہننا

اور تیسری بات انہوں نے فرمائی: سادے کپڑے پہننا، عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ نے اتنی فتوحات دی تھیں کہ اگر وہ چاہتے تو بیت المال سے اپنا بہت سا رازو زینہ متعین کر سکتے تھے، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا، معمولی رقم لیتے تھے جس میں مشکل سے گزارا ہوتا تھا، حتیٰ کہ وہ لباس پہنتے تھے تو بہت سادہ لباس ہوتا تھا،

ان کے لباس کی حالت بھی عجیب رہی کہ جب مسلمانوں نے بیت المقدس کو فتح کرنے کا ارادہ کیا، تو محاصرہ کر لیا، جو یہودی اس وقت وہاں تھے انہوں نے کہا کہ ہمارے علما تمہارے سپہ سالار سے بات کرنا چاہتے ہیں، سپہ سالار نے پوچھا: کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ دیکھو! ہم اہل کتاب ہیں، ہماری کتابوں میں اس پیغمبرِ آخر الزماں کا احلیہ مبارک موجود ہے اور ان کے صحابہ کی بھی نشانیاں موجود ہیں اور یہ بھی بتایا گیا



کہ بیت المال کون فتح کرے گا؟ تم اپنے امیر المومنین کو بلاؤ! ہم اگر ان کے اندر یہ نشانیاں پائیں گے ہم بغیر لڑے چابیاں ان کے حوالے کر دیں گے، اور اگر نہیں پائیں گے تو تم ایڑی چوٹی کا زور لگا لینا، بیت المقدس کو فتح نہیں کر سکو گے، امیر لشکر نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ آپ تشریف لائیے، عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس کے لیے روانہ ہوئے، جب چلے تو سادہ کپڑے تھے، چمڑے کا پیوند بھی لگا ہوا تھا، اور اپنے غلام کو ساتھ لیا، صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعض نے کہا کہ آپ اسلام کے نمائندہ بن کر جا رہے ہیں اور آگے کفار کے بڑے بڑے لوگ ہوں گے، تو بہتر ہے آپ اچھا لباس پہن لیں اور اونٹ کے بجائے گھوڑے کی سواری کر لیں، عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے کہنے پر ایسا کر تو لیا، لیکن جب چند قدم اٹھائے تو رک گئے، فرمانے لگے: میں اپنے دل کی کیفیت میں تغیر محسوس کر رہا ہوں، وہی کپڑے بدل کر پرانا لباس پہن لیا اور اونٹ کے اوپر سواری کر لی، غلام کو ساتھ لے لیا، راستے میں غلام کے ساتھ یہ طے پایا کہ ایک منزل میں سواری کروں گا، تم پیدل چلنا، اگلی منزل میں پیدل چلوں گا تم سواری کر لینا، سبحان اللہ! یہ اس زمانے کے مالک اور غلام کا تعلق ہوتا تھا، ان کے دلوں میں انسانوں کی اتنی ہمدردی ہوا کرتی تھی کہ ہر چیز کو شیر کیا کرتے تھے، وہ باری باری سواری پر بیٹھتے رہے، اللہ کی شان جب آخری منزل آئی تو غلام کے سوار ہونے کا وقت تھا، عمر کے پیدل چلنے کا وقت تھا، غلام نے عرض کیا: میں اپنی باری آپ کو دیتا ہوں، آپ سواری پر بیٹھ جائیے، چونکہ سامنے لوگ موجود ہوں گے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا ہرگز نہیں ہوگا، چنانچہ اس حال میں وہاں پہنچے کہ امیر المومنین تو تکمیل پکڑے چل رہے ہیں اور ان کا غلام اونٹ کے اوپر سوار ہے اور امیر المومنین کے جسم پر جو کپڑے ہیں ان میں کئی پیوند ہیں جن میں ایک پیوند چمڑے کا بھی لگا ہوا ہے، جب انہوں نے اپنی کتابیں نکال کر دیکھیں تو تورات اور انجیل کے اندر یہی نشانیاں تھیں کہ نبی ﷺ کے جو خلیفہ بنیں گے وہ جب بیت المال کو فتح کریں گے تو وہ اس حیلے میں آئیں گے، ان کو دیکھ کر یہودی علمائے

کنجیاں خود بخود ان کے حوالے کر دیں اور بیت المقدس فتح کرنے کی سعادت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حصے میں آگئی، (فتوح الشام)

## عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں

جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی تین محبوب چیزیں بیان فرمائیں تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی تڑپ گئے، کہنے لگے: اے اللہ کے حبیب! مجھے بھی تین چیزیں بہت پسند ہیں، نبی ﷺ نے پوچھا کون سے چیزیں؟ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے حبیب ﷺ!

پہلی چیز..... بھوکوں کھانا کھلانا،  
دوسری چیز..... ننگوں کو کپڑا پہنانا،  
اور تیسری چیز فرمائی..... قرآن مجید کی تلاوت کرنا،

### (۱)..... بھوکوں کو کھانا کھلانا

انسان کو اگر اللہ تعالیٰ مال عطا کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ غریبوں میں بھی تقسیم کرے اور محتاجوں کو بھی دے، ضرورت مندوں کی بھی مدد کرے، چنانچہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا محبوب مشغلہ یہ تھا کہ وہ بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے،

مشہور حدیث مبارکہ کہ عید کا دن تھا، اللہ کے پیارے حبیب اپنے گھر سے تیار ہو کر عید کی نماز پڑھنے کے لیے جانے لگے تو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! آج عید کا دن ہے ہمیں کچھ پیسے دے دیجیے، ہم چیزیں منگائیں اور کچھ کھانا پکائیں، آج مکہ کی بیوائیں اور یتیم آئیں گے، ہم خود بھی کھائیں گے، ان کو بھی کھلائیں گے، نبی ﷺ نے فرمایا: عائشہ! اس وقت تو میرے پاس کچھ بھی نہیں جو میں تمہیں دے سکوں، وہ خاموش ہو گئیں، نبی ﷺ عید کی نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے، جب عید کی نماز پڑھ کر آئے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ گھر کے اندر کھانا بھی پکا ہوا ہے اور مدینہ کے یتیم اور بیوائیں بھی آ کر کھا رہی ہیں، تو نبی ﷺ نے

حیران ہو کر پوچھا: عائشہ! یہ کھانا کیسے بنایا؟ عرض کیا: اللہ کے حبیب ﷺ! جب آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لے گئے تو تھوڑی دیر کے بعد عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ کی ہر زوجہ کے حصے میں ایک اونٹ سامان سے لدا ہوا بھیجا، یہ بیٹے کی طرف سے اپنی ماؤں کو ہدیہ تھا، ہم نے ان اونٹ کے سامان میں سے چیزیں لیں، خود بھی کھا رہے ہیں، ان یتیموں بیواؤں کو بھی کھلا رہے ہیں، یہ سن کر نبی ﷺ کا دل بہت خوش ہوا اور محبوب ﷺ نے دعادی:

یا رحمن! سہل الحساب علی عثمان

”اے رحمن! قیامت کے دن عثمان کے اوپر حساب کو آسان کر دینا“

یہ وہ مبارک حضرات تھے جن کو محبوب کی دعائیں ملتی تھیں،

تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ایک خاص پسندیدہ بات یہ تھی کہ آپ بھوکوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔

## (۲)..... ننگوں کو کپڑا پہنانا

دوسری بات فرمائی: ننگوں کو کپڑے پہنانا، یعنی اگر کسی کے کپڑے پھٹے ہوں تو اس کو کپڑا ہدیہ کر دینا، یا کسی کے پاس کپڑے بنوانے کی استطاعت نہ ہو، اس کو کپڑے منگا کر دینا، آج کی مسلمان عورتیں اپنے کپڑوں کو اللہ کے راستے میں غریبوں کو صدقہ ہی نہیں کرتیں، اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں کہ کسی مسلمان کے جسم کی ستر پوشی کریں گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہماری ستر پوشی کریں گے،

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک جنگ میں فتح حاصل ہونے کے بعد بہت سے کفار کو گرفتار کیا گیا پھر ان کو نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، ایک عورت ایسی تھی کہ اس کا بیٹا گم ہو گیا تھا، وہ تلاش کرتی پھر رہی تھی، چنانچہ بچے کے پیچھے اتنی وہ دیوانی بن گئی تھی کہ ننگے سراچانک نبی ﷺ کے سامنے آگئی، اللہ کے حبیب نے دور سے دیکھا، اپنے صحابہ کو بلا یا اور فرمایا: یہ میری چادر لے کر جاؤ اور اس لڑکی کا سر ڈھانپ دو،

صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! یہ تو کافرہ لڑکی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: اگرچہ کافرہ ہے مگر کسی کی تو بیٹی ہے، تو اس کا سر چھپائے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے قیامت کے دن تمہارے گناہوں پر رحمت کی چادر ڈال دینے کے، تو اللہ کے حبیب ﷺ بھی لوگوں کے جسم کی ستر پوشی فرماتے تھے، اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو یہ بات بہت پسند تھی۔

### (۳)..... قرآن مجید کی تلاوت کرنا

اور تیسری بات فرمائی کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جامع القرآن تھے اور ناشر القرآن تھے، انہوں نے قرآن مجید کو پوری دنیا کے اندر بھجوا کر تقسیم کر دیا، اللہ رب العزت نے ان سے کام لیا، چنانچہ وہ قرآن مجید کی بہت تلاوت کرتے تھے، حتیٰ کہ عین شہادت کے وقت بھی وہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، بلکہ ان کے خون کا چھینٹا قرآن مجید کے اوپر آ کر گرا، اور جس لفظ پر گرا وہ لفظ تھا فسیکفیکہم اللہ کہ ان کے لیے اللہ کافی ہے،

ہر انسان جو دنیا میں شہید ہوتا ہے کسی کی گواہی پتھر دے گا، کسی کی گواہی مٹی دے گی، کسی کی گواہی کوئی اور چیز دے گی، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سعادت دیکھیے، قیامت کے دن اللہ کا قرآن ان کی شہادت کی گواہی دے گا، یہ درجہ تھا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا:

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قول مشہور ہے، فرماتے تھے کہ اگر دلوں کے اوپر ظلمت نہ ہوتی تو قرآن مجید پڑھنے سے انسان کا دل کبھی بھر ہی نہیں سکتا تھا، واقعی! بات ٹھیک ہے، آج ہمارے دلوں میں ظلمت ہوتی ہے، قرآن پڑھنے کو دل نہیں چاہتا، پڑھنے لگتے ہیں، ایک صفحہ پڑھ کر تھک جاتے ہیں، کتنے لوگ ہیں جو روزانہ ایک پارہ پڑھتے ہوں؟ بہت کم ہوں گے، تین تین گھنٹے بیٹھ کر مووی فلم دیکھنا لوگوں کے لیے آسان ہوتا ہے، قرآن مجید کو پندرہ منٹ بھی پڑھنا مشکل ہوتا ہے، اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ دلوں کے اندر ظلمت ہے، اگر یہ دل دھل جاتے تو قرآن مجید کے پڑھنے سے دل کبھی نہ بھرتے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تین محبوب چیزیں

جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تو علی رضی اللہ عنہ کہاں پیچھے رہنے والے تھے، انہوں نے بھی کھڑے ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! مجھے بھی تین چیزیں بہت اچھی لگتی ہیں، پوچھا: آپ کو کونسی تین چیزیں اچھی لگتی ہیں؟ فرمایا:

پہلی چیز..... مہمان نوازی کرنا۔  
 دوسری چیز..... گرمی کے روزے رکھنا۔  
 اور تیسری چیز..... اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

### (۱)..... مہمان نوازی کرنا

ان میں سے پہلی بات مہمان نوازی کرنا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کتنے مہمان نواز تھے حیرانی ہوتی ہے، مسائل کو منع نہیں کرتے تھے مہمان کا اکرام کیا کرتے تھے، حدیث پاک میں آتا ہے:

﴿مَنْ كَانَ يَوْمًا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَكْرَمْ ضَيْفَهُ﴾

(بخاری، رقم: ۶۱۳۵)

”جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور قیامت کے دن کے آنے پر یقین رکھتا ہے اس کو

چاہیے کہ مہمان کی مہمان نوازی کرے“

اللہ رب العزت نے اس میں بڑی برکت عطا کی ہے، لہذا مہمان نوازی کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا محبوب کام تھا۔

اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ سیرت کی کتب میں ایک واقعہ لکھا ہے

، ایک مرتبہ آپ کے ہاں مہمان آیا جو یہودی تھا، آپ نے اسے ٹھہرا لیا، رات کو جب

کھانے کا وقت آیا تو آپ نے اس کے سامنے بہت سارا کھانا لاکر رکھا کہ جتنی بھوک

ہوگی یہ کھالے گا، اس اللہ کے بندے نے اتنا کھایا، اتنا کھایا کہ خوب سیر ہو گیا، حتیٰ

کہ جب رات ہوئی تو وہ سویا پیٹ خراب ہو گیا، اور صبح فجر کے وقت اس کے جسم سے نجاست خارج ہوئی، یوں سمجھئے کہ اس نے پاخانہ کر دیا، کپڑے بھی خراب ہو گئے اور بستر بھی خراب ہو گیا تو وہ چپکے سے اٹھ کر بھاگ گیا کہ شرمندگی نہ اٹھانی پڑے، باہر جا کر جہاں پانی تھا وہاں اس نے کپڑے دھوئے، بدن دھویا، صاف ستھرا ہوا، پھر اپنے گھر آنے لگا تو اس کو پتہ چلا کہ اوہو! میں تو فلاں چیز وہیں بستر پر بھول آیا ہوں، تو وہ واپس لینے کے لیے آیا، یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ اللہ کے حبیب خود اپنے مبارک ہاتھوں سے وہ جو نجس بستر تھا اس کو دھورہے تھے، وہ حیران رہ گیا کہ ان کے دل میں مہمان نوازی کی کیا قدر ہے!! تو اس عمل کو دیکھ کر وہ یہودی مسلمان ہو جاتا ہے، تو اللہ کے حبیب ﷺ جو کو تین کے والی تھے، وہ اگر ایک مہمان کا پاخانہ بھی نکل جاتا ہے اور بستر آلود ہو جاتا ہے، ناپاک ہو جاتا ہے تو اپنی بیوی کو نہیں کہتے کہ اس کو دھو دو، مہمان کی نجاست کو مبارک ہاتھوں سے خود دھوتے ہیں، محبوب ﷺ نے مثال قائم کر دی کہ لوگو! مہمان کا اتباع ہو کر رہو،

## (۲)..... گرمی کے روزے رکھنا

اور دوسری بات فرمائی کہ گرمی کے روزے رکھنا، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک محبوب عمل تھا، گرمی کے موسم میں پیاس بھی زیادہ ہوتی ہے، بھوک بھی ہوتی ہے، اس لیے کہ دن لمبے ہوتے ہیں، مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان گرمی کے دنوں میں روزے رکھنے کا مزا آتا تھا۔

اور ان کے روزوں کا تذکرہ تو قرآن مجید میں بھی آیا ہے، آپ نے قرآن مجید میں پڑھا ہوگا جس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک مرتبہ حسنین کریمین سیدنا حسین اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما دونوں بیمار ہو گئے، شہزادوں کو بخار آ گیا، اترتا نہیں تھا، سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے منت مانگ لی کہ اگر ان بچوں کا بخار ٹھیک ہو جائے گا تو ہم تین دن روزے

رکھیں گے، اللہ نے بچوں کو شفا عطا فرمادی، علی رضی اللہ عنہ نے اور فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے روزے رکھے۔ جب پہلا روزہ رکھا افطاری کے وقت کچھ تھوڑا سا مان تھا جس سے افطاری کا ارادہ تھا تو انہوں نے دیکھا کہ اس وقت ایک دروازہ کھٹکھٹانے والے نے دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا کون ہے؟ کہنے لگا: میں مسکینِ مدینہ ہوں، بھوکا ہوں، اس دروازے پہ آیا ہوں کہ مجھے ضرور کچھ نہ کچھ مل جائے گا، میاں بیوی دونوں ایک دوسرے سے مشورہ کرتے ہیں، ہم پانی سے روزہ افطار کر لیں گے، کھانا اس کو دے دیتے ہیں، چنانچہ کھانا اس کو دے دیا گیا، سحری بھی پانی کے ساتھ کر لی گئی، اب اگلے دن علی رضی اللہ عنہ نے کچھ محنت مز دوری کی تو افطاری کے لیے کچھ پیسے مل گئے، جب کھانا تیار کیا، عین افطاری کے وقت سے تھوڑا پہلے، ایک آدمی نے دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا: کون ہو؟ کہنے لگا: میں یتیمِ مدینہ ہوں، بھوکا ہوں، آیا ہوں کہ کچھ کھانے کو مل جائے، میاں بیوی دونوں نے اپنا کھانا اس یتیم کو دے دیا، دوسرے دن بھی پانی سے افطار کر لیا، پھر اگلی سحری بھی پانی سے کی، جب تیسرا دن ہو گیا تو بھوک کی انتہا تھی کہ کچھ کھائے پیئے بغیر تین دن گزر گئے تھے، جب افطاری کے وقت کچھ تھوڑا بہت انتظام ہوا، پھر ایک آدمی آیا، دروازہ کھٹکھٹا کر کہنے لگا: میں ایک قیدی ہوں، کھانے کے لیے آیا ہوں، انہوں نے پھر اپنا کھانا ان کو دے دیا، قرآن مجید نے ان کے اس واقعے کو قرآن کا حصہ بنا دیا: (التفسیر المظہری: ۴/۲۰۹)

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾

ذرا غور کیجیے کہ علی رضی اللہ عنہ کی بھوک تو مٹ ہی گئی، لیکن ان کے واقعے کا تذکرہ آج بھی ہماری زبانوں پر ہے اور اللہ کے قرآن کا حصہ بھی بن گیا، کل جنت میں قرآن کی تلاوت ہوگی تو اس وقت بھی اس کو پڑھا جائے گا، کیسی عظیم ہستیاں تھیں!

(۳)..... اللہ کے راستے میں جہاد کرنا

تیسری بات فرمائی کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا مجھے بہت محبوب ہے، اسی

لیے نبی ﷺ نے ان کو اسد اللہ کا لقب دیا، اللہ کے شیر تھے اور واقعی! اللہ نے ان کو بہت طاقت، قوت اور جرأت عطا کی تھی، چنانچہ علی رضی اللہ عنہ کو بھی تین چیزیں پسند تھیں جن کا انہوں نے اظہار فرما دیا،

## جبرائیل علیہ السلام کی تین محبوب چیزیں

محبوب ﷺ نے ایک بات فرمائی اور آپ کے جواب میں چاروں یاروں نے بھی یہ بات فرمائی، تو باتیں تو فرش پہ ہو رہی تھیں مگر یہ باتیں عرش پہ بھی سنی جا رہی تھیں۔

ابھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بات مکمل کی ہی تھی کہ جبرائیل علیہ السلام آسمان سے نازل ہوئے، کہنے لگے: اے اللہ کے حبیب ﷺ! اگر میں انسان ہوتا تو مجھے بھی تین چیزیں بہت پسند ہوتیں، میں بھی اپنی تین چیزیں بتانے کے لیے آیا ہوں، پوچھا: کون سی تین چیزیں؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اے اللہ کے حبیب! پہلی چیز..... عبادت گزار غریبوں سے محبت کرنا، دوسری چیز..... کثیر العیال تنگ دستوں سے محبت کرنا، اور تیسری چیز..... گمراہ کو راستہ دکھانا،

### (۱)..... عبادت گزار غریبوں سے محبت کرنا،

پہلی چیز فرمائی: عبادت گزار غریبوں سے محبت کرنا، امیروں سے محبت تو ہر کوئی کرتا ہے، غریبوں کی طرف التفات نہیں ہوتا، حالانکہ اللہ کی خاص نظر ان پر ہوتی ہے جو غریب ہوتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے دن میری امت کے غربا میری امت کے امیر لوگوں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل کیے جائیں گے“

چنانچہ جو غریب آدمی کے ساتھ محبت کرے تو یہ گویا ملائکہ کی صفت ہے،



## (۲)..... کثیر العیال تنگ دستوں سے محبت کرنا

پھر دوسری چیز فرمائی کہ کثیر العیال تنگ دستوں سے محبت کرنا، کچھ لوگ ہوتے ہیں کہ اولاد زیادہ ہوتی ہے، وسائل نہیں ہوتے، تنگی میں زندگی گزارتے ہیں، اللہ کو وہ بھی بڑے پیارے ہوتے ہیں، تو جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے محبت کرنا یہ مجھے بہت پسند ہے۔

اور ایسے لوگوں سے اللہ کو بھی محبت ہوتی ہے، چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پڑوسی تھا، جو لوہا رتھا، حداد تھا، وہ سارا دن آگ کی بھٹی میں لوہے کو گرم کرتا اور ہتھوڑے سے کوٹتا تھا، چنانچہ رات کو وہ سونے لگتا تو وہ تھکا ہوا ہوتا تھا، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا کہ وہ اس قدر رات کو عبادت کرتے ہیں تو کہا کرتا تھا: اگر میرے اتنے بچے نہ ہوتے، میری پیٹھ پہ اتنا بوجھ نہ ہوتا، تو میں بھی امام احمد کی طرح رات کو عبادت کیا کرتا، وہ پانچ نمازیں پڑھتا تھا، نفل نماز نہیں پڑھتا تھا، کہتے ہیں جب فرزند ہو کسی کو خواب میں نظر آیا، پوچھا کہ تمہارا کیا بنا؟ کہنے لگا کہ اس حسرت کی وجہ سے جو میرے دل میں تھی، اللہ نے مجھے نام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رتبے میں اکٹھا کر دیا، انسان اپنی اولاد کے لیے جو پسینہ بہاتا ہے، اللہ رب العزت کو وہ بہت پسندیدہ ہوتا ہے،

## (۳)..... گمراہ کو راستہ دکھانا

جبرائیل علیہ السلام نے تیسری بات ارشاد فرمائی: ”گمراہ کو راستہ دکھانا“ گمراہ کو راستہ دکھانے کے دو معنی ہیں: ایک تو یہ ہے کہ عام مسافر جو راستہ بھول جائے اور اس کو رہنمائی کی ضرورت ہو تو اس کو اچھے انداز سے راستہ دکھانا چاہیے، تاکہ وہ ادھر ادھر بھٹکتا نہ پھرے، ٹھوکریں نہ کھاتا پھرے، وقت نہ ضائع کرتا پھرے، بلکہ سیدھا آرام کے ساتھ وہ منزل پہ پہنچ جائے، اور دوسرا معنی یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کا

راستہ بھول جاتے ہیں اور فسق و فجور میں پڑ جاتے ہیں، گناہوں کی زندگی میں پڑ جاتے ہیں، ان کو سمجھانا بھجانا اور اللہ کے راستے کی طرف متوجہ کرنا اور سیدھے راستے پہ ڈال دینا، یہ اللہ کو بہت محبوب ہے،

چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے بھی تین کام بتائے کہ اگر میں انسانوں میں ہوتا تو مجھے یہ تین چیزیں بہت پسند ہوتیں،

## اللہ تعالیٰ کی تین پسندیدہ چیزیں

اب ذرا غور کیجیے کہ بات تو ہوئی تھی نبی ﷺ کے درمیان اور آپ کے چاروں صحابہ کے درمیان، لیکن اس بات کو سن کر جبرائیل علیہ السلام نیچے اتر آتے ہیں اور وہ بھی اپنی پسندیدہ چیزیں بتاتے ہیں، جب جبرائیل علیہ السلام نے اپنی چیزیں بتادیں تو اس کے بعد کہا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! اللہ رب العزت نے مجھے پیغام دے کر بھیجا ہے جاؤ میرے محبوب کی مجلس ہے، انہوں نے بھی اپنی پسندیدہ چیزیں بتائیں، ان کے یا روں نے بھی پسندیدہ چیزیں بتائیں ہیں، جبرائیل تم بھی اپنی پسندیدہ چیزیں بتایا اور پھر میری بھی تین پسندیدہ چیزیں بتایا، یہ کیا مقبول مجلسیں تھی! اللہ رب العزت خود پیغام بھیج رہے ہیں کہ مجھے بھی تین چیزیں بہت پسند ہیں، باری تعالیٰ نے فرمایا:

پہلی چیز..... فائقے پر صبر کرنے والا بندہ،

دوسری چیز..... نیکی میں سبقت کرنے والا بندہ،

اور تیسری چیز..... گناہوں پر نادم ہونے والا بندہ،

### (۱)..... فائقے پر صبر کرنے والا

اللہ رب العزت نے پہلی چیز یہ فرمائی کہ جو بندہ فائقے پر صبر کرتا ہے، یہ بندہ مجھے بہت پسند ہوتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کسی کے رزق کو کم لکھ دے اور وہ بندہ صبر کے ساتھ وقت گزارے، شکوے نہ کرے، شکایتیں نہ کرے، اللہ اس بندے سے بہت

راضی ہوتے ہیں۔

اس لیے روایت میں آتا ہے کہ قیامت کا دن ہوگا، ایک غریب آدمی اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا، نیک ہوگا، اللہ تعالیٰ اس طرح اس سے معذرت کریں گے کہ دنیا میں تمہیں تھوڑا رزق دیا، جیسے ایک دوست اپنے دوسرے دوست سے کسی بات پہ معذرت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ گویا اس طرح اس غریب بندے سے جو صبر کرنے والا ہو گا قیامت کے دن معذرت فرمائیں گے۔

(المغنی عن جمل الاسفار: ۲/۱۰۸۷، احیاء علوم الدین: ۵/۱۳۲)

تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے کہ انسان کو اگر فاقہ آجائے یا انسان کو تنگی آجائے تو وہ صبر کرے، اپنی طرف سے محنت اور کوشش کرے، محفلوں میں بیٹھ کر اللہ کے شکوے نہ کرے کہ ہمارے تو مقدر میں لکھا ہی کچھ نہیں، ہمیں تو دیا ہی کچھ نہیں، یہ اللہ کی تقسیم پہ راضی رہے تو بہت خوش نصیب انسان ہے،

اس لیے کہتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی:

”اے داؤد علیہ السلام! اگر آپ کو کھانے میں سٹری ہوئی سبزی مل جائے تو سبزی کو نہ

دیکھنا، بلکہ اس بات پہ غور کرنا کہ جب میں نے رزق کو تقسیم کیا تھا تو مجھے یاد تھا“

تو مومن کے لیے تو یہی بات کافی ہے کہ اللہ! آپ نے زیادہ دیا یا تھوڑا دیا، یہ

کتنی خوش نصیبی ہے کہ آپ نے ہم مسکینوں کو یاد تو رکھا، کچھ نہ کچھ تو مل ہی گیا،

چنانچہ انسان کو چاہیے کہ اپنے فاقہ کے اوپر صبر کر کے اللہ رب العزت کا

قرب پائے بجائے اس کے کہ اپنے ثواب کو گنوالے،

(۲)..... نیکی میں سبقت کرنے والا

اللہ رب العزت کو جو تین چیزیں پسند ہیں ان میں سے دوسری چیز ہے: ”نیکی

کرنے میں ہمت کرنا“ نیکی میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنا، اللہ سے محبت کا اظہار کرنا

دوڑ دوڑ کے نیکی کرنا، بھاگ بھاگ کر نیکی کرنا، تھک تھک کے بڑا کرنا اور نیکی کر

کر کے تھک جانا، یہ اللہ کو بہت پسند ہے،

## اللہ کے تین پسندیدہ بندے

چنانچہ حدیث پاک میں ہے: اللہ رب العزت کو تین بندے بہت پسند ہیں اور ان تین بندوں کو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے دکھاتے ہیں، فخر فرماتے ہیں کہ دیکھو! میرے اس بندے کو کہ یہ اس حال میں بھی میری عبادت کر رہا ہے۔

پہلا بندہ کہ کچھ لوگ تھے سفر میں جا رہے تھے، بہت بڑا قافلہ تھا، سب کے سب تھک گئے تھے، رات کافی گزر چکی تھی، نیند کا بھی غلبہ تھا، تھکاوٹ کا بھی غلبہ تھا، اپنی منزل پہ پہنچے تو لوگ اتنے تھکے ٹوٹے ہوئے تھے کہ لوگ سامان رکھتے ہیں لیٹ کر سو گئے، ان میں سے ایک ایسا آدمی تھا، وہ اس وقت نہیں سویا، اس نے وضو کر لیا، مصلے کے اوپر آ گیا اور تہجد پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا، فرمایا: اللہ کو یہ بندہ اتنا پسند ہوتا ہے کہ اللہ فرشتوں پہ فخر فرماتے ہیں کہ دیکھو! یہ بھی تو میرا بندہ ہے، اس پر بھی تھکاوٹ تھی، اس پر بھی نیند غالب تھی، مگر اس نے نیند کو غالب نہیں ہونے دیا، میزری محبت اس پر غالب آگئی اور یہ اس وقت بھی کھڑا تہجد پڑھ رہا ہے۔

دوسرا وہ بندہ کہ جوان العمر ہے اور دل میں گھر کرنے والی خوبصورت بیوی بھی پاس موجود ہے، لیکن اس نے اپنا معمول ایسا بنایا ہوا ہے کہ بیوی کو وقت آگے پیچھے دے لیتا ہے، تہجد کا وقت فارغ رکھتا ہے، تہجد کے وقت مصلے پہ اللہ کی عبادت کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو دیکھ کے خوش ہوتے ہیں اور فرشتوں کو فرماتے ہیں کہ دیکھو! اگر یہ چاہتا تو اپنی بیوی کے ساتھ مشغول ہو سکتا تھا، لیکن میری محبت اس پر غالب آئی، یہ مصلیٰ کے اوپر تہجد کی نماز پڑھ رہا ہے، اس لیے نوجوان مرد یا عورت کا تہجد پڑھنا اللہ کو بہت پسندیدہ ہے۔

تیسرا وہ آدمی کہ جب دشمن سامنے آجائے تو وہ اللہ کی رضا کے لیے اکیلا لڑتا ہے

حالانکہ اس کو موت سامنے نظر آرہی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فخر فرماتے ہیں کہ دیکھو! میرے بندے نے میرے لیے کیسے صبر کیا!

(الدر المشور: ۳/۱۳۱، سورۃ آل عمران، جامع الاحادیث للسیوطی: ۱۲/۵، رقم: ۱۱۳۰۰)

بلکہ ایک حدیث پاک میں فرمایا:

”جو خاوند تہجد کے وقت اپنی بیوی کو جگائے یا جو بیوی تہجد کے وقت اپنے خاوند کو

جگائے اللہ ان دونوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں“ (المعجم الکبیر: ۳/۲۹۵، رقم: ۳۲۲۸)

### (۳)..... گناہوں پر نادم ہونے والا بندہ

اور تیسری چیز بتائی کہ جو بندہ گناہوں پر نادم ہوتا ہے، اللہ کو وہ بندہ بہت پسند ہے، اتنے انسان ہیں، بندے ہیں، بشر ہیں، ہم دانستہ بھی غلطیاں کر لیتے ہیں اور نادانستہ بھی ہو جاتی ہیں، غلبہء جذبات میں غلطیاں ہو جاتی ہیں، ہاں! اگر غلطی ہو جائے تو انسان غلطی کر کے پڑا نہ رہے، غلطی پہ جمانہ رہے، بلکہ غلطی کو تسلیم کر کے اللہ سے معافی مانگے، جو بندہ معافی مانگ لیتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو آ جاتے ہیں اللہ کو وہ بہت پسند ہے،

### ندامت کے آنسو میزانِ عمل میں نہیں تُل سکتے

جبرائیل علیہ السلام ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! انسان جو بھی اعمال کرتے ہیں، ہم ان تمام اعمال کو تولتے ہیں، اتنا بڑا میزان ہے کہ ساری کی ساری نیکیاں اس کے اندر رکھ دی جاتی ہیں، ان کو تولا جاتا ہے، سوائے گناہگار کے ندامت والے آنسوؤں کے، محبوب ﷺ نے پوچھا کہ آنسوؤں کو کیوں نہیں تولا جاتا؟ فرمایا: ایک ایک آنسو آگ کے سمندروں کو بجھانے کے لیے کافی ہوتا ہے، نام میزان میں ان آنسوؤں کو تول بھی نہیں سکتے، ایک ایک آنسو اللہ کے ہاں کتنا قیمتی ہے!! (الزهد لاجد بن حنبل: ۱/۲۷)

موتی سمجھ کے شان کریچی نے چن لیے

قطرے جوتھے میرے عرقِ انفعال کے

ندامت کے آنسو موتیوں کی طرح اللہ کے ہاں قبول ہوتے ہیں، آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک قیراط کا ڈائمنڈ ہو تو کتنی قیمت ہوتی ہے؟ دو قیراط کا ہو تو قیمت آسمان پہ چڑھ جاتی ہے، تین قیراط تو انسان خریدنے کا سوچ بھی نہیں سکتا، جب ایک ایک قیراط بڑھنے سے اتنی قیمت بڑھ جاتی ہے، لگتا ہے کہ گناہگار کے آنسو بھی اللہ کے ہاں اسی طرح قیراط والے خالص ڈائمنڈ کے مانند ہوتے ہیں، اللہ ان کو قبول کر لیتے ہیں،

## ندامت کے آنسو امپورٹڈ مال ہے

آپ نے خود بھی زندگی میں تجربہ کیا ہوگا کہ اگر آپ کو کوئی امپورٹڈ چیز بازار میں ملے جو ہر وقت نہ ملتی ہو تو آپ اس کو مہنگی پرائس پر بھی خرید لیتے ہیں، ہم نے لوگوں کو دیکھا کہ دوگی پرائس پر چیز خرید کر لے آتے ہیں، بھی! تم نے اتنا پیسہ کیوں لگا دیا؟ یہ آدھی پرائس پہ بھی مل جانی تھی، وہ کہتے ہیں: جی نہیں! یہ امپورٹڈ چیز ہے اور یہ کبھی کبھی ملتی ہے، اس لیے میں نے اس کو زیادہ پیسے دے کے خرید لیا، تو جب دنیا کا دستو رہے کہ امپورٹڈ چیز کو زیادہ پیسے دے کر خرید لیتے ہیں یہ بات ذہن میں رکھیے کہ عرض کے اوپر آسمانوں کی جو دنیا ہے اس میں ندامت کے آنسو نہیں ہوتے، فرشتے رونا نہیں جانتے، ان کے اندر احساسِ ندامت نہیں ہوتا کیوں کہ وہ تو اللہ کی نافرمانی ہی نہیں کرتے،

﴿لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (التحریم: ۶)

وہ تو بالکل روبروٹ کی طرح وہی کرتے رہتے ہیں جہاں کو حکم دیا جاتا ہے، تو ان کے پاس نافرمانی یا ندامت کے آنسو ہرگز نہیں ہیں، لہذا آسمان سے اوپر کی دنیا پر یہ چیز نہیں ہے اور جب فرشتے دنیا میں کسی کو دیکھتے ہیں کہ اس نے گناہ کر لیا، پھر نادام ہوا، شرمندہ ہوا، اب بیٹھا رو رہا ہے تو اس کی آنکھوں کے یہ آنسو موتیوں کی طرح فرشتے

چن لیتے ہیں، اللہ کے حضور پیش کر دیتے ہیں، یہ وہ قیمتی متاع ہے جو اوپر کی دنیا میں نہیں ہوتی، زمین سے ہی ملا کرتی ہے، ہم یہ لے کر آئے ہیں، اللہ اس کے اوپر دائرہ مند کاریٹ لگا دیتے ہیں، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنی زندگی کے گناہوں پہ اللہ کے سامنے نادم ہوں، شرمندہ ہوں اور اپنے اللہ کو منانے کے لیے آنکھوں سے آنسو بہائیں۔

## پلکوں کے بال کی شفاعت

ایک حدیث پاک میں آیا ہے قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ حساب کتاب لیں گے تو کچھ لوگ جنت میں چلے جائیں گے اور کچھ جہنم میں چلے جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ انبیا کو شفاعت کی اجازت فرمائیں گے، تو ان کی شفاعت والوں کو بھی جنت دے دی جائے گی، پھر علما شفاعت کریں گے، حفاظ کریں گے، حتیٰ کہ شہدا بھی شفاعت کریں گے اور عام جنتی بھی شفاعت کریں گے اور سب کی شفاعت پر اللہ جس جس کو چاہیں گے اس کو جہنم سے نکال کے جنت عطا فرمادیں گے، پھر کوئی ایسا بندہ نہیں ہوگا جس کی شفاعت کرنے والا کوئی ہو، اس وقت ایک بندہ ایسا بھی ہوگا کہ اس کی پلکوں کا ایک بال اللہ کے سامنے یہ فریاد کرے گا: اے اللہ! میں اس بندے کی پلکوں کا ایک بال ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک مرتبہ ندامت کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے اتنا چھوٹا سا آنسو نکلا تھا کہ میں تر ہو گیا تھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ ندامت کے ساتھ رونے والا بندہ ہے، اللہ تعالیٰ جبرائیل کو فرمائیں گے: جبرائیل! اعلان کر دو کہ لوگو! یہ وہ شخص ہے جس کی پلکوں کے ایک بال نے گواہی دی کہ یہ ندامت سے اللہ کے سامنے رو یا تھا، لہذا اللہ تعالیٰ نے اس کو جہنم سے نکال کر جنت عطا کر دی ہے، (البحر المدید: ۶/۲۲۱، سورۃ یسین)

مکھی کے سر کے برابر بھی آنسو آنکھ سے نکل آئے وہ بھی بندے کو جہنم سے نکال دیتا ہے، خوش نصیب ہیں وہ آنکھیں جو ندامت کی وجہ سے تنہائی میں شرمندہ ہو کر

اپنے گناہوں پر آنسو بہاتی ہیں اور اپنے رب کو منانے کی کوشش کرتی ہیں،

## عجیب محفل

تو یہ ایک عجیب محفل تھی اس دنیا میں، محبوب ﷺ نے تین محبوب چیزیں بتائیں..... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی بتائیں..... عمر رضی اللہ عنہ نے بھی بتائیں..... عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی بتائیں..... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بتائیں..... پھر جبرائیل علیہ السلام نے بھی بتائیں اور آخر پر اللہ رب العزت نے بھی بتائیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام پسندیدہ چیزوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور اس مجلس کے صدقے اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے آمین





## چھٹا باب

محبتِ رسول ﷺ اور

اس کے تقاضے اور

اتباعِ رسول ﷺ کی اہمیت

## حضور ﷺ سے کامل محبت کئے بغیر ایمان نامکمل

نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”أحبوا الله لهما يغدوكم به من نعبه“

”تم اللہ رب العزت سے محبت کرو کہ اس نے تمہیں کھانے کے

لئے کیا کیا نعمتیں عطا فرمائیں“

”وأحبوني لحب الله“

اور مجھ سے محبت کرو کہ میں اللہ رب العزت کا محبوب ہوں“

اللہ مجھ سے محبت فرماتے ہیں، نبی ﷺ کی محبت ایمان کا حصہ ہے، اس کے

بغیر کوئی انسان مومن نہیں ہو سکتا:

نبی ﷺ کے ساتھ ایک قلبی محبت کا ہونا، یہ ہر مومن کی صفت ہوتی ہے،

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من والده

وولده والناس اجمعين“

”کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک

میں اس کو اس کے والد، اولاد اور دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ محبوب

نہ ہو جاؤں“

ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا:

”ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الايمان“

تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس بندے میں ہوں گی اس کو ایمان کی

حلاوت ملے گی، ان میں سے ایک:

”ان یكون الله ورسوله احب اليه مما سواهما“

”کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمام جہان سے زیادہ اس کو

محبوب ہو جائیں،

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے آپ سب

سے زیادہ محبوب ہیں۔ سوائے اپنی جان کے، تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس

وقت تک کوئی بندہ کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کی جان سے بھی

زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں ”فقال“ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”والذی انزل علیک الكتاب لانت احب الی من

نفسی التي بین جنبی“

”کہ اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں:

”فقال النبی ﷺ“ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ”الان یا عمر! اے عمر!

اب تمہیں ایمان کا کامل رتبہ نصیب ہو گیا،

## حضور ﷺ سے محبت کا انعام

حدیث مبارک ہے:

عن انس رضی اللہ عنہ ان رجلا اتی النبی ﷺ فقال: متی

الساعة“

ایک نوجوان نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کے اس نے

یہ Question (سوال) پوچھا کہ اے اللہ کے حبیب! قیامت کب آئے

گی؟ فقال: نبی ﷺ نے پوچھا:

”ما اعددت لها“ تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟

”قال“ اس نے جواب میں عرض کیا:

”ما اعدت لها من كثير صلوة ولا صوم ولا صدقة  
ولكني احب الله ورسوله“۔

”اے اللہ کے حبیب ﷺ! بہت زیادہ نمازیں اور روزے  
اور صدقے والی عبادتیں تو میں نے نہیں کیں، ہاں اتنی بات پکی ہے کہ  
اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں،  
نبی ﷺ نے فرمایا:

”انت مع من أحب“ ”تو جنت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس  
سے تجھ کو محبت ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ اس حدیث پاک کو سن کر ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ اتنی خوشی  
ہمیں کسی اور بات پر نہیں ہوئی تھی،

## صحابہ رضوان اللہ عنہم کے دلوں میں

### حضور ﷺ کی محبت

چنانچہ ایک اور صحابی آئے اور کہنے لگے: ”یا رسول اللہ“ اے اللہ کے  
حبیب ﷺ! ”لأنت أحب الی من اہلی و مالی“  
”آپ مجھے میرے اہل خانہ اور میرے مال سے زیادہ محبوب ہیں“  
”وانی لأذ کرک“ ”اور جب کبھی میں آپ کو یاد کرتا ہوں“  
”فما أصبر، حتی أجيء فانظر الیک“ ”مجھ سے رہا نہیں جاتا، آپ کی  
یاد بڑھتی ہے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور آپ کی زیارت سے آنکھوں  
کو میں ٹھنڈا کر لیتا ہوں۔

”وانی ذکر موتی وموتک“ اور میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ ایک دن مجھے بھی

موت آئی ہے اور ایک دن آپ کو بھی پردہ فرمانا ہے:

”فَعَرَفْتَ اِنَّكَ اِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رَفَعْتَ مَعَ النَّبِيِّينَ“

اور میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ آپ جنت میں جائیں تو آپ کا درجہ تو انبیاء کے ساتھ جنت میں اونچا ہوگا، اور میں پہنچ گیا تو میرا درجہ تو نیچے ہوگا، کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! نیچے والا تو اوپر جا نہیں سکتا، اگر میں جنت میں آپ کا دیدار نہیں کر سکوں گا تو مجھے جنت میں مزہ ہی کیا آئے گا، اس سے اندازہ لگائیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کے دلوں میں نبی ﷺ کی کیسی محبت تھی، اور صحابہ رضوان اللہ عنہم کی محبت رسول ﷺ میں حالت یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ جنت میں اگر آقا ﷺ کا دیدار نہ کر سکے تو جنت میں مزہ ہی کیا آئے گا، تو یہ بہت بڑا اجر ہے کہ اس محبت کی وجہ سے انسان کو نبی ﷺ کے قدموں میں جگہ ملے گی۔

## محبت کا پہلا تقاضا: عزت او اکرام

نبی ﷺ کے ساتھ ایسی محبت کے کچھ تقاضے ہیں۔ یہ نہیں کہ فقط زبان سے انسان کہے کہ مجھے محبت ہے، اس کی کوئی دلیل بھی ہونی چاہیے، چنانچہ علماء نے اس کی چند باتیں کھول کر بیان کی ہیں۔ سب سے پہلی بات:

”توقیرہ و تقدیرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام“ اگر کسی کو نبی ﷺ سے محبت ہے تو سب سے پہلی بات یہ کہ وہ شخص نبی ﷺ کی بہت زیادہ عزت کرے، اکرام کرے، ادب کرے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”انا ارسلناک شاکدا ومبشرا ونذیرا لتؤمنوا باللہ

ورسولہ وتعزروه وتوقروه وتسبحوه بکرة واصیلا“

چنانچہ صحابہ رضوان اللہ عنہم کا یہ حال تھا کہ نبی ﷺ کی صحبت میں

اتنے ادب کے ساتھ بیٹھتے تھے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

أتیت النبی ﷺ واصحابہ حولہ کأنما علی رؤوسہم  
الطیر۔

کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے گرد اس طرح باادب بیٹھے تھے کہ جیسے  
ان کے سروں کے اوپر کوئی پرندہ بیٹھا ہوا ہے،  
حضرت ابو ابراہیم ایک بزرگ ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ  
”واجب علی کل مؤمن“ ”ہر مؤمن پر یہ واجب ہے“  
”متی ذکرہ او ذکر عندہ“ ”کہ جب وہ خود تذکرہ کرے یا اس کے پاس  
نبی ﷺ کا ذکر مبارک ہو۔

”ان یخضع ویخشی ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویأخذ  
فی ہیبتہ واجلالہ“

کہ اس کی طبیعت کے اوپر اثر محسوس ہو۔ جیسے کسی کی جلالتِ شان کا اثر ہوتا ہے  
تو اس بندے کے اوپر اس کا اثر محسوس ہونا چاہئے کہ اس کے سامنے اللہ کے پیارے  
حبیب ﷺ کا ذکر مبارک کیا گیا ہے،

## آدابِ احادیث کے چند سبق آموز نمونے

☆.....مطرف کہتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لوگ آتے تو وہ  
اپنی باندی کو کہتے کہ پوچھو کس لئے آئے ہیں؟ اگر وہ کہتے کہ فقہ کے مسائل سیکھنے کے  
لئے آئے ہیں تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت آجاتے اور اگر وہ کہتے کہ ہم حدیث  
مبارک کی روایت لینے آئے ہیں تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ غسل فرماتے، صاف  
ستھرے کپڑے زیب تن فرماتے، عطر لگاتے، پھر ایک تخت بنایا ہوا تھا، عمامہ باندھ  
کر اس تخت کے اوپر تشریف فرما ہوتے اور پھر نبی ﷺ کی بات کو آگے نقل فرماتے،  
ان کے عمل سے بھی یہ بھی ثابت ہوتا تھا کہ واقعی کسی ذی شان ہستی کی بات یہ آگے

بیان کریں گے۔

☆..... سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت تھا، کسی نے حدیث کی بات پوچھ لی، اس وقت میں جب کہ جان کنی کا عالم ہے اور انسان تکلیف میں ہوتا ہے، اس وقت میں بھی حدیث مبارک کا تذکرہ آیا تو وہ اٹھ کر بیٹھے اور انہوں نے حدیث بیان کی اور آخری لفظ جب نکلا تو نیچے گرے اور روح قبض ہو گئی، آخری لمحے میں بھی حدیث مبارک کا ایسا ادب تھا، چنانچہ وہ لوگ جو نبی ﷺ کی صحبت میں تھے وہ تو آپ ﷺ کے سامنے ادب سے بیٹھتے تھے، آج ہمارے سامنے اگر حدیث مبارک کا درس ہو یا تلاوت ہو تو ہمیں چاہئے کہ اسی طرح ادب سے بیٹھیں جس طرح صحابہ رضوان اللہ عنہم نبی ﷺ کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔

☆..... عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ بڑے محدث گزرے ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی شاگرد تھے۔ ان سے اگر چلتے ہوئے حدیث مبارک کے بارے میں کوئی پوچھا کرتا تھا تو اس کا جواب نہیں دیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حدیث مبارک کی شان ہے کہ انسان سکون و اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر اس بات کو نقل کرے،

امام مالک رضی اللہ عنہ حدیث مبارک کا اتنا ادب کرتے تھے کہ ایک مرتبہ بچھونے انہیں کئی مرتبہ ڈنگ لگایا، چہرے کا رنگ متغیر ہوتا رہا، مگر انہوں نے مجلس برخاست نہیں کی، حدیث مبارک کو درمیان میں نہیں چھوڑا، پورا مکمل کیا، لوگ حیران تھے کہ بچھو کے ڈنگ لگانے کی تکلیف تو بہت زیادہ ہوتی ہے، اس کو برداشت کر لیا، مگر حدیث مبارک کے ادب میں فرق نہیں آنے دیا، اس ادب کا یہ انعام ملا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ ان کی حدیث مبارک کی خدمت کی زندگی میں ایک رات کے سوا باقی ہر رات ان کو نبی ﷺ کا دیدار ہوتا تھا۔

☆..... امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بڑے ہنس مکھ تھے۔ خوش طبعی بھی کر لیتے تھے۔

جب ان کے سامنے حدیث مبارک کا تذکرہ آتا تو ان کا چہرہ ایسے ہوتا تھا جیسے کسی نے

ان کے خون کو نچوڑ لیا ہو۔ کسی نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ بہت زیادہ حدیث پاک کا ادب کرتے ہیں۔ تو فرمانے لگے کہ میں سید القراء محمد بن المنکدر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے سامنے حدیث مبارک کا تذکرہ ہوتا تھا تو وہ اس طرح روتے تھے کہ ہمیں ان کی حالت دیکھ کر ان پر ترس آنے لگ جاتا تھا،

## محبت کا دوسرا تقاضا: انسان تقدم اور آواز بلند نہ کرے

محبت کا دوسرا تقاضا: "عدم التقديم بين يديه و غض الصوت

عنداً"

کہ نبی ﷺ سے انسان تقدم نہ کرے۔ اور ان کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہ کرے۔ چنانچہ صحابہ رضوان اللہ عنہم اس کا بہت لحاظ کرتے تھے اور اپنی آوازوں کو پست رکھتے تھے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا:

"لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي ولا تجهروا له

بالقول كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعمالكم وانتم

لا تشعرون"

"کہ اگر تمہاری آواز میرے محبوب ﷺ کی آواز سے بلند ہوگئی

تو ہم تمہارے کئے ہوئے عملوں کو ضائع کر دیں گے اور تمہیں اس کا پتہ

بھی نہیں چلے گا"

چنانچہ آج بھی یہ ادب اپنی جگہ موجود ہے، آپ مواجہ شریف پر جائیں تو اس

وقت بھی یہ آیت لکھی ہوئی ہے: "لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي"۔

کسی معاملہ میں نبی ﷺ کے فرمان پر اپنی مرضی کو مقدم کر دینا، اس کو تقدم کہا

جاتا ہے، ہمارے اکابر تو اس کا اتنا خیال فرماتے تھے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا کہ اگر میرے کسی فتویٰ کے مقابلے میں کسی شخص کو نبی ﷺ کی کوئی حدیث



ضعیف بھی مل جائے تو اس کو چاہیے کہ میرے قول کو چھوڑ کر محبوب ﷺ کی اس حدیث پر عمل کرے۔

## محبت کا تیسرا تقاضا: آپ کی ہر شے سے محبت

تیسرا تقاضا: "اعدام جميع أسبابه واكرام مشاهدہ وامكنته من مكة والهدينة"۔ کہ جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو اس کے متعلق جو بھی چیزیں ہوتی ہیں ان سے بھی محبت ہوتی ہے، کہتے ہیں کہ مجنوں ایک مرتبہ کتے کے پاؤں چوم رہا تھا، کسی نے پوچھا کہ کیوں چوم رہے ہو؟ کہنے لگا کہ یہ لیلیٰ کی گلی سے ہو کے آیا ہے، تو اگر دنیا کے مجنوں ابے ہیں تو نبی ﷺ کی محبت تو اس سے بھی زیادہ ہونی چاہیے، لہذا ہمیں ان شہروں اور ان چیزوں سے محبت ہونی چاہیے جو نبی ﷺ کے استعمال میں رہیں۔ یا جن کا کسی بھی طرح سے نبی ﷺ کے ساتھ تعلق بنتا ہے،

☆..... امام مالک رحمہ اللہ کا یہ حال تھا کہ:

"كان مالك رحمة الله عليه لا يركب بالمدينة دابة  
وكان يقول استحيى من الله ان اطربة فيها رسول  
الله ﷺ بحافر دابة۔"

"مجھے زیب نہیں دیتا کہ مدینہ کے جن راستوں پر میرے آقا ﷺ

چلے ہوں، مالک اپنی سواری کے سموں سے اس کو پامال کرے۔ چنانچہ  
مدینہ طیبہ میں سواری پہ سوار بھی نہیں ہوا کرتے تھے۔"

☆..... حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی میں لکھا

ہے کہ جب حج کے لئے تشریف لے گئے بر علی، جو مدینہ طیبہ کے باہر ایک جگہ ہے، وہیں پر جوتے اتار دیئے، کسی نے کہا کہ حضرت! سنگلاخ زمین ہے اور آپ کا جسم نازک ہے، پاؤں زخمی ہو جائیں گے، فرمایا کہ زخموں کی تکلیف برداشت کر لوں گا۔

میں اپنے آقا ﷺ کی اس زمین پر جوتوں کے ساتھ چلنا پسند نہیں کرتا،

☆..... علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا احادیث مبارکہ کا اتنا ادب تھا کہ بے وضو ہاتھ نہیں لگایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ بتاؤ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ مقام کیسے ملا؟ تو جن طلبہ کو تفسیر سے لگاؤ تھا وہ کہنے لگے کہ بڑے مفسر تھے۔ جن کو حدیث سے شغف زیادہ تھا وہ کہنے لگے کہ بڑے محدث تھے۔ جن کو شعر و سخن سے لگاؤ تھا وہ کہنے لگے کہ ان کا شعری کلام بہت اعلیٰ تھا، حضرت خاموش رہے، پھر آخر میں مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ سوال ایک مرتبہ کسی نے خود علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ لیا کہ حضرت! آپ علم کے اس مرتبہ تک کیسے پہنچے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اللہ نے اتنا ادب دیا کہ میں بے وضو کبھی حدیث پاک کی کتاب کو ہاتھ نہیں لگاتا، اور کتابوں کے رکھنے میں بھی ان کے درجے کا خیال رکھتا ہوں، قرآن پاک پر اس کی تفسیر کو نہیں رکھتا، تفسیر پر حدیث کو نہیں رکھتا، حدیث پر فقہ کی کتاب کو نہیں رکھتا، اور فقہ کی کتاب کے اوپر تاریخ کی کتابیں نہیں رکھتا، میں رکھنے میں بھی ان کے مدارج کا خیال رکھتا ہوں، پھر فرمانے لگے کہ اکثر لوگ بخاری شریف کا حاشیہ پڑھنے کے لئے بخاری شریف کتاب کو اپنا ماتحت بناتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ میں بخاری شریف جب بیٹھ کر پڑھتا ہوں تو جب سیدھا حاشیہ پڑھ لیتا ہوں اور دوسری طرف پڑھنا ہوتا ہے تو میں اٹھ کر خود دوسری طرف جاتا ہوں اور وہاں سے بیٹھ کے حاشیہ پڑھتا ہوں، اسی وجہ سے ان کو کثرت کے ساتھ نبی ﷺ کی زیارت ہوتی تھی، ایک مرتبہ اسہال لگ گئے، کسی نے کہا کہ حضرت! آپ نے کھانے میں کوئی ایسی چیز کھالی ہوگی؟ فرمانے لگے کہ چند دن سے زیارت نہیں ہوئی، اس خوف سے اسہال لگ گئے کہ میز کسی کو تاہی کی وجہ سے اس نعمت سے مجھے محروم نہ کیا گیا ہو۔

☆..... حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھارہ سال مسجد نبوی میں بیٹھ کر

حدیث کا درس دیا، ایک ایک دن میں گیارہ گیارہ اسباق پڑھاتے تھے۔ ایک مرتبہ روضہء انور کھولا گیا اور آپ کو روضہء انور کے اندر جانے کا موقع ملا تو نیچے فرش کی جو جگہ تھی وہاں جا کر آپ نے اپنی ریش سے اس کو صاف کرنا شروع کر دیا، تو کسی نے پوچھا کہ ریش سے صفائی کر رہے ہیں؟ تو فرمانے لگے کہ جس کی سنت ہے اسی کی حرمت پہ قربان کر رہا ہوں، کیا محبت ان کے دل میں ہوگی! اللہ اکبر کبیرا،

☆..... امام مالک رحمہ اللہ کو کسی نے آ کر ایک کمان دکھائی اور یہ کہا کہ یہ کمان

نبی ﷺ کے استعمال میں رہی ہے، "قال مالك" امام مالک فرماتے ہیں:

مامست القوس بیدی الاعلی طہارة منذ بلغنی ان

النبی ﷺ أخذ القوس بیدہ

"کہ جب سے مجھے پتہ چلا کہ نبی ﷺ نے اس کمان کو اپنے ہاتھوں

میں پکڑا ہے، میں نے اس کمان کو کبھی بے وضو ہاتھ نہیں لگایا"

## محبت کا چوتھا تقاضا: اہل بیت اور صحابہ کرام سے محبت

چوتھا تقاضا: "حب الصحابة واهل بيته" کہ نبی ﷺ کے اہل بیت اور

آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم سے انسان محبت کرے،

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الله في اصحابي لا تتخذوهم من بعدى غرضاً فمن احبهم

فبحبي احبهم"۔ جو میرے صحابہ سے محبت کرے گا، وہ میری محبت کی وجہ سے ان

سے محبت کرے گا، تو صحابہ رضوان اللہ عنہم سے اور اہل بیت سے محبت کرنی ہے، کیونکہ

"من احب شيئاً احب من يحب" بندہ جب کسی سے محبت کرتا ہے جو چیزیں

اس کو محبوب ہوتی ہیں وہ ان سے بھی محبت کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث مبارک میں ہے:

"آية الايمان حب الانصار وآية النفاق بغضهم"

”کہ انصار سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے اور ان کے ساتھ بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے“

اسی نبی ﷺ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مثل اصحابی کمثل البلح فی الطعام لایصلح الطعام الا به“

”جیسے آٹے کے اندر نمک ہوتی ہے کہ اس کے بغیر روٹی بے ذائقہ

ہوتی ہے، میرے صحابہ رضوان اللہ عنہم کی محبت نمک کی مانند ہے، اس کے بغیر انسان کا ایمان بے ذائقہ ہوتا ہے،

ایک اور حدیث مبارک میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”من حفظنی فی اصحابی ورد علی الحوض“

”جو میرے صحابہ کی عزت و حرمت کی حفاظت نہ کرے اس کو

چاہئے کہ وہ حوضِ کوثر پر میرے پاس نہ آئے“

”ومن لم یحفظنی فی اصحابی لم یرد علی الحوض“

”اور جو میرے صحابہ رضوان اللہ عنہم کی عزت و حرمت کی حفاظت

نہ کرے، اس کو چاہئے کہ حوضِ کوثر پر میرے سامنے ہی نہ آئے“

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لکل شیء اساس“ ”ہر چیز کی ایک بنیاد ہوتی ہے“

”و اساس الاسلام حب اصحاب رسول اللہ“

”اور اسلام کی بنیاد نبی ﷺ کے اصحاب اہل بیت کے

ساتھ محبت کا کرنا ہے“

ابو سختیانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

”من احب ابابکر فقد اقام الدین“

”جس نے ابوبکر سے محبت کی اس نے دین کو قائم کر لیا“

”ومن احب عمر فقد اوضح السبيل“

”جس نے عمر سے محبت کی اس کے اوپر راستے واضح ہو گیا“

”ومن احب عثمان فقد استضاء بنور الله“

جس نے عثمان سے محبت کی اس نے اللہ کے نور سے نور پالیا“

”ومن احب عليا فقد اخذ بالعروة الوثقى“

”اور جس نے علی سے محبت کی اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا“

”ومن احسن الثناء على اصحاب محمد ﷺ فقد برء

من النفاق“

”اور جو شخص صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کی خوب تعریف کرے وہ

شخص نفاق سے بری ہو گیا، رضوان اللہ علیہم اجمعین،

## محبت کا پانچواں تقاضا: سنت کی پیروی

پانچواں تقاضا ”الاقتداء به“ کہ انسان نبی ﷺ کے ساتھ محبت کرے تو

اس کا ثبوت یہ ہے کہ اب وہ نبی ﷺ کی سنت کی پیروی کرے، عبد اللہ بن مبارک

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تعصى الاله وانت تزعم حبه

لو كان حبك صادقا لاطعته

کہ اگر تو محبت میں سچا ہوتا تو اطاعت کرتا، اس لئے کہ محب جس سے محبت کرتا

ہے اس کی اطاعت کرتا ہے،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضور ﷺ کی مکمل اطاعت

کے چند نمونے

صحابہ رضی اللہ عنہم اطاعت کرنے میں اتنے کامل تھے کہ انسان حیران ہوتا ہے،

☆..... ابن عمر رضی اللہ عنہما عمرے اور حج کے سفر پر جا رہے ہیں۔ راستے میں ایک جگہ سواری کھڑی کی، سواری سے نیچے اترے اور قریب میں درختوں کی جگہ تھی، وہاں پر گئے۔ اور اس طرح بیٹھے کہ جیسے قضائے حاجت کے لئے انسان بیٹھتا ہے، مگر فارغ نہیں ہوئے، ویسے ہی اٹھ کے واپس آئے اور سفر شروع کر دیا، رفقاء سفر نے پوچھا کہ حضرت! اگر حاجت نہیں تھی تو آپ خود بھی رکے، ہمارا بھی وقت لگوا یا؟ تو فرمایا کہ مجھے ضرورت تو نہیں تھی، مگر ایک مرتبہ نبی ﷺ کے ساتھ سفر کرتے ہوئے میں نے دیکھا کہ میرے آقا ﷺ یہاں رکے اور قضائے حاجت کے لئے یہاں آ کر بیٹھے، اگرچہ ضرورت نہیں تھی، لیکن میرا جی چاہا کہ میں وہی عمل کروں جو میرے آقا ﷺ نے کیا، کیا واللہ انہما محبت تھی ان کے اندر اندر!!

☆..... ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ وہ افریقن ملک کے تھے۔ جن کے بال عام طور پر Cruel (کافی سخت) ہوتے ہیں۔ سخت ہوتے ہیں۔ تو ان کی مانگ نہیں نکلتی تھی، جب کہ نبی ﷺ درمیان میں سے مانگ نکالتے تھے۔ سردی کا موسم تھا، ایک دن وہ آگ سینک رہے تھے۔ ان کے پاس لوہے کی ایک راڈ تھی، جس سے وہ آگ ٹھیک کر رہے تھے۔ وہ گرم گرم انہوں نے یہاں سر پر پھیر لی، تو سر کی جلد جلی، زخم بن گیا، لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا کیا؟ خواہ مخواہ آپ نے اپنے آپ کو تکلیف دی؟ تو کہنے لگے کہ میری تکلیف تو ختم ہو گئی، مگر اس بات کی خوشی باقی ہے کہ اب دیکھنے سے میرے سر کے درمیان مانگ نظر آئے گی، مجھے اپنے آقا ﷺ سے مشابہت حاصل ہو گئی۔

☆..... سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ ایران فتح ہونے کے بعد جب وہاں تشریف لائے تو دسترخوان پہ لقمہ گرا اور انہوں نے اٹھا لیا، ساتھ والے نے کہا کہ یہاں کے لوگ اس کو معیوب سمجھتے ہیں۔ تو دیکھئے انہوں نے کیا عاشقانہ جواب دیا۔ فرمایا: "أترك سنة حبيبي لهؤلاء الحباة" ان احمقوں کی خاطر کیا میں اپنے حبیب ﷺ

کی سنت کو چھوڑ دوں گا؟ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے دل میں سنت کی کیا عظمت ہوا کرتی تھی، بس پتہ چلنے کی دیر ہوتی تھی کہ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے،

☆..... خلافتِ فاروقی کا واقعہ ہے، جب بارش ہوتی تو مسجد نبوی کے صحن میں

پانی بھر جاتا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا گھر قریب تھا اور ان کی چھت کا پرنا مسجد نبوی کے صحن میں آتا تھا، تو سارا پانی مسجد کے صحن میں آنے کی وجہ سے کپڑے ہو جاتا، لوگوں کو تکلیف ہوتی، چنانچہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ سب نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے تو انہوں نے حکم دیا کہ اس پرنا کو یہاں سے ہٹا دیا جائے، بڑے فائدے کی خاطر چھوٹے نقصان اٹھالینے چاہئیں، یہ شریعت کا اصول ہے، اب جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پتہ چلا تو انہوں نے ابن کعب رضی اللہ عنہ کی عدالت میں مقررہ دائر کر دیا، ابن کعب رضی اللہ عنہ نے بلا لیا، آپ دیکھتے کہ امیر المؤمنین بھی وہیں کھڑے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی وہاں کھڑے ہیں۔ پوچھا کیا بات ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ لوگوں کے عمومی فائدے کی خاطر میں نے اس طرح کا حکم دیا ہے، کیونکہ میں لوگوں کو تکلیف سے بچانے کا ذمہ دار ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب میں کہا کہ آپ کی بات اپنی جگہ، مسئلہ یہ ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اس پرنا کو یہاں لگایا تھا، میرا جی چاہتا ہے کہ میں اس پرنا کو اسی جگہ دیکھوں، اتنا سننا تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ابن کعب! آپ فیصلہ کر دیجئے کہ پرنا اپنی جگہ پر لگے گا، مگر فرق یہ ہوگا کہ اب عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہاں جائے گا اور رکوع کی حالت میں کھڑا ہوگا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ میری کمر پر سوار ہو کر اس پرنا کو فٹ کریں، جس کو میرے آقا ﷺ نے فٹ کیا تھا، چنانچہ ایسے ہی ہوا، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پرنا لگایا اور نیچے اتر کے کہا کہ بس میں نے اس کو ایک دفعہ دیکھ لیا، اب میں پورا مکان مسجد نبوی کے اندر شامل کر دیتا ہوں، کیا محبت تھی ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو، نبی ﷺ کی ایک ایک سنت کے عاشق تھے۔

☆..... ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ فلاں دروازہ اگر عورتوں کے لئے Separate مخصوص کر دیا جائے، تو بہت اچھا ہوگا، اس کو باب النساء کہا جاتا تھا، فرمایا: ہیں کہ نبی ﷺ کا یہ فرمان سننے کے بعد میں یوری زندگی اس باب النساء سے کبھی مسجد میں داخل نہیں ہوا، کیونکہ میرے آقا ﷺ نے فرمادیا کہ یہ عورتوں کے لئے الگ کر دیا جائے،

☆..... ایک صحابی رضی اللہ عنہ آتے ہیں۔ ایک پاؤں مسجد کے اندر ہے، ایک پاؤں دروازے کے باہر ہے، اس وقت جو لوگ مسجد میں تھے۔ نبی ﷺ ان کو فرماتے ہیں کہ "اجلسوا" اور یہ لفظ ان کے کان میں پڑ گیا اور وہ صحابی رضی اللہ عنہ وہیں بیٹھ گئے، بعد میں آنے والے نے پوچھا کہ کوئی بیٹھنے کی جگہ ہے؟ ایک پاؤں اندر ایک پاؤں باہر دہلیز پہ؟ تو کہنے لگے کہ میرا ایک پاؤں اندر تھا، اتنے میں میرے آقا ﷺ کا فرمان کان میں پڑا "اجلسوا" اب میرے لئے تعمیل کے سوا چارہ نہیں تھا، ان صحابہ کے دلوں میں سنت کی کتنی وقعت اور عظمت تھی کہ اس لئے ایک ایک سنت پر بڑے اہتمام کے ساتھ وہ عمل کرتے تھے۔

ہمارے قریب کے زمانے میں اکابر علماء دیوبند کو اللہ رب العزت نے یہ شان عطا فرمائی، وہ بھی سنت کے عاشق تھے۔ چنانچہ اکابر علماء دیوبند میں ایک ایک کی زندگی کو پڑھ لیجئے۔ آپ کو ان کا ظاہر سنت سے بالکل مزین نظر آئے گا، ہر چھوٹی بڑی سنت کے اوپر عمل کرنا، یہ ان کا محبوب مشغلہ ہوتا تھا، وہ لطف اٹھاتے تھے۔ جیسے بچہ کوئی لفظ بولے مثلاً دودھ کو دڈھو کہہ دے تو ماں بھی کہتی ہے: ابھی دڈھو دیتی ہوں، حالانکہ وہ دودھ کہہ سکتی ہے۔ مگر نہیں۔ اس کو بچے سے پیار ہے، بچے نے جس لفظ کو جیسے کہا محبت تقاضا کرتی ہے کہ اس لفظ کو ویسے ہی بولیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کا بالکل یہی حال تھا اور ہمارے اکابر علماء دیوبند کا بھی یہی حال تھا، ایک ایک عمل میں نبی ﷺ کی سنت پر عمل کیا کرتے تھے۔



☆..... حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرنگی نے وارنٹ جاری کر دیئے کہ ان کو گرفتار کر کے پھانسی پہ لٹکا دو، حضرت کو اطلاع ملی تو حضرت روپوش ہو گئے، تین دن کے بعد پھر باہر نظر آنے لگے، کسی نے کہا کہ آپ کی پھانسی کا حکم ہے، زندگی کا مسئلہ ہے، بہتر ہے کہ آپ چھپ جائیں تو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کو دیکھا، مجھے غارِ ثور کی تین راتیں روپوشی کی حالت میں گزارتی ہوئی سنت نظر آئیں، میں نے اس سنت پر عمل کر لیا، اب میں باہر آ گیا ہوں، اب اگر کوئی مجھے پھانسی بھی چڑھا دے گا تو میں چڑھنے کو تیار ہوں۔ اللہ اکبر کبیرا۔

☆..... حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی آخری عمر میں موتیابند آ جانے کی وجہ سے بینائی چلی گئی تھی، مگر حضرت ان دنوں بھی باقاعدگی کے ساتھ سرمہ استعمال کرتے تھے۔ عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بینائی تیز کرنے کے لئے سرمہ لگایا جاتا ہے، چنانچہ ایک آدمی نے کہا کہ حضرت! آپ کی تو بینائی بھی نہیں اور آپ سرمہ لگاتے ہیں؟ فرمایا کہ میں بینائی کی نیت سے نہیں۔ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کی نیت سے روزانہ سرمہ لگاتا ہوں۔

## محبت کا چھٹا تقاضا: دشمن رسول (ﷺ)

### سے بغض رکھنا

چھٹا تقاضا: ”بغض من ابغض اللہ ورسولہ“ ”جو بندہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھے تو دل میں ان کے خلاف بغض رکھنا“ محبت کرنے والوں سے محبت کرنا، اس کی آسان سی مثال ہے کہ جب کسی عورت کے یہاں بیٹا ہو تو اس کی محبت کے پیمانے بدل جاتے ہیں۔ پہلے اس کی محبت کا اور حساب تھا، اب اس کی محبت بچے کی بنیاد پہ ہے، جو بچے سے محبت کرے، اس سے وہ محبت کرتی ہے، جو

بچے سے نفرت کرے، اس سے وہ نفرت کرنے لگ جاتی ہے، تو ماں اگر بچے کی وجہ سے نفرت کرتی ہے یا محبت کرتی ہے تو پھر مومن کا بھی یہی معاملہ ہے، جو نبی ﷺ سے محبت کرے، ان کے ساتھ محبت کا تعلق رکھنا اور جو نفرت کرے، ان کے ساتھ نفرت کا معاملہ کرنا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی زوجہ ہیں۔ ان کے والد مکہ مکرمہ سے کوئی پیغام لے کر آتے ہیں۔ سوچنے لگے کہ چلو میں بیٹی کے یہاں اتر جاؤں، وہ آئے، جب بستر پر بیٹھنے لگے تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فوراً بستر کو لپیٹ دیا، تو باپ نے کہا: بیٹی! باپ کے آنے پہ بستر بچھایا کرتے ہیں۔ بستر لپیٹا نہیں کرتے، تم نے یہ کیا کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا آپ کی بات اپنی جگہ سچی ہے، مگر مجھے زیب نہیں دیتا کہ یہ میرے آقا ﷺ کا بستر ہو اور اس کے اوپر ایک مشرک آ کر بیٹھ جائے۔

## محبت کا ساتواں تقاضا: ذکر نبی ﷺ کرتے رہنا

ساتواں تقاضا: ”کثرة ذکر لہ“ جب محبت ہوتی ہے تو انسان یاد بھی بہت کثرت سے کرتا ہے، ہر وقت یہی خیال رہتا ہے ”من احب شیئاً اکثر ذکرہ“ جو جس سے محبت کرتا ہے اس کا اکثر تذکرہ کرتا ہے، اس کی دلیل قرآن عظیم الشان میں ہے کہ اللہ رب العزت کو نبی ﷺ کے ساتھ محبت ہے تو قرآن مجید میں دیکھئے کہ اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کا کتنا تذکرہ کیا ہے، جگہ جگہ تذکرہ نظر آتا ہے، بلکہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک ایک آیت نبی ﷺ کی شان بتلاتی ہے، اتنی کثرت کے ساتھ اللہ کے حبیب ﷺ کا تذکرہ ہے، معلوم ہوا کہ جب محبت ہوتی ہے تو انسان کثرت سے یاد کرتا ہے،

☆..... سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب خلیفہ بنے تو جمعہ کا

خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور کہا: ”سمعت رسول اللہ ﷺ النعام الاول فبکی“ کہ میں نے نبی ﷺ سے پچھلے سال سنا اور اتنے لفظ کہہ کے رونا شروع کر دیئے، پھر دوبارہ آنسو پوچھ کے بات شروع کی اور پھر رونا شروع کر دیا،

پھر دوسری مرتبہ آنسو پوچھے اور تیسری مرتبہ بات کہی اور تیسری مرتبہ بھی رونا شروع کر دیا، بات بات پہ ان کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑتے تھے۔ نبی ﷺ کی یاد ان کے دلوں کو مچلا کے رکھ دیا کرتی تھی۔

☆..... عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے ہیں۔ پاؤں سو گیا، جیسے اٹھتے ہوئے پاؤں سو جاتا ہے، سن ہو جاتا ہے، تو کسی نے کہا کہ: "اذکر احب الناس الیک یزل عنک" آپ کو جس سے سب سے زیادہ محبت ہے اس کا نام لیجئے تو یہ کیفیت ختم ہو جائے گی "فصاح یا محمد اذ انتشرت" فوراً کہنے لگے:

اے محمد ﷺ، اور اسی وقت ان کا پاؤں بالکل ٹھیک ہو گیا، بے اختیار زبان سے وہ لفظ نکلا جس سے واقعی ان کو بہت محبت تھی۔

صحابہ رضوان اللہ عنہم جب ایک دوسرے سے ملتے تھے تو وہ نبی ﷺ کی باتیں اور محبت کی باتیں کثرت سے کرتے، ان کے نزدیک نبی ﷺ کا تذکرہ کرنا اس طرح محبوب ہوا کرتا تھا، آپ ﷺ کی باتیں ایک دوسرے کو سنانا ان کا محبوب کام ہوا کرتا تھا۔

## محبت کا آٹھواں تقاضا: ملاقات کی تمنا رکھنا

آٹھویں چیز: "کثرة شوقہ الی لقاءہ" کہ جب نبی ﷺ کے ساتھ محبت ہے تو ان سے ملاقات کی تمنا بھی ہوتی ہے، جب بھی محبت ہو تو دل ملاقات کرنے کو چاہتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کی عجیب کیفیت تھی، نبی ﷺ نے ایک بوڑھے میاں کو دیکھا کہ وہ آتے ہیں۔ خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہتے ہیں۔ پھر اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ کہا: اے اللہ کے حبیب ﷺ میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں اور جب مجھے آپ کی یاد آتی ہے تو میں آ کے مجلس میں حاضر ہو کر بیٹھتا ہوں، آپ کے چہرہ انور کا جی بھر کے دیدار کرتا ہوں اور پھر خاموشی سے اٹھ کے واپس چلا جاتا ہوں، میں آتا ہی دیدار کرنے کے لئے ہوں۔

چنانچہ کئی صحابہ رضی اللہ عنہم تھے کہ نبی ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد انہوں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! یہ آنکھیں تو تھیں آقا ﷺ کے دیدار کے لئے، جب انہوں نے پردہ کر لیا تو اللہ ہماری پینائی کو زائل کر دیجئے، بعض صحابہ نے قسمیں کھائی ہوئی تھیں کہ ہم صبح اٹھیں گے تو سب سے پہلے نبی ﷺ کا دیدار کریں گے، معلوم نہیں انہوں نے قسمیں کیسے پوری کی ہوں گی، اتنی محبت تھی ان کو نبی ﷺ سے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے دعا مانگی: اللہ! مجھے میرے احباء سے جلدی ملا دینا، ثوبان رضی اللہ عنہ آپ کے غلام، عرض کرنے لگے: اے اللہ کے حبیب ﷺ! ہم آپ کے غلام ہیں۔ ہر وقت حاضر خدمت ہیں۔ آپ کن کے لئے یہ دعا مانگ رہے تھے کہ اللہ! میرے احباء سے جلدی ملا دینا، نبی ﷺ نے فرمایا: ثوبان! تمہاری محبت بڑی قدر و قیمت والی ہے، مگر تم نے میرا دیدار کیا، تم نے جبرئیل علیہ السلام کو اترتے دیکھا، قرآن اترتے دیکھا، ثوبان! میں جن کے لئے دعا کر رہا تھا یہ وہ لوگ ہیں جو قرب قیامت میں پیدا ہوں گے، انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہوگا، ہاں انہوں نے اپنے علماء سے میرے تذکرے سنے ہوں گے اور فقط تذکرے سن کر ان کو مجھ سے اتنی محبت ہوگی کہ اگر ان کو اختیار دیا جاتا کہ اپنی اولاد کو بیچ کر میرا دیدار کرتے تو وہ ایسا کر گزرتے، میں ان کے لئے دعا کر رہا ہوں کہ اللہ مجھے ان احباء سے جلدی ملا دے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "من اشد امتی لی حبا ناس یكونون بعدی یود احدہم لورآنی باہلہ ومالہ"

"میرے بعد میری امت میں مجھ سے محبت کرنے والے ایسے بھی لوگ ہوں گے جو تمنا کریں گے کہ کاش میں اپنے گھر والوں اور اپنے مال کے بدلے آپ ﷺ کا دیدار کر لیتا" واقعی جن کو محبت ہوتی ہے ان کا ایسا ہی دستور ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی محبت کا اندازہ لگائیے کہ ایک مرتبہ رات کا وقت ہے اور وہ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں راؤنڈ کر رہے تھے۔ ایک دروازے پر ان کو تھوڑی آواز آئی،

سننے کی لئے کھڑے ہو گئے، محسوس ہوا کہ کوئی بڑی عمر کی عورت ہے اور وہ نبی ﷺ کی محبت میں اشعار پڑھ رہی ہے، سنتے رہے سنتے رہے، دل چل اٹھا، جب بوڑھی عورت نے اشعار مکمل کئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھٹکھٹایا، بوڑھی عورت نے پوچھا کہ کس نے دروازہ کھٹکھٹایا؟ جواب دیا عمر فاروق، بولی: امیر المؤمنین! رات کے اس وقت میں مجھ بڑھیا کے دروازے پر آپ کیسے آئے؟ فرمانے لگے کہ میں ایک تمنا اور فریاد لے کے آیا ہوں، تم اس کو پورا کر سکتی ہو۔ بوڑھی عورت نے دروازہ کھولا، کہا کہ امیر المؤمنین! تشریف لائیے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ داخل ہوتے ہیں اور زمین پر بیٹھ جاتے ہیں۔ بڑھیا کہتی ہے بستر پہ بیٹھیں، فرماتے ہیں: جب تک آپ میری تمنا نہ پوری کریں گی میں بستر پر نہیں بیٹھوں گا، اس نے کہا: میں بوڑھی عورت، کس تمنا کو پورا کر سکتی ہوں؟ تو کہا کہ آپ ابھی نبی ﷺ کی محبت میں جو اشعار پڑھ رہی تھی، اس کے آخری شعر کے معنی یہ تھے کہ اللہ! مجھے جنت میں اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ اکٹھا کر دینا، میری فریاد یہ ہے کہ اپنے شعر میں تھوڑی سی ترمیم کر کے یوں پڑھ دو: اللہ! مجھے اور عمر فاروق کو جنت میں اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ اکٹھا کر دینا، کیا محبت تھی ان کے دلوں میں نبی ﷺ کی! اللہ اکبر کبیرا۔

کہتے ہیں کہ محبوب ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد بلال رضی اللہ عنہ نے صرف دو مرتبہ بعد میں اذان دی، ایک جب بیت المقدس فتح ہوا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جی چاہتا ہے کہ آپ نبی ﷺ کے مؤذن، آپ اس قبلہ میں بھی وہی اذان سنائیں، تو امیر المؤمنین کے حکم کی وجہ سے وہاں اذان دی، اور دوسرا موقع جب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ملک شام میں ایک رات اپنے گھر میں سوئے ہوئے تھے، نبی ﷺ کا دیدار ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: بلال! کتنی سرد مہری ہے، اتنا عرصہ ہوا ملاقات کو نہیں آتے؟ اسی وقت اٹھے، بیوی سے کہا کہ فوراً تیاری کرو، چنانچہ سفر پہ چل پڑے، اللہ کی شان کہ وہ بالآخر مدینہ طیبہ پہنچے، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضری دی، سلام پڑھا، مواجہ شریف پر نماز کا وقت ہو گیا، نماز

کے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آپ اذان دیں، فرمانے لگے کہ جب میں اذان دیتا تھا اور جب ”اشھدان محمد رسول اللہ“ کہتا تھا تو آقا ﷺ کے چہرہ انور کا دیدار کرتا تھا، اب اگر پڑھوں گا اور میں دیدار نہ کر سکوں گا تو مجھ سے یہ برداشت نہیں ہو سکے گا، لہذا میں اذان نہیں دیتا، صحابہ سے تو انکار کر دیا۔ اتنے میں شہزادے حسن و حسین رضی اللہ عنہما آگئے۔ انہوں نے کہا کہ جی چاہتا ہے کہ نانا جان کے زمانے کی اذان سنیں، اب ان کی فرمائش ایسی تھی کہ انکار کی گنجائش نہیں تھی۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ اذان دینے مسجد نبوی میں کھڑے ہوئے، وہ آواز جس کو صحابہ رضوان اللہ عنہم سنتے تھے اور آقا ﷺ کا دیدار کرتے تھے۔ آج وہی اذان کی آواز آرہی تھی، صحابہ حیران ہیں۔ محبوب کی یاد نے دلوں کو تڑپا کے رکھ دیا، مرد بھی رورہے ہیں۔ قریب کے گھروں میں آواز گئی تو عورتیں بھی حیران ہوئیں کہ یہ آواز کہاں سے آگئی۔ انہوں نے اپنے سروں پہ برقعے لئے چادریں لیں اور وہ بھی آگئیں۔ اب عورتیں گلی میں اس آواز کو سن کے رورہی ہیں۔ مرد مسجد میں رورہے ہیں۔ اور جب اذان ختم ہوئی تو عجیب معاملہ اس وقت ہوا، ایک عورت کے بیٹے نے اپنی ماں سے سوال کیا: اماں! اتنے عرصے کے بعد بلال رضی اللہ عنہ تو واپس آگئے، یہ بتائیں کہ نبی ﷺ کب واپس آئیں گے؟ صحابہ رضوان اللہ عنہم اس طرح یاد کرتے تھے اور اس طرح رویا کرتے تھے۔ جب بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت ہوا تو ان کی بیوی نے کہا: ”واحنانا“ فوراً کہنے لگے: ”واطر باہ غدا القی محمد او حزبہ“۔ کتنی خوشی کی بات ہے کل نبی ﷺ اور ان کے صحابہ کے ساتھ میری ملاقات ہو جائے گی۔

## محبت کا نواں تقاضا: امر بالمعروف ونہی عن المنکر

نواں تقاضا: ”الشفقة علی امتہ والسعی فی مصالحہم کہا  
کان ﷺ بالمؤمنین رؤفاً رحیماً۔“

محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ کو امت کے ساتھ محبت تھی، آپ

امت کے لئے رؤف رحیم تھے۔ لہذا وہ رأفت اور رحمت اس بندے کے دل میں بھی ہونی چاہیے جو نبی ﷺ کے ساتھ محبت کرتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیاوی کاموں میں بھی ہمیں لوگوں کے کام آنا چاہیے اور نیکی کی تلقین کرنے میں بھی ان کا خیال رکھنا چاہیے، وہ غم جو نبی ﷺ کے سینہ انور میں تھا، جس کی وجہ سے آپ راتوں کو روتے تھے۔ اتنی لمبی تہجد پڑھتے تھے کہ ”حتی تتورم قدماء“ کہ قدمین مبارک متورم ہو جاتے تھے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ اللہ کے نبی ﷺ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ میرے دل میں شک آنے لگا کہ پتہ نہیں کہیں روح ہی نہ پرواز کر گئی ہو۔ میں اٹھی اور میں نے پاؤں کے انگوٹھے کو ہلایا، تب مجھے اندازہ ہوا کہ نہیں۔ آپ ﷺ کی روح ابھی موجود ہے، اتنا لمبا سجدہ امت کے لئے فرماتے تھے۔ کیوں کہ آپ کو محبت تھی۔ چنانچہ نبی ﷺ کا وہ غم جو آج کے دور میں اپنے دل میں رکھے گا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے زندگی کو وقف کرے گا، اللہ کے نبی ﷺ کا وہ محبوب بنے گا۔

ایک عجیب حدیث مبارک ہے، انس رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”الاخبرکم عن اقوام لیسوا بانبياء ولا شهداء“ ”کیا میں تمہیں ایسے لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں جو نہ انبیاء ہوں گے، نہ شهداء ہوں گے“ ”یغبطهم یوم القیمة الانبیاء والشهداء“ ”قیامت کے دن ان پر انبیاء اور شهداء رشک کر رہے ہوں گے“

سبحان اللہ! کیا شان والے لوگ ہیں کہ وہ انبیاء نہیں۔ شهداء نہیں، مگر ان کو اللہ تعالیٰ وہ مقام دیں گے، وہ اکرام عطا کریں گے کہ انبیاء اور شهداء ان کے اوپر رشک کریں گے ”بمنازلهم من اللہ عزوجل علی منابر من نور“ ”نور کے منبروں پر ہوں گے“ ”یکونون علیہا، قالوا: ومن ہم“ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ! وہ کون ہونگے؟ قال: ”نبی ﷺ نے فرمایا:

”الذین یحبون عباد اللہ الی اللہ ویحبون اللہ الی

عبادہ وہم یمشون علی الارض نصحاء۔“

کہ جو بندوں کو اللہ کا محبوب بناتے ہیں۔ اور اللہ کو بندوں کا محبوب

بناتے ہیں۔ اور وہ دنیا میں لوگوں کو نصیحت کی بات کرنے والے ہیں“

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! یہ تو سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ کو

بندوں کا محبوب، یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ بندوں کو اللہ کو محبوب بناتے ہیں؟

نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں۔ گناہوں سے روکتے ہیں۔

”یأمرونہم بحب اللہ وینہونہم عما کرہ اللہ فاذا اطاعوہم

احبہم اللہ“ جب بندے گناہ چھوڑ دیتے ہیں اور اللہ کی فرماں برداری کرتے ہیں تو

وہ اللہ کے محبوب بن جایا کرتے ہیں۔ اب سوچئے کہ نبی ﷺ نے جن لوگوں کے

بارے میں یہ بتلایا، وہ آج امت میں ہمیں اپنی آنکھوں سے نظر آسکتے ہیں۔

ذرا حالات زندگی پڑھ کر دیکھئے۔ اس اکابر علماء دیوبند کی جماعت میں آپ کو

ایک کمزوری شخصیت ملے گی، ایک کمزوری شخصیت لوگوں کے دروازے پر جا رہی

ہے، لوگو! میں روٹی کا سوال کرنے نہیں آیا، میں تم سے زندگی کا سوال کرنے نہیں آیا

ہوں، میں تم سے وقت کا سوال کرنے آیا ہوں، کون ہیں؟ میرا نام ”الیاس“ ہے،

میرے دل میں اللہ نے وہی محبت ڈالی ہے، وہی غم ڈالا ہے، میں سلام کرتا ہوں اس

جماعت کی عظمت کو کہ جنہوں نے نبی ﷺ کے غم کو اپنا غم بنایا، آج دنیا کے سینکڑوں

ممالک کے اندر جو اللہ کے بندوں کو اللہ سے ملاتے پھر رہے ہیں۔ یہ نبی ﷺ کے

محبوب بندے زندگیاں لگا دینے ہیں۔ سال لگا دیتے ہیں۔ اپنا مال، اپنی جان، اپنا

سب کچھ، صرف اس لئے کہ اللہ سے اللہ کے بندے جڑ جائیں، کافر ہوتے ہیں ان کو

مسلمان بنا لیتے ہیں۔ جو مسلمان غفلت میں پڑے ہوتے ہیں۔ ان کو جگا دیتے ہیں۔

ان کو اللہ سے واصل کر دیتے ہیں۔ یہ نعمت بھی اللہ نے اکابر علماء دیوبند کو عطا فرمائی کہ



نبی ﷺ کی اس نعمت کے وارث بھی یہی بنے۔ وہ علماء جو وعظ و نصیحت کا کام کرتے ہیں۔ وہ مشائخ، وہ داعی حضرات جو وعظ و نصیحت کا کام کرتے ہیں۔ وہ سارے کے سارے اسی خوشخبری کے اندر شامل ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ان سے محبت فرماتے ہیں جو اللہ کے بندوں کو اللہ کا محبوب بناتے ہیں اور اللہ کو بندوں کا محبوب بنا دیتے ہیں۔

## محبت کا دسواں تقاضا: درود و سلام کا پڑھنا

نبی ﷺ کے ساتھ محبت ہے تو پھر اس کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ: "كثرة الصلوة والسلام عليه" "نبی ﷺ کے اوپر کثرت سے صلوٰۃ و سلام پڑھنا، درود شریف پڑھنا"۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا"

سید القراء ابن کعب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، کہا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! میں آپ پر اپنے وقت کا تیسرا حصہ درود شریف پڑھنے میں لگا دوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا تو زیادہ پڑھے گا تو تجھے زیادہ فائدہ ہوگا، پھر پوچھا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! میں دو تہائی حصہ درود شریف پڑھا کروں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: زیادہ پڑھے گا تو زیادہ نفع ہوگا، انہوں نے کہا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! پھر تو میں پورا وقت ہی آپ پر درود شریف پڑھوں گا، قال نبی ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ:

"اذا يغفر ذنبك وتكفي هبك" "اگر تو ہر وقت مجھ پر درود شریف پڑھے گا تو اللہ تیرے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور تیرے غموں کو اللہ ختم فرما دیں گے۔"

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: "الدعاء والصلوة معلق بين السماء

والارض“ ”دعا اور نماز آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہیں۔

”فلا یصعد الی اللہ منہ شیء حتی یصلی علی النبی ﷺ“

”یہ اس وقت تک قبولیت کے لئے اوپر نہیں جا پاتی، جب تک کہ ان میں

نبی ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا گیا ہو“

اسی لئے ہر دعا سے پہلے بھی درود شریف پڑھنا چاہیے اور بعد میں بھی پڑھنا

چاہیے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”الدعاء بین الصلوٰتین لا یرد“ ”کہ درود شریف کے درمیان جو دعا

مانگی جاتی ہے وہ دعا رد نہیں کی جاتی“

ایک حدیث مبارک میں نبی ﷺ نے فرمایا:

”من صلی علی فی کتاب لم تزل البلاءة تستغفر له

مادام اسمی فی ذلک الكتاب“

”اگر کوئی بندہ لکھ رہا ہو اور لکھتے ہوئے نبی ﷺ کا نام نامی اسم گرامی آجائے

اور وہ نام نامی اسم گرامی کے ساتھ ”ﷺ“ لکھے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب

تک اس کتاب میں میرے نام کے ساتھ یہ درود شریف لکھا رہے گا، اس وقت تک

ایک فرشتہ اس کے لئے استغفار کرتا رہے گا،

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”اولی الناس بی یوم القیمة اکثرهم علی صلوة“

”کہ جو بندہ سب سے زیادہ مجھ پر درود شریف پڑھتا ہوگا، قیامت کے دن

سب سے زیادہ میرے قریب وہی بندہ ہوگا“

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک عجیب بات فرمائی، فرماتے تھے کہ:

”الصلوة علی النبی احمق للذنوب من الماء البارد للنار“

کہ جس طرح ٹھنڈا پانی آگ کو جلدی بجھا دیتا ہے، درود شریف کا پڑھنا انسان

کے گناہوں کو اس سے بھی زیادہ جلدی بچھا دیتا ہے،  
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:  
”من نسی الصلوٰۃ علی نسی طریق الجنة“  
”جو مجھ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا، وہ جنت کا راستہ ہی بھول گیا“

## محبت کا گیارہواں تقاضا: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آواز بلند نہ کرنا

عدم التقديم بين يديه و غص الصوت عنده

”کہ نبی ﷺ کی آواز مبارکہ سے اپنی آواز کو بلند نہ ہونے دے اور آپ ﷺ

کے حکم کے سامنے پیش قدمی نہ کریں“

صحابہ آپ کے آگے نہ چلیں، یہ حکم آج بھی موجود ہے کہ ہم نبی ﷺ کے حکم مبارک کے اوپر کسی چیز کو فوقیت نہ دیں، صحابہ کا تو معاملہ اور تھا۔

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا ایک بھتیجا تھا وہ انگلی پہ ایک کنکری رکھ کے پھینک رہا تھا، کھیل رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے اس طرح کرنے سے منع فرمایا ہے، وہ رک گیا، جب آپ کسی کام میں متوجہ ہوئے تو اس نے پھر اسی طرح پھینکی، بچہ جو تھا، اتنا غصہ کیا، فرمایا کہ نہ میں تمہاری تیمارداری کروں گا، نہ میں تم سے بات کروں گا، نہ میں تمہارا جنا زہ پڑھوں گا، میں تمہیں اللہ کے حبیب ﷺ کا حکم سناتا ہوں اور تم پھر خلاف کرتے ہو، یعنی صحابہ کرام کے نزدیک یہ ایک بہت عجیب بات تھی کہ محبوب ﷺ کا حکم سن کر پھر انسا ن اس پر لبیک نہ کہے۔

## محبت کا بارہواں تقاضا:

### نبی ﷺ کی نسبتوں کا احترام کرنا

اعظام جميع اسبابه و اکرام مشاهدہ و امکتہ من مکة

”مکہ و مدینہ اور نبی ﷺ کے ساتھ نسبت رکھنے والی جتنی چیزیں ہیں ان کا بھی اکرام کریں“

چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ کے اندر اپنی سواری کے اوپر سوار نہیں ہوتے تھے، کسی نے کہا آپ سوار کیوں نہیں ہو جاتے تو فرمایا کہ

استحیی من اللہ ان اطأ تربة فیہا رسول اللہ ﷺ بحافر دابتی  
”مجھے زیب نہیں دیتا کہ جس مٹی پر میرے آقا کے قدم مبارک لگے ہوں میں

اس مٹی کو اپنی سواری کے پاؤں کے ساتھ پامال کروں“

ایک بندے نے کہا کہ مدینے کی مٹی اچھی نہیں ہے،

افتی مالک فیمن قال تربة المدینة رديئة يضرب ثلاثين درة

”فرمایا تیس درے لگاؤ اس بندے کو جس نے یہ الفاظ کہے ہیں“

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب مسجد کے قریب آ جاتے:

یرفع حزائه و یمشی حافية

”جو تے اتار لیتے اور مسجد کے باہر ننگے پاؤں چلا کرتے تھے“

تو معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی ساتھ نسبت رکھنے والی جو جگہیں ہیں، جو اشیاء ہیں

ان کے ساتھ بھی ہمیں احترام کا معاملہ کرنا چاہیے۔

## محبت کا تیر ہواں تقاضا:

اہل بیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت ہونا

حب الصحابة و اهل البيت

نبی ﷺ کے جو شاگرد تھے جو آپ کی نبوت کے گواہ تھے، ان سے نبی ﷺ کو

بہت محبت تھی اور محبوب کو جو چیز محبوب ہو اس سے محبت ہونی ضروری ہوتی ہے،

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿اللہ اللہ! فی اصحابی لا تتخذوہم من بعدی غر  
ضاً فمن احبہم فبحبی احبہم﴾

”جو میرے صحابہ سے محبت کرے گا، وہ میری محبت کی وجہ سے ان

سے محبت کرے گا“

تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت نبی ﷺ سے محبت کی دلیل اور صحابہ سے بغض گویا  
نبی ﷺ کے ساتھ بغض کی دلیل ہوتی ہے۔

☆..... حدیث مبارکہ میں فرمایا کہ

﴿آیة الایمان حب الانصار و آیة النفاق بغضہم﴾

”انصار سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض رکھنا یہ نفاق کی

علامت ہوتی ہے“

تو جو صحابہ سے بغض رکھے دوسرے لفظوں میں وہ منافق ہوا کرتا ہے،

﴿اذا ذکرا صحابی فامسک﴾

جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو خاموش ہو جاؤ،

☆..... انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿مثل اصحابی کمثل المالح فی الطعام﴾

”میرے صحابہ کی مثال کھانے میں نمک کی سی ہے“

جس طرح نمک کے بغیر کھانا بے ذائقہ ہوتا ہے، صحابہ کی محبت کے بغیر انسان کا

ایمان بے حلاوت ہوا کرتا ہے۔

☆..... اور فرمایا:

﴿من حفظی فی اصحابی کنت لہ حافظاً یوم القیمة﴾

”جو میرے صحابہ کی (عزت و حرمت کی) حفاظت کرے گا قیامت کے دن

میں اس شخص کا محافظ بن جاؤں گا“

☆..... نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿من حفظني في اصحابي ورد على الحوض ومن لم

يحفظني في اصحابي لم يرد على الحوض﴾

جو میرے صحابہ کی محافظت کرے گا، وہ میرے پاس حوض کوثر پر

حاضر ہو اور جو میرے صحابہ کی حفاظت نہیں کرے گا، اس کو چاہیے کہ

میرے پاس حوض کوثر پہ حاضر نہ ہو۔

محبت کا چودہواں تقاضا:

تعلیماتِ نبوی ﷺ پر عمل کرنا

الاقتداء به

انسان ان کی باتوں پر عمل کرے اور ان کی بات کو اپنائے،

ان المحب لمن يحب مطيع

محب جس سے محبت کرتا ہے اس کا مطیع ہوتا ہے،

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

تعصى الاله وانت تزعم حبه

هذا العبرى في القياس بديع

لو كان حبك صادقا لاطعته

ان المحب لمن يحب مطيع

”تو اس کی نافرمانی کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ تو اس سے محبت کرنے والا ہے، یہ

بات بالکل خلاف عقل ہے، اگر تیری محبت سچی ہوتی تو اس کی فرمانبرداری کرتا کیونکہ

بے شک محب جس سے محبت کرتا ہے اس کا مطیع و فرمانبردار ہوا کرتا ہے“

تو ہمیں چاہیے کہ نبی ﷺ کی ایک ایک سنت کے ساتھ اپنے جسم کو مزین کر  
 یں، اس کی مثال یوں سمجھیں کہ شادی کے موقع پر دلہن کو سجانے کے لیے زیور پہنائے  
 جاتے ہیں، تو دلہن یہ سمجھتی ہے کہ انگلیوں میں انگوٹھی پہنادیں گے، انگلیاں خوبصورت ہو  
 جائیں گی، بازوؤں میں چوڑیاں پہنادیں گے، بازو خوبصورت بن جائیں گے، کان  
 میں بالیاں ڈال دیں گے، کان خوبصورت ہو جائیں گے، گلے میں ہار ڈالا گلا خو  
 بصورت، اس طرح دلہن یہ سمجھتی ہے کہ جسم کے جس عضو پر سونے کا زیور آ گیا وہ  
 میرے خاوند کی نظر میں زیادہ خوبصورت ہو جائے گا، مومن کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے  
 کہ میرے جسم کے جس عضو کو سنت سے نسبت ہو گئی سنت کا عمل اس پر سچ گیا میرا وہ  
 عضو اللہ کی نظر میں خوبصورت ہو جائے گا، اس لیے فرمایا کہ

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (الاعراف: ۴۱)

”تم میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کریں گے“

آج نبی ﷺ پر درود شریف کا پڑھنا کل قیامت کے دن میزان میں نیکیوں  
 کے بھاری ہونے کا سبب بھی بنے گا، دعا ہے اللہ رب العزت ہمیں اپنے حبیب ﷺ  
 کی سچی محبت عطا فرمائے، ان کا احترام، ان کی عزت، اور ان کا اکرام بھی دل میں عطا  
 فرمائے، ان کی سنتوں کی محبت کے ساتھ اتباع کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور  
 کثرت سے درود شریف پڑھ کر نبی ﷺ کی محبت دل میں بھرنے کی توفیق  
 عطا فرمائے، آمین

حضور ﷺ کی زندگی تمام انسانوں کے لئے نمونہ

جب ہم باجماعت نماز پڑھتے ہیں تو ایک امام ہوتے ہیں اور باقی مقتدی  
 ہوتے ہیں۔ مقتدیوں کے اوپر لازم ہوتا ہے کہ امام کی اقتداء کریں، اگر کوئی مقتدی  
 امام کی اقتداء نہ کرے تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی، جس طرح نماز میں ایک امام ہے، اسی

طرح ہماری پوری زندگی کے امام سیدنا رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ہمارا یہ فرض منصبی ہے کہ ہر کام ہم نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق کریں، کھانا پینا، پہننا اور اوڑھنا، معاشرت، معیشت، ہر چیز نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق ہو۔ یہ ہر مسلمان کے اوپر لازم ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي“

”تمہارے اوپر میری سنت کی اتباع لازم ہے“

آپ نے دیکھا ہوگا کہ شادی کے موقع پر دلہن سجاتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتی ہے کہ اگر میری انگلیوں میں انگوٹھی پہنادی گئی تو انگلیاں خوبصورت بن جائیں گی، اگر بازوؤں میں چوڑیاں ڈال دی گئیں تو بازو خوبصورت بن جائیں گے، اگر گلے میں لاکٹ ڈال دیا گیا تو میرا گلا خوبصورت بن جائے گا اور اگر میرے کانوں میں بالیاں ڈال دی گئیں تو میرے کان خوبصورت بن جائیں گے، غرض دلہن کا یہ خیال ہوتا ہے کہ جس عضو کو زیور سے سجا دیا جائے گا وہ میرے خاوند کی نظر میں خوبصورت بن جائے گا، ہو بہو یہی مثال ہے کہ مومن اپنے جس عضو کو سنت کے مطابق ڈھالتا جاتا ہے، اس کا وہ عضو اللہ رب العزت کی نظر میں خوبصورت بنتا چلا جاتا ہے، حتیٰ کہ اگر وہ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اپنے آپ کو سنت کے مطابق بنالے تو سچے ہوئے انسان کی طرح وہ اللہ کی نظر میں پیارا ہو جاتا ہے، ارشاد فرمایا:

”قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ“

”اے میرے محبوب فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو“

”فَاتَّبِعُونِي“ ”تم میری اتباع کرو“ ”يُحِبِّبْكُمْ اللَّهُ“

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ رب العزت تم سے محبت فرمائیں گے، تم اللہ رب العزت

کے محبوب بن جاؤ گے،

اور ہر مومن کے دل میں نبی ﷺ کی محبت یقینی ہوتی ہے، اس کے بغیر انسان



کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا، نبی ﷺ سے محبت کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے:

نہ جب تک کٹ مروں خواجہ پیر کی عزت پر  
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا  
نماز اچھی ہے حج اچھا روزہ اچھا زکوٰۃ اچھی  
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا

## محبت رسول ﷺ، قرآن و حدیث کی روشنی میں

قرآن مجید کی ایک آیت مبارکہ ہے:

”قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ  
وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ  
تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ  
وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ  
وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ“۔ (سورۃ التوبہ: ۲۴)

”کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان  
کے رشتہ دار اور مال جو تم کماتے ہو اور کاروبار جس کے بند ہونے سے  
ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو۔ اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کی  
راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو تم ٹھہرے رہو۔ یہاں  
تک کہ اللہ تمہارے لئے اپنا حکم (عذاب) بھیجے اور اللہ نافرمانوں کو  
ہدایت نہیں دیتے“

سب رشتے گنوائیں کہ یہ رشتے داریاں اور وہ تمہارے گھر جن میں رہنا تم پسند  
کرتے ہو اور تمہاری تجارت جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ رہتا ہے، اگر یہ چیزیں  
اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر تم انتظار میں رہو کہ اللہ تعالیٰ تم  
پر اپنا عذاب بھیج دے، تو معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی محبت تمام محبتوں کے اوپر غالب

ہونی چاہیے، مخلوق کی ساری محبتیں نیچے ہیں اور نبی ﷺ کی محبت ان سب محبتوں پر فائق ہے، اور یہ جو دائرہ اسلام کے اندر محبتیں ہم نے رکھی ہیں۔ میاں بیوی کی محبت، ماں، باپ، اولاد کی محبتیں، یہ سب اچھی ہیں لیکن اگر یہ محبتیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں رکاوٹ بنیں تو ان محبتوں پر پاؤں رکھ کر تم آگے گزر جاؤ تمہاری منزل کوئی اور ہے۔

☆..... نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

”لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔“

”تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد سے، بیٹوں سے اور دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں“

یہاں پر بیٹے کا تذکرہ پہلے نہیں کیا حالانکہ عام طور پر یوں محسوس ہوتا ہے کہ بیٹا زیادہ پیارا ہوتا ہے، والد کا تذکرہ پہلے کیا، اس لئے ایک حدیث پاک میں فرمایا کہ میں ہر متقی کا باپ ہوں، تو چونکہ باپ کا رشتہ تھا اگر بیٹے کا تذکرہ پہلے ہوتا تو اس بات کے خلاف ہو جاتا، تو اللہ کے حبیب ﷺ نے والد کا تذکرہ یہاں پہلے فرمادیا،

☆..... ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

”ثلاث من کن فیہ وجد حلاوة الایمان“  
 ”تین باتیں ایسی ہیں کہ جس میں ہوں اس کو ایمان کی حلاوت نصیب ہو جائے“

”ان یكون الله ورسوله احب اليه مما سواها“  
 ”اللہ اور اس کے رسول ﷺ باقی ہر چیز سے زیادہ بندے کو محبوب ہو جائیں“

”وان يحب المرء لا يحبه الا الله“

”اور کوئی شخص جس سے بھی محبت کرے اللہ ہی کے لیے کرے“  
 ”وان یکرہ ان یعود فی الکفر کہا یکرہ ان یقذف فی

النار“

”اور یہ کہ کفر میں لوٹنے کو ایسے محسوس کرے جیسے آگ میں لوٹنا“  
 ان میں سے پہلی بات یہ بیان ہوئی کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت  
 بندے کو باقی ہر چیز سے زیادہ ہو۔

## کامیابی کا مدار سنت کی اتباع پر ہے

جس شخص نے سنت کو اپنا لیا اس نے نجات پائی،

☆..... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

”ان السنة مثل سفینة نوح ﷺ“

کہ نبی ﷺ کی سنت نوح ﷺ کی کشتی کے مانند ہے“

”من رکبہا نجا“

”جو اس کشتی پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا“

”ومن تخلى عنه غرق“

اور جو اس کشتی سے پیچھے رہ گیا وہ دنیا کے طوفانوں کے اندر غرق ہوگا“

☆..... نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”من حفظ سنتی اکرمہم اللہ باربع خصال“۔

جو شخص میری سنت کا اکرام کرتا ہے، اس کی عزت کرتا ہے، اس پر عمل پیرا ہوتا

ہے، اللہ تعالیٰ چار طریقوں سے اس بندے کا اکرام فرماتے ہیں۔

ایک ”المحبة فی قلوب البررة“

نیک لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اس بندے کی محبت ڈال دیتے ہیں۔

دوسری بات: ”والهيبة في قلوب الفجرة“

جو فاسق و فاجر ہوتے ہیں ان کے دلوں میں اللہ ان کا رعب بٹھا دیتے ہیں۔

تیسری بات: ”والسعة في الرزق“

اللہ اس کا رزق کھلا فرمادیتے ہیں۔ رزق میں کشادگی عطا فرمادیتے ہیں۔

اور چوتھی چیز: ”والثقة في الدين“

اللہ دین میں اس بندے کو مضبوط بنا دیتے ہیں،

تو معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی سنت انسان کے لئے فلاح پانے کا ذریعہ ہے،

☆..... شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فتح القدير میں لکھتے ہیں:

”من تمهاون بسنة عوقب بحرمان الفرائض“۔

جو شخص سنت کا اہتمام نہیں کرتا، اس کو ہلکا سمجھتا ہے، اس کا وبال یہ ہوتا ہے کہ

اس بندے کو فرائض سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

☆..... نبی ﷺ نے فرمایا:

”من احب سنتي فقد احبني“

جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے مجھ سے محبت کی۔

”ومن احبني كان معي في الجنة“

اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

☆..... نبی ﷺ نے فرمایا:

”من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر

مائة شهيد“

کہ جو میری سنت کا اس وقت التزام کرے جب کہ سنت کی طرف سے بے توجہی

کی جا رہی ہو۔ اس کو چھوڑا جا رہا ہو تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس بندے کو ایک سو

شہیدوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

☆..... نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ترکت فیکم امرین“

میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں،

”لن تضلوا ان تمسکتہ بہما“

تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے اگر تم ان دونوں کو پکڑے رہو گے“

”کتاب اللہ وسنة نبیہ“

ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور دوسرا اس کے نبی ﷺ کی سنت کی

اتباع کرنا،

اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم سنت کی پیروی کریں اور زندگی کو سنت سے مزین

کریں، اپنے ظاہر کو نبی ﷺ کی سنت سے مزین کریں اور اپنے باطن کو اللہ رب

العزت کی معرفت سے منور کریں۔

## اختتامِ برودعا

یہ اللہ رب العزت کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں نبی ﷺ کی امت میں

پیدا فرمادیا، ہم آپ کی مبارک زندگی کو پڑھیں، آپ کی سنتوں کو سیکھیں اور اس سے

اپنے آپ کو مزین کر کے ایک کامیاب زندگی گزارنے کی کوشش کریں،

اے رسول امین، خاتم المرسلین،

تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں،

ہے عشیدہ یہ اپنا بصدق و یقین،

دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے،

اے ازل کے حسین، اے ابد کے حسین،

بزمِ کونین پہلے سجائی گئی،

جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے،

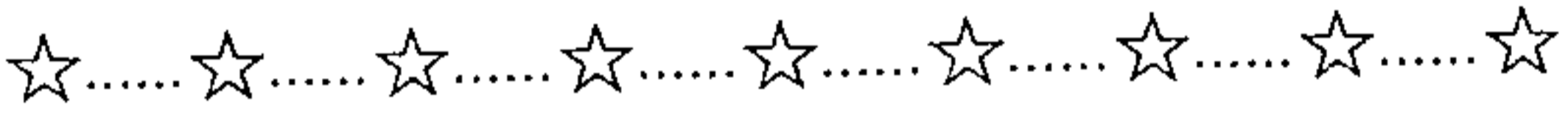
تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں،

پھر تیری ذات منظر پہ لائی گئی،

سید الاولین سید الآخریں، تجھ

سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا، آسمان میں ہوا  
 کیا عرب کیا عجم، سب ہیں زیرِ نگیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں  
 اے میرے مولیٰ! آپ رحمت کی ایک نظر ڈال دیجئے، ہمارے من کی  
 کیفیتوں کو بھی سنت کے مطابق بنا دیجئے، تاکہ ظاہر و باطن سنت کے نور سے منور  
 ہو جائے، اللہ تعالیٰ ہمیں سنتوں بھری زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے، حتیٰ کہ  
 جب موت کا وقت آئے، ملک الموت آئے، دلوں کو ٹٹولے تو عشقِ نبوی سے بھرا ہوا  
 پائے، دماغوں کو ٹٹولے علمِ نبوی سے بھرا ہوا پائے، ہمارے اعضاء کو ٹٹولے تو سنت  
 نبوی سے مزین نظر آئے اور وہ بھی اس کی گواہی دے دے کہ یہ بندہ مجھے اپنے آقا کا  
 غلام نظر آتا ہے، رب کریم ہمیں ایک ایک سنت پر محبت کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق  
 عطا فرمائے اور اس سنت کے نور کو پوری دنیا کے اندر پھیلانے اور پہنچانے کی  
 اللہ توفیق عطا فرمائے، آمین



ساتواں باب

عشقِ رسول ﷺ

عربی اور اردو شعراء کی نظر میں

## شان ختم الرسل ﷺ عربی شعراء کی نظر میں

... البهبة حجاب بين المحب والمحبوب

فاذا فنى المحب من البهبة وصل بالمحبوب

محبت خود محب و محبوب کے درمیان ایک پردہ ہے جب محب محبت سے فنا ہو جاتا ہے تو محبوب سے اس کا وصل ہو جاتا ہے،

... فهو الذى تم معناه و صورته ثم اصطفاه حبيا بارئى النسيم

منزلة عن شريك فى محاسنه فجوهر الحسن فيه غير منقسم

پس آپ فضائل ظاہری و باطنی میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا حبیب بنا کر چن لیا، آپ اس سے بلند ہیں کہ آپ کی خوبیوں میں کوئی آپ کا شریک ہو پس آپ کے جوہر حسن میں کوئی شریک و سہم نہیں، آپ کا حسن غیر منقسم اور غیر مشترک ہے،

كشفت الدجى بجماله بلغ العلى بكماله

صلوا عليه وآله حسنت جميع خصاله

آپ پہنچ گئے بلندیوں تک اپنے کمال سے اور کھل گئے تمام اندھیرے آپ کے جمال سے آپ کی تمام عادتیں حسین و جمیل ہیں۔ تم سب ان پر اور ان کے آل پر درود بھیجتے رہا کرو،

... على محمد صلوة الابرار صلى عليه الطيبون الاخيار

قد كان قواما بكي بالاسحار ياليت شعري والمنيا اطوار

هل تجب عنى وحبیبی الدار

حضرت محمد ﷺ پر نیک اور اچھے لوگ درود پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ راتوں کو جاگ کر اللہ کی عبادت کرنے والے اور سحر کے وقت خوب رونے والے





... لبا رایت نبیا منجد لا ضاقت علی بمرضهن الا و

فارتاع قلبی عند ذلك لهلكه والعظم منی ما حیث کسیر

یالیتنی من فبل هلك صاحبی عییت فی جدث علی صخور

جب میں نے اپنے نبی ﷺ کو وفات یافتہ دیکھا تو مکانات اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئے، اس وقت حضور ﷺ کی وفات پر میرا دل لرزاٹھا اور زندگی بھر میری کمر ٹوٹی رہے گی، کاش! میں اپنے آقا کے انتقال سے پہلے قبر میں دفن کر دیا گیا ہوتا، تو مجھ پر پتھر ہوتے،

... یا صاحب الجہال ویاسید البشر من وجهک البنیر لقد نور القبر

لا یمکن الثناء کہا کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے صاحب جمال اور انسانوں کے سردار، آپ کے نوزانی چہرہ سے تو چاند کو روشنی بخشی گئی، جیسا کہ آپ کی تعریف کا حق ہے ویسی تعریف ممکن نہیں۔ خدا کے بعد آپ ہی سب سے بڑے ہیں قصہ مختصر۔

حسبی ربی جل اللہ مافی قلبی غیر اللہ

عظمت رسول اور محبت رسول ﷺ فارسی شعراء کی نظر میں

... حسن یوسف دم عیسیٰ بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تہا داری

آپ یوسف علیہ السلام کا حسن، عیسیٰ علیہ السلام کا دم۔ موسیٰ علیہ السلام کا ساسفید ہاتھ رکھتے ہیں

اور وہ تمام خوبیاں جو تمام رکھتے ہیں آپ میں جمع ہیں۔

☆..... یتیمے کہ نا کردہ قرآن درست کتب خانہ چند ملت بشت

وہ یتیم کہ جس نے پڑھنا بھی نہ سیکھا ہو اس نے کتنے مذاہب کے کتب خانہ

دھودے۔

☆..... خدا در انظار حمد مانیت محمد چشم بر راہ شفاء نیست

خدا مدح آفریں مصطفیٰ بس محمد حامد حمد خدا بس

مناجاتے اگر باید بیاں کرد بہ بیتے ہم قناعت می تو اں کرد  
 محمد از تو می خواہی خدا را خدا یا از توحبِ مصطفیٰ را  
 خدا ہماری حمد و تعریف کا انتظار نہیں کرتا اور نہ ہی محمد ﷺ تعریف کے ضرور تمند  
 ہیں، خدا محمد ﷺ کی مدح و ثناء کر رہے ہیں اور محمد ﷺ خدا کی حمد و ثناء کر رہے ہیں  
 اگر کوئی مناجات بیان کرنا ہو تو میں ایک ہی بیت میں قناعت کرتا ہوں، اے محمد ﷺ  
 آپ سے خدا چاہتے ہیں کہ اے خدا آپ سے حبِ مصطفیٰ (ﷺ) چاہتے ہیں۔  
 ☆..... ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست بحر و بردر گوشہ دامنِ اوست  
 جو بھی عشقِ مصطفیٰ (ﷺ) میں مبتلا ہے بحر و بر اس کے دامن کے ایک کونے  
 میں سما جاتے ہیں۔

☆..... لولاک ذرہ جہاں محمد است سبحان من یراہ چہ شانِ محمد است  
 سیپارہ کلامِ الہی خدا گواہ آں ہم عبارتے زبانِ محمد است  
 ناز و بنامِ پاکِ محمد ﷺ کلامِ پاک نازم باں کلام کہ جانِ محمد ﷺ  
 است

توحید را کہ نقطہ پر کار دین ماست دانی! کہ نقطہ زبیاں محمد ﷺ است  
 سر قضا و قدر ہمیں است اے ندیم پریشان امر حق ز کمانِ محمد ﷺ است  
 لولاک محمد کے جہاں کا ذرہ ہے سبحان اللہ جس نے دیکھا ہے محمد ﷺ کی شان  
 کو قرآن کے تیس پارے اس پر گواہ ہیں اور وہ عبارت بھی جو محمد ﷺ کی زبان نیکی  
 میں کلامِ پاکِ محمد کے نام پر ناز کرتا ہے اور میں ناز کرتا ہوں اس کلام پر کہ محمد ﷺ  
 کی جان ہے توحید ہمارے دین کا مرکزی نقطہ ہے، تو جانتا ہے کہ اس کو مزین کرنے  
 والا نقطہ محمد ﷺ ہیں اے دوست قضا و قدر کا راز بھی یہ ہے اور حق کا تیر محمد ﷺ  
 کی کمان سے ہے،

☆..... چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک بعد از خدا بزرگی کی قصہ مختصر

☆..... ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیاست  
ہزار مرتبہ دھوتا ہوں میں منہ کو مشک و گلاب سے، پھر بھی تیرا نام لینا کمال بے  
ادبی ہے۔

☆..... آں امن الناس بر مولائے ما آں یکم اول سینائے ما  
وہ (صدیق) ہمارے مولا کا سب لوگوں میں بڑا محسن اور وہ ہمارے طور سینا کا  
پہلا کلیم ہے۔

☆..... صباء بسوئے مدینہ روکن از دعا گو سلام برخواں  
بگرو شاہ مدینہ گرد در بصد بضرع پیام برخواں  
اے صبح کی تازہ ہو امدینہ کی طرف چلنا شروع کر اور اس کے رہنے والوں کو  
سلام کہہ اور شاہ مدینہ کے گھر عاجزی تضرع سے میرا پیام سنا۔  
☆..... دلم زندہ شد از وصال محمد ﷺ جہاں روشن است از جمال محمد ﷺ  
میرا دل محمد ﷺ کے وصال سے زندہ ہو گیا اور جہاں محمد ﷺ کے جمال سے  
منور ہو گیا ہے۔

☆..... نہ مرد است آں کہ دنیا دوست دارد اگر دارد برائے دوست دارد

## محبت رسول ﷺ اردو شعراء کی نظر میں

☆..... سلامت رہے تیرے روضے کا منظر جکتی رہے تیرے روضے کی جالی  
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوقِ ابوزر ہمیں بھی عطا ہو وہ روحِ بلالی  
میرے آقا کا مجھ پر تو ایسا کرم تھا بھر دیا میرا دامن پھیلانے سے پہلے  
یہ اتنے کرم کا عجب سلسلہ ہے نشہ رنگ لایا پلانے سے پہلے  
☆..... خدا شاہد یہ ان کے فیضِ صحبت کا نتیجہ تھا  
شہنشاہ گر پڑے قدموں میں جب ان کے غلام آئے

☆..... آنسو گرا ہے روئے رسالت مآب پر قربان ہونے آئی ہے شبنم گلاب پر  
☆..... خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش فرنگ سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف  
☆..... نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر  
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا  
نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا ہے زکوٰۃ اچھی  
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا  
☆..... سنتے تھے جسے عشق یہی ہوگا وہ شاید خود بخود دل میں ہے اک شخص

سما یا جاتا ہے

☆ نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسنِ رسول ہے یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے  
اے کاروانِ شوق یہاں سر کے بل چلو طیبہ کے راستے کا تو کاٹنا بھی پھول ہے  
☆ محمد کی محبت ہے سند آزاد ہونے کی خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی  
☆..... نسبتِ مصطفیٰ بھی عجب چیز ہے جس کو نسبت نہیں اس کی عزت نہیں  
خود خدا نے نبی سے یہ فرما دیا جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں  
☆..... عجب چیز ہے عشق شاہِ مدینہ یہی تو ہے عشقِ حقیقی کا زینہ  
ہے معمور اس عشق سے جس کا سینہ اسی کا ہے مرنا اسی کا ہے جینا

☆..... کچھ نہیں مانگتا دنیا سے یہ شیدا تیرا اس کو بس چاہیے نقش کف پا تیرا  
☆..... اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آگیا جسے سے بنائے عشق و محبت ہے استوار  
☆..... لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب گنبد آب گینہ رنگ تیرے محیط میں حباب  
شوکت و سنجر و سلیم تیرے جنال کی نمود فقر جنید و بایزید تیرا جمالِ بے نقاب  
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے علم غیاب و جستجو عشقِ حضور و اضطراب  
☆..... امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ کہ ہوسگانِ مدینہ میں میرا نام شمار  
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں مروں تو کھائیں مدینے کے مجھ کو مور و مار

اڑا کے بادِ مری مشّتِ خاک کو پسِ مرگ کرے حضور کے روضے کے آس پاس نثار  
☆..... خاک ہو جائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن ان کے ڈٹمپیر کی خاطر راہِ پیغمبر نہ چھوڑ  
☆..... جو یادِ مصطفیٰ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے حقیقت میں وہ لطفِ زندگی پایا نہیں کرتے  
زباں پر شکوہ رنج و الم لایا نہیں کرتے نبی کے نام لیو انم سے گھبرایا نہیں کرتے  
یہ دربارِ محمد ہے یہاں ملتا ہے بن مانگے ارے ناداں یہاں دامن کو پھیلا یا نہیں کرتے  
یہ دربارِ محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے  
محمد عرش پر پہنچے تو خود خالق نے فرمایا یہ اپنا گھر ہے اپنے گھر میں شرمایا نہیں کرتے  
گنہگاروں کو ہم بخشیں گے تم سے وعدہ کرتے ہیں محمد ہم کبھی جھوٹی قسم کھایا نہیں کرتے  
☆..... بلا لواب تو اے آقا ٹھہر جانا نہیں اچھا تڑپ کر یوں دل مضطر کا مرجانا نہیں اچھا  
مدینہ کا ارادہ ہو تو عشقِ نبوی پیدا کر تعلق ہونہ جن سے ان کے گھر جانا نہیں اچھا  
☆..... دل میں بسا ہے شوقِ رہِ یار کا حفیظ جائیں گے سر کے بل جو کبھی واں طلب ہوئے  
☆..... ہے نظر میں جمالِ حبیبِ خدا جس کی تصویر سینہ میں موجود ہے  
جس نے لا کر کلامِ الہی دیا وہ محمد ﷺ مدینہ میں موجود ہے  
پھول کھلتے ہیں پڑھ پڑھ کے صلِ علی جھوم کر کہہ رہی ہے یہ بادِ صبا  
ایسی خوشبو چمن کے گلوں میں کہاں جو نبی کے سینہ میں موجود ہے  
ہم نے مانا کہ جنت بہت ہے حسیں چھوڑ کر ہم مدینہ نہ جائیں کہیں  
یوں تو جنت میں سب کچھ مدینہ نہیں پر مدینہ میں سنت بھی موجود ہے  
☆..... اے عشقِ نبی میرے دل میں بھی سما جانا مجھ کو بھی محمد ﷺ کا دیوانہ بنا جانا  
جو رنگ کہ رومی پہ رازی پہ چڑھایا تھا اس رنگ کی کچھ رنگت مجھ پر بھی چڑھا جانا  
جس نیند میں ہو جائے دیدارِ نبی حاصل اے عشقِ کبھی مجھ کو وہ نیند سلا جانا  
قدرت کی نگاہیں بھی جس چہرے کو تکتی تھیں اس چہرہ انور کا دیدار کرا جانا  
☆..... آہستہ قد، نیچی نگاہ، پست صدا ہو خوابیدہ یہاں روحِ رسولِ عربی ہے

☆..... اے زائرِ بیتِ نبی یاد رہے یہ بے قاعدہ جنبشِ لب یہاں بے ادبی ہے  
☆..... ہزاروں بار تجھ پر اے مدینہ میں فدا ہوتا جو بس چلتا تو مرکز بھی نہ میں تجھ سے جدا ہوتا  
سوچتا ہوں میں تب جنم لیتا جانے پھر کیا سے کیا ہوا ہوتا  
چاند ہوتا تیرے زمانے کا تیرے ہاتھوں سے میں بٹا ہوتا

## عظمتِ رسول ﷺ

☆..... اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا اور ایک نسخہ کیمیا ساتھ لایا  
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی  
☆ میرا قائد ہے وہ زندگی پیغام تھا جس کا محمد ﷺ نام تھا جس کا محبت کام تھا جس کا  
☆ وہ رفتہ رفتہ جس نے قوم کو منزل عطا کردی کلی آغاز تھا جس کا چمن انجام تھا جس کا  
☆ چاند سے تشبیہ دینا یہ کہاں انصاف ہے چاند کے منہ پہ چھائیاں میرے مدنی کا چہرہ صاف ہے  
☆..... سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمد ﷺ بنایا گیا  
پھر اسی نور سے مانگ کر روشنی بزم کون و مکاں کو سجایا گیا  
وہ محمد بھی احمد بھی محمود بھی حسن مطلق کا شاہد بھی مشہود بھی  
علم حکمت میں وہ غیر محدود بھی ظاہراً امیوں میں اٹھایا گیا  
خلیل اللہ نے جس کے لئے حق سے دعائیں کیں ذبح اللہ نے وقتِ ذبح جس کی التجائیں کیں  
جو بن کر روشنی پھر دیدہ یعقوب میں آیا جسے یوسف نے اپنے حسن کے نیرنگ میں پایا  
کلیم اللہ کا دل روشن ہوا جس ضوفشانی سے وہ جس کے نام سے داؤد نے نغمہ سرائی کی  
دل پہنچی میں ارماں رہ گئے جس کے زیارت کے وہ جس کی یاد میں شاہِ سلیمان نے گدائی کی  
مبارک ہو وہ ختم المرسلین تشریف لے آئے لبِ عیسیٰ پہ آئے وعظ جس کا شانِ رحمت کے  
☆..... قدم قدم پہ رحمتیں قدم قدم پہ برکتیں جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا  
مبارک ہو وہ رحمت اللامین تشریف لے آئے جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا

- ☆..... کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا تو نقشِ ہستی ابھر نہ سکتا وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا
- ☆..... زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا نہ محفل کن فکاں نہ ہوتی اگر وہ شاہِ امم نہ ہوتا
- ☆..... جمال کو تیرے کب پہنچے حسنِ یوسف کا وہ دل ربائے زلیخا تو شاہد ستار کا
- ☆..... رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریت نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار
- ☆..... وہ آئے تو عظمت بڑھ گئی دنیا میں انسان کی وہ آئے جب تو انساں کو فرشتوں کے سلام آئے
- اے رسولِ امیں خاتم المرسلین تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں  
 ہے عقیدہ یہ اپنا بصرِ یقین تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں  
 بزمِ کونین پہلے سجائی گئی پھر تیری ذات منظر پہ لائی گئی  
 سید الاولیں سید الاخریں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں  
 مصطفیٰ مجتبیٰ تیری مدح و ثنا میرے بس میں نہیں دسترس میں نہیں  
 دل کو ہمت نہیں لب کو یار نہیں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں  
 کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں کوئی ہے وہ کہ جس کو تجھ سا کہوں  
 توبہ توبہ نہیں تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں  
 اے سراپا نفسِ نفس دو جہاں سرور دلبراں دلبر عاشقاں  
 ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں، تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں
- ☆..... کائنات حسن جب پھیلی تو لا محدود تھی اور جب سمٹی تو تیرا نام بن کر رہ گئی
- ☆..... جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ و روں سے حل نہ ہوا
- وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں
- ☆..... جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپالے جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دے
- ☆..... اسے اور کیا نام، ے گا زمانہ وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
- ☆..... وہ جو شیریں سخن ہے میرے مکی مدنی تیرے ہونٹوں کی چھنی ہے میرے مکی مدنی
- تیرا پھیلاؤ بہت ہے تیرا قامت ہے بلند تیری چھاؤں بھی گھنی ہے میرے مکی مدنی





## اتباعِ رسول ﷺ

- ☆ قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے      دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے
- ☆ تیرے محبوب کی یاربِ شباہت لے کے آیا ہوں      حقیقت اس کو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں
- ☆ نئے مے محبت میں آنسو بہائے      یوں جنت میں پایا مقام اللہ اللہ
- ☆ پروانے کے لئے شمعِ بلبل کو پھول بس      صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس
- ☆ وہی سمجھا جائے گا شیدائے جمالِ مصطفیٰ      جس کا حالِ حالِ مصطفیٰ ہو، قالِ قالِ مصطفیٰ
- ☆ محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں      یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
- ☆ محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے      اس میں ہوا اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
- ☆ جو پہنچا حشر میں ثاقب فرشتے سب پکارا ٹھے      محمد ﷺ کے غلاموں کے غلاموں کا غلام آیا
- ☆ شافع کون و مکاں کی راہ دکھلاتا رہا      گمراہانِ شرک کو توحید سکھلاتا رہا
- ☆ اس صدی میں عصرِ حاضر کا فقیہ بے مثال      سنت خیر الوری کے زمزمے گاتا رہا
- ☆ پرچمِ اسلام ابر درخشاں کے روپ میں      بت کدوں کی چار دیواری پہ لہراتا رہا

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆